رفع یدین کے دلائل کا تحقیقی جائزہ

حصہ دوم

سنّتِ امام القبلتین فی ترکِ رفع الیدین

ابو الساعلامہ محمد ظفر القادری بکھروی

والضحیٰ پبلی کیشنز

رفع یدین کے دلائل کا تحقیقی جائزہ

حصّہ دوم

سُنّتِ امام القبلتین

فی

ترکِ رفعِ الیدین

مصنف

ابو اسامہ علامہ محمد ظفر القادری بکھروی

والضحیٰ پبلی کیشنز

حادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان

0300-7259263,0315-4959263

سنّتِ امامِ القبلتین فی ترکِ رفعِ الیدین

والضحیٰ پبلی کیشنز

سیل پوائنٹ

مکتبہ فیضانِ مدینہ

نزد فیضان مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

0311-3161574

والضحیٰ پبلی کیشنز

بادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور پاکستان

0300-7259263,0315-4959263

مصنف : ابوالسا علامہ محمد ظفر القادری بکھروی

لیگل ایڈوائزر : محمد صدیق الحسنات ڈوگر، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

تاریخ اشاعت : جنوری 2018ء ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

قیمت : =/280

فہرست

تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہر باطل مذہب کے پاس کوئی نہ کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے سے وہ اپنے باطل مذہب کی اشا
کا ذریعہ بناتا ہے۔ غیر مقلدین زمانہ نے مسئلہ رفع یدین کو اپنے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔
کریں اگر 100 لوگوں کو غیر مقلدین نے ورغلایا ہے تو ان میں سے 90 لوگوں کو اسی مسئلہ (رفع یدین)
الجھا کر اہلسنت سے دور کیا گیا۔ ہمارے بعض علماء نے یہ سمجھا کہ یہ ایک فروعی مسئلہ ہے اس پر اتنی تحقیق
ضرورت نہیں لہٰذا انہوں نے اسے اتنا سنجیدہ نہ لیا اور اس پر جتنا کام ہونا چاہیے تھا، نہ ہوا۔ حالانکہ اگر ف
مسائل بھی نظریات باطلہ پھیلانے کا ذریعہ بنا لیئے جائیں تو پھر عوام کو حقائق سے آگاہ کرنا ضروری ہو جاتا
غیر مقلدین اس سلسلے میں بہت زیادہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بخاری شریف میں رفع یدین کر
احادیث موجود ہیں لہٰذا بخاری کی احادیث پر عمل کرتے ہوئے رفع یدین کرنا ضروری ہے۔ اور جو نماز میں
یدین نہیں کرتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

جبکہ احناف اکثریت سے رفع یدین کی احادیث کو عملاً متروک ومتناً مضطرب سمجھتے ہوئے عد
یدین کی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی مسئلہ پر صحیح بخاری میں روایات کا آجانا ہر حالت میں اس
قابل عمل ہونے کی دلیل نہیں، جب تک کہ دوسرے دلائل کو نہ دیکھا جائے۔ مثال کے طور پر امام بخاری رحم
علیہ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے باب البول قائما و قاعدا۔ یعنی کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کر
بیان۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ امام بخاری اس باب کے تحت وہ احادیث لے کر آتے جس میں کھڑے ہو کر پیش
کرنے کا بیان بھی ہوتا اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بیان بھی ہوتا، لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس
بعد تین احادیث ذکر کی ہیں اور ان تینوں احادیث میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان ہے۔ تو کیا
پیشاب کرنے کی کوئی ایک بھی صحیح حدیث موجود نہیں یا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نہیں مل سکی۔ جب
کتب احادیث کو دیکھا تو جامع ترمذی جلد 1 ص 98 پر صحیح حدیث موجود ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ ص
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو تمہیں بیان کرے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے تھے تو تم
تصدیق نہ کرو، حضور ﷺ تو بیٹھ کر ہی پیشاب فرماتے تھے۔ لہٰذا اس حدیث کو ہی معمول بنایا جائے گا۔

اسی طرح بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ بہر حال حضرت علامہ ابو اسامہ محمد ظفر ال
بکھروی صاحب کی رفع یدین پر لکھی جانے والی یہ معرکۃ الآرا کتاب پڑھ کر آنکھیں روشن اور دل نہایت
ہوا۔ حضرت علامہ ابو اسامہ محمد ظفر القادری بکھروی صاحب نے جس تحقیق سے احادیث رفع کے محدثانہ ا
میں جواب دیئے ہیں اور عدم رفع کی احادیث کی ترجیح ثابت کی ہے انہی کا حصہ ہے۔ راقم پورے وثو
عرض کرتا ہے کہ بلا تعصب اس کتاب کو پڑھنے والا شخص احناف کے مؤقف کو تسلیم کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مفتی محمد راشد محمود رضوی

مقدمۃ الکتاب

تقلید

الحمد لله رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ واھل بیتہٖ اجمعین اما بعد:

بعض لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کا صرف اتنا قول پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

لا یقلدن رجل رجلاً دینہ: کوئی شخص اپنے دین میں کسی دوسرے کی تقلید نہ کرے

مکمل جملہ اس طرح ہے: وعن عبداللہ بن مسعود قال لا یقلدن أحدکم دینہ رجلا فإن آمن آمن وإن کفر کفر وإن کنتم لا بد مقتدین فاقتدوا بالمیت فإن الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی دین میں کسی آدمی کی تقلید نہ کرے کہ اگر وہ ایمان لائے تو یہ بھی ایمان لائے اور اگر وہ کفر کرے تو یہ بھی کفر کرے، اور اگر اقتداء کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو مردوں (فوت شدہ) کی کرو زندوں کی نہیں کیوں کہ زندہ افراد پر فتنہ سے بچنے کی کوئی گارنٹی نہیں۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 1/433 رقم 850)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اما العالم فان اھتدیٰ فلا تقلدوہ دینکم اگر عالم ہدایت پر بھی ہو تو اس کی دین میں تقلید نہ کرو، مکمل جملہ یوں ہے

قال معاذ بن جبل یا معشر العرب کیف تصنعون بثلاث دنیا تقطع اعناقکم وزلۃ عالم وجدال منافق بالقرآن فسکتوا فقال اما العالم فان اھتدیٰ فلا تقلدوہ دینکم وان افتتن فلا تقطعوا منہ اناتکم فان المومن یفتتن ثم یتوب:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے تین امور کے متعلق لوگوں سے پوچھا جن میں ایک عالم کی غلطی کے

متعلق تھا حضرت معاذ فرماتے ہیں عالم کی پھلسن سے اپنے آپ کو بچانے کا یہ طریقہ ہے کہ تم بس دینیات کے اندر اس کی تقلید نہ کرو چاہے وہ ہدایت یافتہ ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اگر وہ خود کسی فتنے میں پھنس جاتا ہے تو بعد میں توبہ بھی کرسکتا ہے (جامع بیان العلم وفضلہ:2/224رقم955)

جواب: دینیات اور ایمانیات میں تقلید کا کوئی بھی قائل نہیں اہلسنت وجماعت میں سے، نہ اس کے کرنے کا کوئی کہتا ہے سوائے ضروریاتِ احکام شرعیہ معلوم کرنے کیلئے صرف فوت شدہ افراد کے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے تقلید اجتہاد میں ہوتی ہے اور ائمہ اربعہ میں سے کوئی ایک بھی دینیات و ایمانیات میں اجتہاد کا قائل نہیں، یہ سب ضروریاتِ احکام شرعیہ معلوم کرنے کیلئے مسائل میں استنباط کے اہل ہیں، وہ بھی سب سے پہلے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع واجتہاد صحابہ کے بعد پھر اپنا اجتہاد، لہذا ائمہ اربعہ کے مدون مذہب سے ایمان کو کسی قسم کا خطرہ نہیں البتہ ان کے علاوہ اوروں سے جو بعد والے ہیں ایمان محفوظ نہیں یہی حقیقت ہے جس پر ہم اہل سنت وجماعت عمل پیرا ہیں۔

اہل حدیث کا صحیح مفہوم

لفظ {اہلِ حدیث} قدیم اور جدید اصطلاح میں عنوان {اہلِ حدیث} دو اصطلاحوں میں منقسم ہے لہٰذا اہلِ حدیث کا عنوان دو اصطلاحوں میں مختلف معانی کا حامل ہے:

(1) اہل حدیث باصطلاحِ قدیم (2) اہل حدیث باصطلاحِ جدید

اصطلاحِ قدیم میں اس سے مراد وہ لوگ تھے جو حدیث روایت کرنے، پڑھانے، اس کے راویوں کی جانچ پڑتال کرنے اور اس کی شرح میں مشتغل رہتے تھے، انہیں محدثین بھی کہا جاتا تھا اور وہ واقعی اس فن کے اہل سمجھے جاتے تھے سو اہلِ علم کی اصطلاح قدیم میں اہلِ حدیث سے مراد حدیث کے اہل لوگ تھے، اہلِ ادب، اہلِ حدیث، اہلِ تفسیر سب اسی طرح کی اصطلاحیں ہیں۔

حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر (م840ہجری) لکھتے ہیں:

إذ من المعلوم أنّ أهل الحديث اسم لمن عنى به, وانقطع فى طلبه, ...فهؤلاء هم من أهل الحديث من أى مذهب كانوا (الروض الباسم:1/259)

ترجمہ: یہ بات معلوم ہے کہ اہلِ حدیث اس طبقے کا نام ہے جو اس فن کے درپے ہو اس کی طلب میں

منہمک رہے......ایسے سب لوگ اہلِ حدیث ہیں؛ خواہ وہ کسی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں

اس طبقہ علمی کے لحاظ سے اہلحدیث [محدثین] کسی ایک فرقہ مذہبی سے متعلق نہیں، جیسے اہل قرآن بمعنی مفسرین کسی ایک فرقہ سے متعلق نہیں زمحشری، بیضاوی مفسر ہیں مگر مذہباً معتزلی ہیں، قمی مفسر ہے مگر مذہباً شیعہ ہے۔

(1) امام ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ ابو اسحاق محدث ہے اہل حدیث مگر مذہباً رافضی ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین اور ابو داؤد فرماتے ہیں کہ رافضی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ: رقم 233)

(2) ابراہیم بن طہمان خراسان کے بلند پایہ محدث و اہل حدیث ہیں مگر مذہباً مرجئی ہیں جیسا کہ امام احمد اور ابو حاتم کہتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: رقم 200)

(3) ابراہیم بن یوسف ابو اسحاق محدث بھی اہل حدیث ہے مگر مذہباً مرجئی ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ: رقم 461)

(4) امام ہیثم بن حمید غسانی نامور فقیہ حافظ حدیث اور ثقہ اہل حدیث ہیں مگر مذہباً قدری ہیں امام ابو داؤد فرماتے ہیں قدری ہیں ثقہ ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: رقم 264)

(5) امام خالد بن مخلد قطوانی کوفی نامور حافظ حدیث ہیں مگر مذہباً شیعہ ہیں جیسا کہ امام ذہبی لکھتے ہیں یہ شیعہ ہیں صدوق ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: رقم 411)

(6) امام یحییٰ بن صالح حمصی اہل حدیث ہیں مگر مذہباً جہمی ہیں جیسا کہ عقیلی اور امام احمد کا قول ہے

(تذکرۃ الحفاظ: رقم 413)

بہت سے محدثین حنفی تھے جن کے حالات میں محدثین نے [الجواہر المضیئۃ فی تراجم الحنفیہ اور الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ اور مفتاح سعادۃ الدارین] وغیرہ، مستقل اور ضخیم کتابیں لکھی ہیں بہت سے محدثین شافعی، مالکی، حنبلی تھے جن کے حالات میں طبقات شافعیہ، طبقات مالکیہ، طبقات حنابلہ کتابیں لکھی گئی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث مذہباً معتزلی بھی ہوتے ہیں شیعہ بھی، خارجی بھی، قدری بھی، حنفی، شافعی، مالکی حنبلی بھی، کیونکہ یہ علمی طبقہ ہے نہ کہ کسی فرقہ مذہبی کا نام ان حنفی، شافعی، محدثین نے اپنے طبقات کی کتابیں لکھی ہیں شیعہ معتزلہ نے بھی ایسی کتابیں جن میں ان کے محدثین کا ذکر ہے لکھی ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ محدثین خواہ وہ کسی بھی فقہی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں اس

فن کے اعتبار سے اہل حدیث کہلاتے تھے:

نوٹ: مذہب کی لغوی معنی شاہراہ ہے، یعنی جس پر چلا جائے یہ عربی لفظ، ذ، ھ، ب،
مشتق ہے، جس کی معنی جانا (چلنا)، گزرنا یا مرنا ہے، جیسے.. الأمر: ختم ہونا... علی الشیء: بھول جا
.... بہ: لے جانا، ساتھ جانا، جگہ سے ہٹانا اور اسی سے ہے {ذهبت به الخيلاء} اس کو تکبر لے
یعنی اس کو اس کے مرتبہ سے گرادیا في المسئلة إلى كذا: اس مسئلہ میں اس کی یہ رائے قرار پا

(المنجد: ص356)

اسی لئے ائمہ اسلام کے اصطلاح میں لفظ مذہب {راہ یا مسلک} کے معنی میں استعمال ہوتا ہے
جیسے علم حدیث کے امام مسلم، اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

قَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَ
سَبِيلَ الْقَوْمِ ترجمہ: ہم نے حدیث اور اس کے اہل (یعنی محدثین) کے مذہب کی تش
کردی ہے تاکہ اس کی جانب وہ شخص (جو اصولِ روایتِ حدیث سے ناواقف ہے) متوجہ ہو
جو اس قوم (محدثین) کی سبیل (راہ وطریقہ) اختیار کرنا چاہتا ہے (صحیح مسلم: 1/2 مقدمہ مسلم)

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

{المنقولات فيها كثير من الصدق و كثير من الكذب والمرجع
التمييز بين هذا وهذا إلى أهل علم الحديث كما نرجع إلى النحاة في الفر
بين نحو العرب ونحو غير العرب ونرجع إلى علماء اللغة فيما هو من الل
وماليس من اللغة و كذلك علماء الشعر والطب وغير ذلك فلكل عل
رجال يعرفون به والعلماء بالحديث اجل هؤلاء قدرا وأعظمهم صد
وأعلاهم منزلة وا كثر دينا ترجمہ: اس باب میں صدق وکذب پر مشتمل روایات۔ بہت ہیں
سچی اور جھوٹی کی تمیز کے لیے۔

اہلحدیث کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا، جیسے نحو کے باب میں نحویوں کی طرف، لغت کے با
میں علماء لغت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، شعر میں علماء ادب کی طرف اور طب میں علماء طب
طرف رجوع کیا جاتا ہے ہر علم کے کچھ رجال ہوتے ہیں، انہیں اس علم کے پہلو سے جانا جاتا

علماءحدیث ان سب سے زیادہ جلیل القدر ہیں، سب سے زیادہ سچے ہیں اور سب سے اُونچا درجہ رکھتے ہیں اوران میں دین بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ (منہاج السنۃ:7/22)

صحیح البخاری کے الفاظ {فاجازوہ} کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فمعنى قول البخاری فأجازوہ أی قبلوہ منه ولم يقصد الاجازہ المصطلحة

بين أهل الحديث ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے فاجازوہ کے الفاظ اجازت کے اس معنی میں استعمال نہیں کیئے جواہل حدیث کی اصطلاح ہے۔ (فتح الباری:1/149)

حافظ ابن حجر کے ان الفاظ سے یہ بات واضح ہے کہ ان دنوں اہل حدیث سے کوئی فقہی مکتب فکر ہرگز مراد نہ تھا بلکہ اس سے اہلِ فن محدثین ہی مراد لیے جاتے تھے اوران کی اپنی اپنی اصطلاحات تھیں اوراس سے یقیناً اہلِ علم کا ہی ایک طبقہ مراد ہوتا تھا،

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر حدیث {لَن تزال هٰذہ الامة قائمة على امر الله} کی شرح میں لکھتے ہیں:

وقد جزم البخاري بأن المراد بهم أهل العلم بالآثار وقال أحمد بن حنبل إن لم يكونوا أهل الحديث فلا أدري من هم وقال القاضي عياض أراد أحمد أهل السنة ومن يعتقد مذهب أهل الحديث

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے پورے یقین سے کہا ہے کہ اس سے مراد احادیث کے اہلِ علم ہیں اور امام احمد فرماتے ہیں کہ اگراس سے اہل حدیث مراد نہ ہوں تو میں نہیں جانتا کہ پھر کون لوگ مراد ہوں گے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام احمد کی اس سے مراد یہ ہے کہ اہل سنت اور اہل حدیث کا اعتقادی مذہب ہے۔ (فتح الباری:1/164)

امام نووی شارح صحیح مسلم ساتویں صدی ہجری کے نامور محدث ہیں، آپ نے ایک مقام پرحذف الفاظ کی بحث کی ہے، اس میں آپ محدثین کی عادت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

{جرت عادت اهل الحديث بحذف قال ونحوه فيمابين رجال الاسناد فی الخط وينبغی للقاری ان يلفظ بها}

ترجمہ: اہل حدیث کا طریقہ تحریری رجال اسناد میں قال وغیرہ کے الفاظ کو حذف کرتا رہا ہے؛ لیکن قاری کو چاہیے کہ وہ انہیں بولا کرے۔ (مقدمہ شرح نووی علی مسلم: ص 36)

ظاہر ہے کہ یہاں اہلِ حدیث سے مراد اصحابِ اہل فن علماء حدیث ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ کسی ایک فقہی مسلک کے عوام، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری تک اہلِ علم کے ہاں اہلحدیث سے مراد محدثین ہی لیے جاتے تھے، ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

{یجوز عند اهل الحدیث التساهل فی الاسانید الضعیفة وروایة ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل به}

ترجمہ: اہلِ حدیث کے ہاں اسانید ضعیفہ میں بشرطیکہ موضوع کی حد تک نہ ہوں درگزر سے کام لینا اور اس پر عمل کرنا جائز رکھا گیا ہے۔ (تقریب بشرح التدریب: ص 196)

حافظ ابن عبدالبر مالکی (۴۶۳ھ) بھی ایک جگہ لکھتے ہیں:

وقالت فرقة من أهل الحدیث: إن وطئ فی الدم فعلیه دینار، وإن وطئ فی انقطاعه فنصف دینار ورأت فرقه من اهل الحدیث تطویل السجود فی ذلك

ترجمہ: اہل حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے اگر اس نے مخصوص ایام میں اس سے صحبت کی تو اسے ایک دینار صدقہ لازم آئے گا اور بعض اہلِ حدیث نے کہا ہے کہ اس پر دراز سجدہ اس کے ذمہ ہے۔ (التمہید لابن عبدالبر: 3/176)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہلحدیث میں فقہی مسلک کے کئی فرقے تھے، اہلحدیث خود کوئی فقہی مسلک یا فرقہ نہ تھا نہ ان کی کوئی علیحدہ جماعت بندی تھی۔

ہندوستان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حدیث کی باقاعدہ اشاعت ہوئی، آپ کے دور تک لفظ اہل الحدیث اسی پرانی اصطلاح سے جاری تھا، حضرت شیخ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

{وکانوا له اصحاب من التابعین واتباعهم وکلهم کانوا اهل الحدیث والفقه والزهد والورع} ترجمہ: تابعین اور تبع تابعین میں ان کے کئی ساتھی تھے اور وہ سب اہلحدیث وفقہ وزہد وورع تھے۔ (انوار السنۃ لرداد الجنۃ: ص 12 مطبوعہ حسامیہ، دیوبند)

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر بھی لکھتے ہیں:

بعض جگہ تو ان کا ذکر لفظِ اہل حدیث سے ہوا ہے اور بعض جگہ اصحاب حدیث سے، بعض جگہ اہل اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے، مرجع ہر لقب کا یہی ہے۔

(تاریخ اہلحدیث: ص 128)

اہل حدیث سے مراد ترک تقلید کے نام سے ایک فقہی مسلک ایجاد ہوا یہ جدید اصطلاح اسلام کی پہلی تیرہ صدیوں میں کہیں نہیں ملتی، اس کا آغاز چودھویں صدی ہجری سے ہوتا ہے یا یوں سمجھ لیجئے کہ تیرہویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں اس کے لیے کچھ حالات سازگار ہو گئے تھے۔

اہل حدیث جدید اصطلاح میں

ہندوستان کے مشہور عالم دین مولانا محمد شاہ صاحب شاہجہانپوری لکھتے ہیں:

{پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے}

(الارشاد الی سبیل الرشاد: ص 13)

اصطلاح جدید میں اہلِ حدیث سے مراد اہلِ علم کا کوئی طبقہ نہیں بلکہ ایک خاص فقہی مسلک ہے، جو ائمہ اربعہ میں سے کسی کی پیروی کا قائل نہیں، اہلِ حدیث کی یہ اصطلاح بہت بعد کی ہے، قرونِ وسطیٰ میں یہ کسی فقہی مسلک کا نام نہ تھا اصطلاحِ جدید میں اس سے مراد جماعتِ اہل حدیث ہے اس میں پڑھے ہوئے اور ان پڑھ دونوں طرح کے لوگ شامل ہیں، آج کے عنوان میں اہل حدیث کا لفظ اسی جدید اصطلاح میں ہے اور اس سے مراد جماعتِ اہلحدیث ہے انہیں غیر مقلدین بھی کہتے ہیں یہ حضرات براہِ راست حدیث سے انتساب کے مدعی ہیں سو یہاں اہل حدیث سے مراد حدیث کے ماننے والے نہیں جیسا کہ اس کی لفظی دلالت ہے کیونکہ حدیث کو تو سب مسلمان اپنے لیے حجت مانتے ہیں اور سب فرقے اس سے تمسک کے مدعی ہیں، جو حدیث کو نہیں مانتا وہ تو مسلمان ہی نہیں ہے سو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کا صرف ایک فرقہ اہل حدیث بمعنی حدیث کو ماننے والا ہو اور باقی مسلمانوں کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ وہ حدیث کو نہیں مانتے اور ہیں

وہ بھی مسلمان، یہ خود ایک بڑی غلطی ہوگی، جو شخص حدیث ماننے کا قائل نہ ہو، وہ مسلمان نہیں ہے، پس یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہاں {اہل حدیث} سے مراد حدیث کے ماننے والے نہیں لیے جاسکتے بلکہ وہ ایک خاص فرقہ ہے جو فقہی مسائل میں کسی امام کی پیروی کا قائل نہیں اور فروعات میں براہِ راست حدیث سے انتساب کا مدعی ہے، عوامی سطح پر اگر اہل حدیث کے معنی حدیث کے ماننے والے کیے جائیں تو اس سے منکرین حدیث کو بہت قوت ملے گی اور وہ برملا کہیں گے کہ کلمہ گو صرف ایک فرقہ جو برصغیر پاک وہند میں پانچ فیصد سے زیادہ نہیں، حدیث ماننے کا قائل ہے، باقی سب مسلمان خواہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں ان کے ہاں حدیث حجت نہیں اور اُسے ماننا ضروری نہیں، حدیث اگر سب مسلمانوں کے ہاں حجت سمجھی جاتی اور اس کا ماننا سب مسلمانوں کے نزدیک ضروری ہوتا تو ایک فرقے کا نام اہل حدیث کیوں ہوتا؟ جواباً گذارش ہے کہ مسلمانوں کے کسی ایک فرقے کو اہل حدیث سے موسوم کرنا پہلے دور سے بہت بعد کی اور ایک جدید اصطلاح ہے، قرونِ وسطیٰ میں اس نام سے کوئی فقہی مسلک یا فرقہ معروف نہ تھا، اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ اس معنی کے لحاظ سے اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا اسی طرح صحیح نہیں جس طرح منکرین حدیث کا اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہنا صحیح نہیں کیونکہ قرآن کریم کو تو سبھی مسلمان مانتے ہیں، اس میں کسی ایک فرقے کی کیا تخصیص؟ اور حدیث کو اصولاً تسلیم کیے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں، اس وقت سے آج تک یہ لوگ (ہندوستان کے مسلمان) مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل اور قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک جمِ غفیر نے مل کر فتاوٰی ہندیہ جمع کیا اور اس میں شاہ عبدالرحیم صاحب والدِ بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی شریک تھے (ترجمانِ وہابیہ: ص 20)

سرسید احمد خان سنہ ۱۸۵۵ھ کی تحریک سے آپ نے رفع یدین شروع کی اور ایک مسلک کی بنیاد ڈالی، سرسید ایک خط میں لکھتے ہیں:

جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے، وہ نماز میں

رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو، سنت ہدیٰ، جانتے تھے میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے، میرے پاس سے اُٹھ کر جامع مسجد میں نماز عصر پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔

(موجِ کوثر: ص 51، مؤلفہ: شیخ محمد اکرم صاحب)

پھر حکومت نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب دے دیا، مولوی فضل حسین صاحب بہاری نے ،الحیاۃ بعد المماۃ، کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز سرکار آپ کے بارے میں کس طرح سوچتی تھی، کسے پتہ نہیں کہ سرسید احمد خان کے حکومت سے کیا روابط تھے، ان کے کہنے سے رکوع کے وقت رفع یدین کرنا اور حکومت سے سنہ ۱۸۹۷ء میں شمس العلماء کا خطاب پانا اس پورے پس منظر کو واضح کررہا ہے نواب صاحب کے عہد میں غیر مقلدین اہل حدیث کے نام سے موسوم نہ تھے، ترکِ تقلید کی فضا خاصی معروف ہوچکی تھی اور یہ لوگ موحدین ہند کہلاتے تھے، یہ لوگ کس علمی اور عملی حالت میں تھے، اسے خود نواب صاحب سے سنیے:

یہ لوگ معاملات کے مسائل میں حدیث کی سمجھ اور بوجھ سے بالکل عاری ہیں اور اہلِ سنت کے طریق پر ایک مسئلہ بھی استنباط نہیں کرسکتے، حدیث پر عمل کرنے کی بجائے زبانی جمع وخرچ اور سنت کی اتباع کی جگہ شیطانی تسویلات پر اکتفا کرتے ہیں اور اس کو عین دین تصور کرتے ہیں۔

(الحطہ: ص 151)

مولانا محمد حسین بٹالوی سنہ ۱۲۵۲ھ میں پیدا ہوئے، آپ اور نواب صدیق حسن خاں صاحب ہم اُستاد تھے، مولانا بٹالوی کے استاد بھی مفتی صدر الدین صاحب دہلوی تھے، آپ نے حدیث میاں نذیر حسین صاحب دہلوی سے پڑھی، آپ مولانا عبد المجید صاحب سوہدروی کا یہ بیان پہلے سن آئے ہیں:

لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (مآثر صدیقی: 3/1)

یہیں سے جماعت اہل حدیث ایک مستقل مکتبِ فکر کے طور پر اُبھرتی ہے، یہ صحیح ہے کہ اس فرقے کا مولد ومسکن ہندوستان سے باہر کہیں نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات اہلِ حدیث کہلانے

سے پہلے موحدین ہند کہلاتے تھے تاہم یہ ضرور ہے کہ ان دنوں یہ فرقہ اہلِ حدیث کے عنوان سے مشہور نہ تھا اور اس کے تمام علماء تقریباً انہی بزرگوں کے شاگرد اور شاگرد در شاگرد ہیں جنھیں جماعت کے موسسین کے طور پر ہم ذکر کر آئے ہیں، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا سلامت اللہ جیراجپوری، مولانا عبدالوہاب ملتانی (بانی فرقہ امامیہ اہلِ حدیث) اور حافظ محمد لکھوی، حافظ غلام رسول قلعہ سنگھ والے سب میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے ہی شاگرد تھے البتہ غزنی سے چند ایسے اور بزرگ ضرور تشریف لائے جو اس مکتبِ فکر میں نئے شامل ہوئے اور پھر اپنی محنت وخدمت سے پنجاب میں ایک ممتاز گروہ بن کر اُبھرے، یہ گروہ غزنوی نام سے معروف ہے۔

مولانا عبداللہ غزنوی میاں صاحب سے حدیث پڑھ کر واپس غزنی چلے گئے، وہاں مسلمانوں کو ترکِ تقلید کی دعوت دی، ان کی یہ تحریک وہاں مسلمانوں کی وحدتِ ملی کو توڑنے کا موجب سمجھی گئی اور اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں اس کے پیچھے انگریزوں کی افغانستان پر قبضہ کرنے کی سازش کارفرما ہو اس پر حکومتِ افغانستان نے انہیں ملک سے نکال دیا اور یہ حضرات ہندوستان آگئے، ہندوستان میں ان دنوں مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلدین کے مذہبی ایڈووکیٹ تھے، آپ جہاد کے خلاف رسالہ {الاقتصاد} لکھ کر انگریزوں کو مطمئن کر چکے تھے اور پھر انہیں سرکارِ انگلشیہ سے ایک وسیع جاگیر بھی ملی تھی سو ہندوستان میں غیر مقلد ہو کر رہنا اب ان حضرات کے لیے چنداں مشکل نہ تھا یہاں کے غیر مقلدوں نے ان علمائے غزنی کا بڑے تپاک سے استقبال کیا۔

شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب نے اس آزادی سے فائدہ اُٹھایا تو سر سید احمد خان نے کل اسلاف سے ہی علمی بغاوت کر دی اور نیچری فرقہ کے عنوان سے معتزلہ ایک نئی شکل میں سامنے لے آئے، مولانا محمد حسین بٹالوی اور مرزا غلام احمد قادیانی جو مدتوں اہلِ حدیثؒ مسلک پر اکٹھے کام کرتے رہے تھے، ان میں سے مرزا غلام احمد کل پرانے اسلام سے بغاوت کر گئے اور قادیانی مذہب وجود میں آیا، میاں نذیر حسین صاحب کے شاگرد مولانا سلامت اللہ جیراجپوری اہلِ حدیث (باصطلاح جدید) کے نامور عالم تھے مگر اُن سے ان کے بیٹے حافظ اسلم جیراپوری ترکِ تقلید میں آگے بڑھ کر ترکِ حدیث کی سرحد پر آگئے، ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے شاگرد مولوی عبداللہ چکڑالوی جو لاہور میں جماعت اہلِ حدیث کی پہلی مسجد (چینیاں والی) کے امام اور خطیب تھے، رفتہ رفتہ

منکرین حدیث کے پیشوا بنے اور برطانوی ہندوستان میں قادیانی، نیچری، چکڑالوی سب اپنے اپنے محاذوں پر آکھڑے ہوئے، اس تلخ تجربے نے علمائے، اہلِ حدیث، کو پھر سوچنے پر مجبور کیا کہ ترکِ تقلید کا یہ انداز آخر کہاں تک چلتا رہے گا، کہیں یہ ساری جماعت کو ہی اسلام سے لاباہر نہ کرے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے پرانے دوست مولانا محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ، جلد نمبر: ۴، سنہ ۱۸۸۸ء)

لفظ اہلِ حدیث ماضی میں ایک علمی شان رکھتا تھا، فرقہ اہلِ حدیث میں جب جاہل بھی اہلِ حدیث کہلانے لگے تو پوری کی پوری جماعت نت نئے اُٹھنے والے فتنوں کا دروازہ بن گئی، مرزا غلام احمد کے پہلے جانشین حکیم نورالدین بھی پہلے اہلِ حدیث بنے تھے۔

(تاریخ احمدیت، جلد چہارم، صفحہ: ۶۹، ۷۰،)

حرمین سے واپسی پر نورالدین نے وہابیت اختیار کی اور ترکِ تقلید پر وعظ کیے اور عدم جوازِ تقلید پر کتابیں تصنیف کیں، بھیرہ میں ہیجانِ عظیم پیدا ہوگیا چودھری ظفر اللہ خان قادیانی بھی اپنے دادا چودھری سکندر خان کے بارے میں لکھتے ہیں:

جہاں تک مجھے معلوم ہوسکا ہے وہ اہلِ حدیث فرقے سے تعلق رکھتے تھے پھر مرزائی بنے۔

(تحدیثِ نعمت: ص 3)

ان خیالات سے متاثر ہو کر جماعت اہلِ حدیث کے مقتدر عالم قاضی عبدالواحد صاحب خانپوری نے اپنی جماعت کو جھنجھوڑا اور کہا:

اس زمانہ کے جھوٹے اہلِ حدیث مبتدعین، مخالفین، سلفِ صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں وہ اس صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے شیعہ وروافض کے جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب و دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ اور زنادقہ کا تھے اسی طرح یہ جاہل، بدعتی اہلِ حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل التشیع کے۔ (کتاب التوحید والسنۃ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ: ص 262)

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

غیر مقلدین کا گروہ جو اپنے تئیں اہلِ حدیث کہلاتے ہیں، اُنھوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے نہ سلفِ صالحین اور صحابہ اور تابعین کی قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں مانتے۔

(وحید اللغات مادہ شعب، حیات وحید الزماں: ص 102)

اہلِ حدیث جو اپنے ایمانیات وعقائد کی پختگی میں ضرب المثل تھے معتزلہ اور متکلمین کی شریعت کو دوبارہ زندہ کرنے والے حضرات ہم میں پیدا ہو گئے اور اُن کی حوصلہ افزائی کی گئی نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج جمعیت اہلِ حدیث ایک جسم بلا روح رہ گئی بلکہ جسم کہتے ہوئے بھی قلم رُکتا ہے، آج ہم میں تفرق وتشتت کی یہ حالت ہے کہ شاید ہی کسی جماعت میں اس قدر اختلاف وافتراق ہو۔

(فیصلہ مکہ: ص 3،2)

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولوی عبداللہ چکڑالوی امام مسجد چینیاں والی لاہور کے بارے میں رقمطراز ہیں:

اس لئے جب انہوں نے دیکھا کہ اب لوگ فقہ کی بندش سے تقریباً آزاد ہو گئے ہیں تو انہوں نے احادیث پر نکتہ چینی شروع کر دی اور جب کچھ دنوں میں یہ مرحلہ بھی طے ہو جائے گا تو وہ جمع وتدوین قرآن میں رخنے نکالنا شروع کر دیں گے اور جب تک لوگوں کو اس عیاری کا پتہ نہ چلے گا وہ عوام اور نئے تعلیم یافتہ طبقے کے دل ودماغ کو اتنا مسموم کر چکے ہوں گے کہ ان کا تدارک کسی سے نہ ہو سکے گا۔ (فتاویٰ ثنائیہ: 1/280)

حالانکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے تو اہل سنت کے بارے لکھا ہے کہ اہل حدیث (یعنی محدثین) میں صرف اہل سنت راویوں کی روایت قبول کی جائے گی آپ فرماتے ہیں

{حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلاَ يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ.}

ترجمہ: محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ سند حدیث کی تحقیق نہیں کرتے تھے لیکن جب دین میں فتنے (گمراہ لوگ) داخل ہو گئے تو سند حدیث کی تحقیق کرنے لگے اور جس حدیث کی سند میں اہل سنت راوی ہوتے اسے قبول کرتے اور جس کی سند میں اہل بدعت ہوتے اس کو چھوڑ دیتے۔ (صحیح مسلم: 1/ 11 مقدمہ رقم 27)

لہٰذا آج کے نام نہاد اہل حدیث جو کہ حقیقت میں غیر مقلدین ہیں مختلف گروہ مختلف گمراہیوں میں دھنسے ہوئے ہیں یہاں ان کا شعار اپنی ایجاد کی طرح رفع یدین ہے لہٰذا اس کے دلائل کا جواب اسی کتاب میں دیا جا رہا ہے۔

غیر مقلدین کے "عمل بالحدیث" کا معیار

غیر مقلدین بھی بادشاہ لوگ ہیں باور تو یہی کراتے ہیں کہ ہم صرف صحیح صریح احادیث پر عمل کرتے ہیں ضعیف حدیث ہمارے نزدیک قابل حجت نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ احادیث کے قبول اور رد کرنے کے بارے میں کسی ضابطہ اخلاق کے پابند نہیں ان کا اپنا معیار ہے کہ جو حدیث ان کے مخصوص نظریات کے موافق ہو اسے ہر حال میں [ایڑی چوٹی کا زور لگا کر] قبول کرتے ہیں، اگرچہ حقیقت میں وہ ضعیف ہو اور محدثین نے اس کے راویوں پر شدید جرح بھی کی ہو اور جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اسے کسی نہ کسی طرح ضعیف قرار دے کر ہی دم لیتے ہیں اگرچہ وہ حدیث محدثین کرام کے ہاں صحیح کیوں نہ ہو بطور نمونہ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

مثال نمبر 1: احناف کا مذہب یہ ہے کہ اقامت کے کلمات دوہرے کہے جائیں اس بارے میں ابوبکر ابن ابی شیبہ نے سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث صحیح سند کے ساتھ بیان کی ہے: {حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: نا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: »كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ}

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے وہ اذان اور اقامت کے الفاظ دہرے دہرے ادا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 1/ 206 رقم 2151 بتحقیق محمد عوامہ)

حافظ ابن حزم اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں :وَهٰذَا إِسْنَادٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ

یہ سندا نتہائی درجہ کی صحیح ہے۔ (المحلیٰ ابن حزم :2/191)

مگر غیر مقلدین کے نامور عالم عبد الرحمان مبارکپوری اس صحیح سند والی روایت کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

{قلت لاشك ان رجاله رجال الصحيح لكن فى صحة اسناده نظر وان زعم ابن حزم انه فى غاية الصحة لان فيه الاعمش وهو المدلس}

میں کہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں اگر چہ ابن حزم نے اس کو انتہائی صحیح حدیث قرار دیا ہے مگر اس کی صحت محل نظر ہے کیوں کہ اس میں ایک راوی اعمش ہے اور وہ مدلس ہے۔ (ابکار المنن ص 292 مطبوعہ بنارس)

جناب اگر ذرا تھوڑی دیر کے لیے یہ بات تسلیم بھی کرلیں کہ اعمش راوی مدلس ہیں اس لیے ان کی یہ صحیح حدیث بھی صحیح نہیں ہے مگر یہ تو بتایا جائے کہ اس کا احساس امام بخاری و امام مسلم کو کیوں نہیں ہوا؟ آخر انہوں نے اسی اعمش [جوکہ آپ کے نزدیک مدلس ہیں] کی روایات کو کثیر تعداد میں اپنی اپنی کتابوں میں کیوں ذکر کیا ہے؟

مثال نمبر 2: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کے بہت سے دلائل ہیں ان میں سے ایک حدیث مبارک یہ ہے:{عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ}(شرح معانی الآثار للطحاوی :1/ 217رقم 1294)

یہ حدیث متعدد سندوں سے مروی ہے اس کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے اس روایت کے بارے میں مکمل تحقیق کرنے کے بعد غیر مقلدین کے مشہور محدث ناصر الدین البانی تحریر کرتے ہیں:

{والحاصل: ان طرق الحديث بعضها صحيحة او حسنة وبعضها ضعيفة ينجبر ضعفها بغيرها من الطرق الكثيرة فالقول بانه حديث غير ثابت او غير محتج به ونحو ذالك غير معتد به}

ترجمہ: اور حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض طرق صحیح یا حسن ہیں اور بعض طرق ضعیف ہیں کہ

ان کے ضعف کی وجہ سے جو کمی آتی ہے وہ دیگر کثیر طرق کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے لہٰذا اس حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ثابت نہیں ہے یا اس کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا یا اس طرح کی کوئی اور بات کہنا نا قابل اعتماد اور بے وزن ہے۔

(اصل صفۃ صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: 1 / 358،359 مطبوعہ الریاض)

مذکورہ عبارت اس پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ زیر بحث حدیث البانی صاحب کے نزدیک ثابت اور صحیح ہے چونکہ یہ حدیث امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی ایک روشن دلیل تھی اس لیے مبارکپوری صاحب اسے ہضم نہ کر سکے اور حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے یہ فیصلہ صادر فرمایا:

{ففیہ ان ھٰذا الحدیث ضعیف بجمیع طرقہ}

یہ حدیث اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے (ابکار المنن: ص 519)

انصاف کیجیے! ایک طرف تو البانی صاحب کا فیصلہ ہے، جنہوں نے واضح لفظوں میں تنبیہ کی ہے کہ اس حدیث کو ضعیف تو دور کی بات ہے کوئی غیر ثابت یا غیر محتج بہ کہے گا تو اس کی یہ بات بے وزن اور نا قابل اعتبار متصور ہوگی اور دوسری طرف مبارکپوری صاحب ہیں کہ جنہوں نے کمال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے "ضعیف" تک لکھ دیا ہے واضح رہے کہ البانی صاحب غیر مقلدین کے ہاں کوئی معمولی حیثیت کے حامل نہیں بلکہ بہت بڑا مقام رکھتے ہیں، زبیر علی زئی نے انہیں "مشہور محدث اور شیخ" کے لقب سے یاد کیا ہے اور ان کی تحقیق کو بطور حجت کے پیش کیا ہے دیکھئے

(نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام: ص 41)

مثال نمبر 3: فرقہ غیر مقلدیت سے وابستہ افراد نماز میں بلند آواز سے آمین کہتے ہیں اس بارے میں وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھتے تو آمین اتنی اونچی آواز سے کہتے کہ پہلی صف والے سن لیتے اور اس کے ساتھ مسجد گونج اٹھتی۔ (سنن ابن ماجہ ص 62)

یہ روایت سخت ضعیف ہے اس میں ایک راوی بشر بن رافع ہے جس پر محدثین کرام نے شدید جرح کی ہے۔ مثلاً:

امام احمد فرماتے ہیں: لیس بشئی ضعیف فی الحدیث

حدیث میں ضعیف ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یضعف فی الحدیث

حدیث کے معاملے میں اس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: لا یتابع فی حدیثه

حدیث کے معاملہ میں اس کی پیروی نہ کی جائے۔

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: ضعیف الحدیث، منکر الحدیث، لا نریٰ له حدیثا قائما

حدیث کے معاملہ میں ناقابل اعتبار اس کی کوئی حدیث ہم نے مضبوط نہیں دیکھی

امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: هو ضعیف عندهم ،منکر الحدیث ۔ اتفقوا علیٰ انکار حدیثه وطرح ماراوه وترك الاحتجاج به، لایختلف علماء الحدیث فی ذالك۔ محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاں حدیث کے معاملے میں ناقابل اعتبار اور ضعیف ہے ۔۔۔ اس بات پر محدثین کرام نے اتفاق کیا ہے اس کی بیان کردہ حدیث میں غیر مانوسیت ہوتی ہے اور اس کی روایت کردہ حدیث اس قابل نہیں کہ اسے بطور دلیل مان لیا جائے ان باتوں میں کسی محدث کا اختلاف نہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں: ضعیف [بشر بن رافع ضعیف ہے]

(1) تہذیب التہذیب: 422،1421 (2) تہذیب الکمال: 52/2

یہ روایت چونکہ غیر مقلدین کے مذہب کے موافق ہے اس وجہ سے وہ اس کو قبول کرتے ہیں چنانچہ مبارک پوری تحریر کرتے ہیں:

قلت هٰذا الحدیث وان کان اسناده ضعیفاً لکنه منجبر بتعدد طرقه

یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر متعدد طرق کی وجہ سے یہ ضعف والا نقصان پورا ہو جاتا ہے۔

(ابکار المنن ص 616)

لمحہ فکریہ!: مذکورہ بالا مثال نمبر 2 میں البانی صاحب نے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کی روایت

کے بارے میں واضح طور پر لکھا تھا کہ اس حدیث کے صحیح طرق بھی ہیں اور حسن طرق بھی البتہ جو اس کے بعض طرق ضعیف ہیں وہ بھی نقصان دہ نہیں کیونکہ دیگر کثیر طرق اس ضعف کو ختم کر دیں گے مگر اس مقام پر مبارک پوری صاحب نے البانی صاحب کی یہ بات ٹھکرادی تھی اور بڑی بے باکی سے کہا تھا کہ "یہ روایت تمام طرق سے ضعیف ہے" مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے کہ روایت کے ضعیف ہونے کا اعتراف بھی ہے اور ساتھ عمل بھی، وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ یہ اپنے مذہب کی دلیل ہے۔

مثال نمبر 4: غیر مقلدین کی عادت ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھتے ہیں اور بطور دلیل ابو داؤد شریف: 1 / 151 رقم الحدیث 394 پیش کرتے ہیں حالانکہ اس کی سند میں اسامہ بن زید لیثی ضعیف راوی ہے اس کے بارے میں محدثین کرام کی کیا آراء ہیں ملاحظہ کیجیے۔

امام احمد فرماتے ہیں: لیس بشئی۔۔۔ ان تدبرت حدیثه فستعرف فیه النکرة۔

حدیث میں اس کی کوئی حیثیت نہیں...... اگر آپ اس کی بیان کردہ روایات میں غور وفکر سے کام لیں تو اس میں آپ کو غیر مانوس قسم کی احادیث ملیں گی۔

امام یحیٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں: اشھدوا انی قد ترکت حدیثه

تم میرے اس کام کے گواہ رہو کہ میں نے اس سے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: من اجل هذا ترکه البخاری۔

اسی وجہ سے امام بخاری نے اس سے روایت لینا چھوڑ دیا ہے۔

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: یکتب حدیثه ولا یحتج به۔

اس کی حدیث لکھ لینے کی گنجائش ہے مگر اس کو بطور دلیل بیان نہیں کیا جاسکتا۔

(1) تہذیب التہذیب: 1 / 183 رقم 392 (2) تہذیب الکمال: 2 / 349، 350

اتنی شدید جروحات کے باوجود بھی غیر مقلدین نے اس روایت کو خندہ پیشانی سے قبول کرلیا اور محدثین کرام کی تمام جروحات کو پس پشت ڈال دیا محض اس وجہ سے کہ یہ روایت ان کے مسلک کے ہم آہنگ وموافق ہے چنانچہ وکیل غیر مقلدین مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں:

قلت اسامة بن زید اللیثی وان اختلف فی توثیقه وتضعیفه لکن الحق

انه ثقة صالح للاحتجاج

اسامہ بن زید لیثی کی صحت وضعف کے بارے میں اگرچہ محدثین کا اختلاف ہے کوئی اس کو ثقہ کہتا ہے اور کوئی ضعیف قرار دیتا ہے مگر حق بات یہ ہے کہ وہ ثقہ ہے اور اس سے دلیل لی جا سکتی (ابکار المنن: ص 51)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر یہی معاملہ احناف کے حق میں ہوتا تو نام نہاد اہل حدیث برملا کہتے کہ تعدیل پر جرح مقدم ہوتی ہے اس لیے تمہاری یہ روایت مجروح ہے ناقابل عمل ہے اور ضعیف ضعیف کا شور بلند کرتے مگر یہاں معاملہ چونکہ اپنے بارے میں ہے اس لیے مکمل خاموشی سادھ لی ہے۔

خلاصہ کلام:

ہم نے بطور نمونہ چار مثالیں پیش کی ہیں: پہلی اور دوسری مثال یہ بتانے کے لیے کہ اس میں جو احادیث درج کی گئی ہیں ان کی صحت میں کوئی شبہ نہیں خود غیر مقلدین کے اکابر نے اسے تسلیم کیا ہے مگر اس کے باوجود غیر مقلدین ان پر عمل نہیں کرتے بلکہ عاملین کو برا بھلا کہتے ہیں تیسری اور چوتھی مثالیں یہ سمجھانے کے لیے ذکر کی ہیں کہ یہ احادیث ضعیف ہیں خود ان کے بزرگوں نے اسے ضعیف تسلیم کیا ہے مگر غیر مقلدین ان پر سختی سے کاربند ہیں شاید ضعیف احادیث پر عمل کر کے وہ اپنے ضعیف اہل حدیث ہونے کا ثبوت فراہم کرنا چاہتے ہوں؟

بہر حال! جو بھی وجہ ہو، وہی بہتر سمجھتے ہیں البتہ ہمیں افسوس اور حیرت اس بات پر ہے کہ یہ دوہرے پیمانے انہوں نے کیوں مقرر کر رکھے ہیں؟ ایک کام ہم کریں تو غلط، وہ خود کریں تو ٹھیک ہم کریں تو "مخالفت بالحدیث" اور وہ خود کریں تو "عمل بالحدیث" فیا للعجب !!

یہی حال مسئلہ اختلافی رفع یدین کے بارے میں بھی ہے کہ جو احادیث ان کے موافق ہیں وہ شدید ضعیف ہونے باوجود بلکہ موضوع بھی ہوں تو ان کے لئے صحیح بن جاتی ہیں ایک مثال دے کر مسئلہ کو واضح کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔

(صحیح البخاری: 1/ 21 باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک "جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے" بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے متواتر ہے۔

فتح الباری: ج 1 ص 269 باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اس متواتر حدیث کے باوجود غیر مقلدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے مثلاً کچھ لوگ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ رفع یدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل تھا، ایک روایت بیان کرتے ہیں، حالانکہ یہ روایت تحقیق کی رو سے من گھڑت اور جھوٹ ہے ان لوگوں کی عبارات ملاحظہ ہوں:

1: غیر مقلد عالم صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک آپؐ کی نماز اسی طرح رہی۔ (یعنی وفات تک حضورؐ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے رہے)" (صلوٰۃ الرسول: ص 202،201 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ)

2: محمد رئیس ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یعنی ابن عمر نے کہا کہ تحریمہ کی طرح رفع الیدین آپؐ بوقت رکوع بھی تازندگی کرتے رہے حتیٰ کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔"

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز: ص 331 طبع صہیب اکیڈمی شیخوپورہ)

اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

نیز اس کا معتبر ہونا جلاء العینین میں ثابت کیا گیا ہے۔

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز: ص 332)

3: ابو خالد نور گرجاکھی لکھتے ہیں:

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سنت کے پروانے نے (کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ) فرما کر اور موجب روایت بیہقی آخر میں (حَتّٰی لَقِیَ اللّٰه) لا کر یہ ثابت کر دیا کہ رسول اللہ ابتدائے نبوت سے

لے کر اپنی عمر کی آخری نماز تک رفع الیدین کرتے رہے۔"... پس جو مسلمان اس حدیث کو پڑھے یا سنے اس پر رفع الیدین کرنا لازم ہے کیونکہ اس کی سند میں کسی کو کلام نہیں۔

(اثبات رفع الیدین: ص 20 طبع دار التقوی)

4: عبد المتین میمن جونا گڑھی بھی اپنی کتاب "حدیثِ نماز" (ص 125 طبع مکتبہ عزیزیہ لاہور) میں یہی روایت لائے اور لکھا:

"حَتّٰی لَقِیَ اللہ آپ کی نماز ہمیشہ اسی طرح رہی یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔"

5: مولانا خالد سلفی اس روایت کو لکھ کر اس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے دیکھئے۔

(انسائیکلوپیڈیا اثبات رفع الیدین: ص 83 تا 89 مطبوعہ گرجاکھی کتب خانہ لاہور)

غیر مقلدین کی بیان کردہ یہ روایت "عبد الرحمٰن بن قریش بن خزیمۃ الہروی عن عبد اللہ بن احمد الدمجی عن الحسن بن عبد اللہ بن حمدان الرقی ثنا عصمۃ بن محمد الانصاری" کی سند سے شیخ ابن دقیق العید الشافعی کی کتاب "الامام" میں ہے۔ بحوالہ نصب الرایۃ: ج 1 ص 483

یہ روایت موضوع، من گھڑت اور کذب محض ہے کیونکہ اس میں دو راوی ہیں جو سخت مجروح اور حدیث گھڑنے والے ہیں ان رواۃ کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

راوی نمبر ۱: عبد الرحمٰن بن قریش ابن خزیمۃ الہروی

[1]: ابو الفضل احمد بن علی بن عمرو السلیمانی: اتھمه السلیمانی بوضع الحدیث۔

کہ محدث سلیمانی نے اس راوی کو حدیثیں گھڑنے کے ساتھ متہم کیا۔

(میزان الاعتدال: ج 2 ص 513 رقم الترجمہ 4692)

[2]: ابو بکر الخطیب البغدادی: (قال): فی حدیثه غرائب۔

کہ اس کی بیان کردہ حدیثوں میں غرابت (اوپرا پن) ہے۔ (تاریخ بغداد: 10/282)

راوی نمبر ۲: عصمہ بن محمد انصاری:

[1]: ابن سعد (قال): وکان عندھم ضعیفا فی الحدیث۔

[ابن سعد فرماتے ہیں محدثین کے ہاں یہ راوی حدیث میں ضعیف ہے]

(1) طبقات ابن سعد: 7/239 (2) تاریخ بغداد: 10/210

[2]: یحیی ابن معین (قال): کان کذاباً یروی احادیث کذبا...... من اکذب الناس......یضع الحدیث۔

[یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ جھوٹا تھا، جھوٹی احادیث روایت کرتا تھا، سب سے زیادہ جھوٹ بولتا تھا اور جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا]

(1) تاریخ بغداد: 10/210 (2) میزان الاعتدال: 3/75

(3) الضعفاء الکبیر للعقیلی: 3/340

[3]: ابو حاتم الرازی (قال): لیس بالقوی۔

[ابو حاتم رازی کہتے ہیں یہ قوی راوی نہیں ہے] (میزان الاعتدال: 3/75)

[4]: العقیلی (قال): یحدث بالاباطیل عن الثقات۔

[عقیلی کہتے ہیں ثقہ راویوں کی طرف منسوب کرکے باطل حدیثیں بیان کرتا تھا]

(1) میزان الاعتدال: 3/75 (2) الضعفاء الکبیر للعقیلی: 3/340

[5]: ابن عدی (قال): کل حدیثہ غیر محفوظ وھو منکر الحدیث۔

[ابن عدی کہتے ہیں اس کی تمام حدیثیں غیر محفوظ ہیں اور یہ منکر الحدیث تھا]

(1) الکامل لابن عدی: 7/89 (2) میزان الاعتدال: 3/76

[6]: الدارقطنی (قال): متروک۔ [دارقطنی کہتے ہیں یہ متروک ہے]

(1) تاریخ بغداد: 10/210 (2) میزان الاعتدال: 3/75

خلاصہ: اس روایت میں کذاب، وضاع اور مجہول روات ہیں اور یہ موضوع اور من گھڑت روایت ہے غیر مقلدین نے امانت و دیانت کا جنازہ نکالتے ہوئے اس روایت سے استدلال کیا، حیرت ہے کہ اس کے متعلق جھوٹ بولنے، غلط بیانی کرنے اور بددیانتی سے کام لینے سے بھی نہیں ہچکچائے بطورِ مثال دو حوالے پیش خدمت ہیں:

(1) غیر مقلدین کے پیشوا مولوی نور حسین گرجاکھی نے کیا خوب کارنامہ سرانجام دیا کہ اس روایت کے کذاب اور وضاع راویوں کے بجائے اس پر بخاری ومسلم کے روایان فٹ کردیے موصوف

لکھتے ہیں:

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات تک رفع یدین کرنا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یرفع یدیہ اذا افتتح الصلاۃ وإذا کبر للرکوع وإذا رفع رأسہ من الرکوع فما زالت تلک صلاتہ حتی لقی اللہ تعالی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرنے اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک آپ کی نماز اسی طرح رہی یعنی اپنی عمر کی آخری نماز تک آپ رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرتے رہے۔ دراسات لبیب.............

سبحان اللہ یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث (جس کو چھپالیس) ائمہ نے نقل کیا ہے اور اس کا اسناد کتنا عمدہ ہے۔ (۱) امام مالک تو وہ تمام عالموں اور محدثوں کے پیشوا ہیں اور وہ اس کو (۲) ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں جو اہل مدینہ کے بڑے مشہور عالم اور امام تھے اور امام زہری (۳) سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں جو بڑے تابعی اور فقیہ ہیں اور سالم (۴) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں جو بڑے قدیم الاسلام، متبع سنت اور عالم اور بڑے درجے والے جو کان (کان یرفع یدیہ) سے حدیث نقل کر رہے ہیں اور آخر میں (فما زالت تلک صلوٰتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ) لا کر ثابت کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر کی آخری نماز تک رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرتے رہے۔"

(قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین: ص 11,10)

قارئین! اس من گھڑت روایت کی سند کا حال آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے، لیکن موصوف کی تحریف بھی دیکھیے کہ بخاری و مسلم کے رواۃ کا تذکرہ کر کے یہ باور کرا رہے ہیں کہ آخری عمر تک رفع یدین کرنے کی روایت (فما زالت تلک صلوٰتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ) بخاری کے رواۃ سے مروی ہے حیرت ہے اس علمی بد دیانتی اور کذب بیانی پر لیکن ہمیں اس سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اتنی تحریف کے بعد بھی یہ لوگ "اہل حدیث" ہی بنے رہتے ہیں۔

(2) محمد یوسف صاحب غیر مقلد کی "صداقت" بھی ملاحظہ فرمائیں، موصوف فقہ حنفی کی مشہور ومعتبر کتاب "الہدایۃ" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بیہقی کی روایت میں ابن عمر سے جس کے آخر میں ہے کہ یہی آپ کی نماز رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہوئے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ہدایہ ج اص ۳۸۶"

(حقیقۃ الفقہ: ص 252 رقم 257)

قارئین کرام! ہمیں ہدایہ کے پورے متن میں یہ الفاظ نہیں ملے کہ مذکورہ روایت صحیح الاسناد ہے جھوٹی اور من گھڑت روایت کو ثابت کرنے کے لیے غیر مقلدین کے ان "بزرگوں" کی "کوششیں" آپ نے ملاحظہ فرمالیں کہ یہ فرقہ کس طرح اپنے مسائل کو ثابت کرنے کے لیے ان روایات کا سہارا لیتا ہے ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے "شیخ الحدیث" محمد اسماعیل سلفی کی ڈھٹائی بھی ملاحظہ فرمائیے، موصوف لکھتے ہیں:

"آج کل کے بعض حنفیہ کا اسے موضوع کہنا تعصب ہے اور جرأت الخ"

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز: ص 51)

خلاصہ کلام: موضوع روایت کو اس طرح جزماً پیش کرنا اور اپنے مسئلے کی بنیاد رکھنا یقیناً جرم عظیم اور بہت بڑا جھوٹ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا شخص جہنم میں جائے گا یہ وعید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سنائی ہے باقی فیصلہ قارئین خود کر سکتے ہیں۔

صحیح روایت کے مقابلے میں ضعیف روایت پر عمل

غیر مقلدین ظہر کی نماز سارا سال اول وقت میں پڑھتے ہیں جس کی دلیل وہ ایک روایت جو جامع ترمذی: ۱/ ۲۹۲ برقم ۱۵۵ میں ہے دیتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے اس کو ناصر الدین البانی نے بھی ضعیف کہا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی حکیم بن جبیر ہے محدثین نے اس پر سخت کلام کیا ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام نسائی، امام دارقطنی، امام شعبہ، ابن مہدی، امام جوزجانی نے ضعیف، متروک الحدیث، کذاب وغیرہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے میزان الاعتدال: ۱/ ۵۸۴ برقم ۲۲۱۵ مگر ان سخت جرحوں کے باوجود بھی غیر مقلدین کا اس روایت پر عمل وفتویٰ ہے کیونکہ اپنے مطلب

کی ہے جب کہ صحیح حدیث میں گرمیوں میں نماز دیر سے پڑھنے کا بیان ہے

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ"

سند کے بعد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کیا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے

(1) صحیح بخاری: 1/ 142 رقم 536 (2) سنن ابوداؤد: 1/ 198، رقم 401

(3) صحیح مسلم: 1/ 224 (4) سنن نسائی: 1/ 87

زبیر علی زئی غیر مقلد کے جھوٹ

(1) زبیر علی زئی غیر مقلد نے ایک کتاب لکھی مسئلۃ فاتحہ خلف الامام، اس کتاب میں زبیر علی زئی نے مولوی سرفراز صفدر کی طرف جھوٹ منسوب کیا زبیر علی زئی اکاذیب کی ہیڈنگ دے کر آگے لکھتا ہے کہ سرفراز خان صفدر صاحب احسن الکلام میں سولہویں حدیث کے تحت لکھتے ہیں: امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، وہ عبداللہ بن شداد سے اور وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں (بحوالہ موطا محمد بن حسن الشیبانی: 1/ 280) حالانکہ موطاء میں جابر کا حوالہ موجود نہیں ہے (مسئلۃ فاتحہ خلف الامام، ص 12) زبیر علی زئی کے کہنے کا مطلب ہے کہ مولوی سرفراز صفدر نے جھوٹا حوالہ دیا ہے موطاء محمد کا اور سرفراز صفدر نے موطاء کی سند میں جابر اپنی طرف سے ملایا ہے جبکہ موطاء میں اس روایت میں جابر موجود نہیں ہے لیکن حقیقت میں جھوٹ زبیر علی زئی نے خود بولا ہے اور مولوی سرفراز صفدر کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ مولوی نے اپنی کتاب میں یہ روایت جابر کی سند کے بغیر بیان کی ہے اور روایت کے بعد مولوی سرفراز صفدر نے خود لکھا ہے کہ اس روایت کی سند میں جابر موجود نہیں ہے جبکہ زبیر علی زئی مولوی پر جھوٹ کا الزام لگا رہا ہے کہ مولوی صاحب نے روایت کی سند میں جابر کو خود شامل کر لیا ہے مولوی نے احسن الکلام میں یہ روایت اس سند سے بیان کی ہے امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، وہ عبداللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ زبیر علی زئی نے مولوی کی کتاب سے جو سولہویں روایت کا حوالہ دیا ہے

اس میں زبیر علی زئی نے جابر خود ملا دیا ہے. جبکہ مولوی صاحب کی روایت جابر کی سند کے بغیر ہے زبیر علی زئی نے جھوٹ بولتے ہوئے جابر کو خود روایت میں شامل کر کے الزام مولوی سرفراز صفدر پر لگا دیا یہ ہے غیر مقلدین کے مشہور محدث کی حقیقت، زبیر علی زئی نے اپنی کتاب نور العینین میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین کی روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے کئی حوالے دیئے ہیں ان میں سے ایک حوالہ زبیر علی زئی نے دیا ہے کہ محمد بن وضاح نے ترک رفع یدین کی تمام روایات کو ضعیف کہا ہے بحوالہ التمہید، جلد 9 صفحہ 221 سندہ قوی (نور العینین جدید صفحہ 133) یہ حوالہ بیان کرتے ہوئے زبیر علی زئی نے غیر مقلدین کی عادت کی طرح خیانت کی ہے اور مکمل حوالہ بیان نہیں کیا التمہید میں مکمل حوالہ اس طرح ہے۔

{وحدثنا أحمد بن محمد بن أحمد حدثنا أحمد بن سعيد حدثنا سعيد بن عثمان قال سمعت محمد بن وضاح يقول الأحاديث التي تروى عن النبي صلى الله عليه وسلم في رفع اليدين ثم لا يعود ضعيفة كلها.}

کہ محمد بن وضاح نے کہا کہ رفع یدین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ روایات جن میں ثم لا یعود کے الفاظ ہیں سب ضعیف ہیں (التمہید، جلد 9 صفحہ 221)

محمد بن وضاح نے ان روایات کو ضعیف کہا ہے جن میں ثم لا یعود کے الفاظ ہیں لیکن زبیر علی زئی نے خیانت کرتے ہوئے یہ الفاظ نکال دیئے جس سے جملہ ہی تبدیل ہو گیا

(2) زبیر علی زئی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع والی روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے امام دارقطنی کا ایک حوالہ دیا لیکن اس میں بھی خیانت کر ڈالی زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ امام دارقطنی نے اسے (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت) کو غیر محفوظ قرار دیا ہے، بحوالہ العلل للدارقطنی، جلد 5 صفحہ 173، مسئلہ 804، (نور العینین، صفحہ 131) جبکہ امام دارقطنی نے اس روایت کو غیر محفوظ نہیں کہا بلکہ انہوں نے اس روایت کی سند کو صحیح تسلیم کیا ہے جس کو زبیر علی زئی نے بیان نہیں کیا کیونکہ زبیر علی زئی کا مقصد اس روایت کو ضعیف ثابت کرنا تھا امام دارقطنی کی پوری بات ہم نقل کر رہے ہیں جس سے زبیر علی زئی کا جھوٹ واضح ہو جائے گا۔

{س 804- وسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبدِ الله، قالَ: أَلا أُرِيكُم

صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ، فَرَفَعَ يَدَيهِ فِي أَوَّلِ تَكبِيرَةٍ ، ثُمَّ لَم يَعُد. فَقَالَ : يَروِيهِ عَاصِمُ بنُ كُلَيبٍ، عَن عَبدِ الرَّحمَنِ بنِ الأَسوَدِ، عَن عَلقَمَةَ حَدَّثَ بِهِ الثَّورِيُّ عَنهُ. وَرَوَاهُ أَبُو بَكرٍ النَّهشَلِيُّ، عَن عَاصِمِ بنِ كُلَيبٍ، عَن عَبدِ الرَّحمَنِ بنِ الأَسوَدِ ، عَن أَبِيهِ ، وَعَلقَمَةَ ، عَن عَبدِ اللهِ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابنُ إِدرِيسَ عَن عَاصِمِ بنِ كُلَيبٍ، عَن عَبدِ الرَّحمَنِ بنِ الأَسوَدِ عَن عَلقَمَةَ عَن عَبدِ اللهِ. وَإِسنَادُهُ صَحِيحٌ ، وَفِيهِ لَفظَةٌ لَيسَت بِمَحفُوظَةٍ ذَكَرَهَا أَبُو حُذَيفَةَ فِي حَدِيثِهِ، عَنِ الثَّورِيِّ، وَهِيَ قَولُهُ: ثُمَّ لَم يَعُد.}

کہ اس روایت کی سند صحیح ہے لیکن اس میں یہ لفظ محفوظ نہیں ہے جس کو ابو حذیفہ نے ثوری سے روایت کیا ہے اور وہ لفظ ثم لا یعود ہے۔ (العلل للدارقطنی، جلد 5 ص 172)

اصل میں امام دارقطنی نے اس روایت کی سند کو صحیح تسلیم کیا ہے لیکن ان کا اعتراض صرف لفظ ثم لا یعود پر تھا جبکہ زبیر علی زئی نے پہلی خیانت یہ کی کہ امام دارقطنی کی طرف جھوٹ منسوب کیا کہ انہوں نے اس مکمل روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری خیانت یہ کی کہ امام دارقطنی نے اس روایت کی سند کو صحیح کہا جس کو زبیر علی زئی نے بیان نہیں کیا تو اس حوالہ میں زبیر علی زئی نے غیر مقلدین کی روش اختیار کرتے ہوئے 2 خیانتیں کی۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدین) کے جھوٹ

غیر مقلدوں کے پاس نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی نہ کوئی صحیح حدیث ہے اور نہ ہی خیر القرون (یعنی صحابہ تابعین تبع تابعین) کا عمل نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا موجود ہے صرف اور صرف جھوٹ ہیں چند ایک جھوٹ ملاحظہ فرمائیے۔

جھوٹ نمبر 1: سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات.... بخاری و مسلم میں بکثرت ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 ص 443)

جھوٹ نمبر 2: سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت صحیح ابن خزیمہ میں ہے اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح بتلایا ہے (فتاوی ثنائیہ: 1 / 457، دلائل محمدی: 1: 110)

جھوٹ نمبر 3: امام احمد نے قبیصہ بن ہلب سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سینے پر ہاتھ باندھا کرتے تھے یہ حدیث حسن ہے صحیح بخاری میں بھی ایک ایسی ہی حدیث آتی ہے واللہ اعلم۔ (فتاویٰ ثنائیہ: 1/457)

جھوٹ نمبر 4: ابوداؤد میں طاؤس سے مرفوعاً آیا ہے سینے پر ہاتھ باندھنا۔

(مکمل نماز مولانا عبدالوہاب ص 449)

جھوٹ نمبر 5: سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین صحیح ہیں شرح وقایہ ص 93

(حقیقۃ الفقہ: ص 250 از یوسف جے پوری)

جھوٹ نمبر 6: حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینہ پر ہاتھ کی حدیث کو بہ سبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور سینے پر ہاتھ باندھتے تھے مقدمہ ہدایہ جلد 1 ص 111

(حقیقۃ الفقہ: ص 250 از یوسف جے پوری)

جھوٹ نمبر 7: ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہیں ہدایہ جلد ا ص 350 (حقیقۃ الفقہ: ص 250)

جھوٹ نمبر 8: خلفاء بنی عباس میں سے ہارون کا نماز میں ازار بند کھل گیا سینے سے ہاتھ نیچے کرکے ازار بند سنبھال لیا مقتدیوں نے حیرانی سے اس فعل کو دیکھا قاضی ابو یوسف نے فتویٰ دیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی صحیح ہے۔ (ہدایہ باب الصلوٰۃ اختلاف امت کا المیہ ص 78)

جھوٹ نمبر 9: ابن مسعود کا قول زیر ناف کا بالکل ضغیف ہے، میں نے راہ ہدایت کیسے پائی ص 18 ابو نعمان بشیر احمد حالانکہ آپ سے کوئی قول منقول نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر 10: حضرت ہلب فرماتے ہیں.... میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز کے اختتام پر دائیں اور بائیں سلام پھیرتے اور نماز میں سینہ پر ہاتھ رکھتے تھے امام ترمذی اور علامہ نیموی حنفی نے اس کی سند کو حسن تسلیم کیا ہے۔ (دین الحق: 1/218)

حالانکہ امام ترمذی نے سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت نقل ہی نہیں کی علامہ نیموی نے نقل کرکے سینہ کا لفظ غیر محفوظ کہا ہے۔ (آثار السنن: ص 86)

جھوٹ نمبر 11: ابو خالد نور گرجاکھی نے اپنی کتاب اثبات رفع یدین کے ص 28 پر ایک

حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بیان کی جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس کا مقصد رفع یدین کو ثابت کرنا تھا لیکن اس نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس روایت میں الفاظ اپنی طرف سے شامل کئے اور نہ صرف الفاظ شامل کئے بلکہ اس روایت کو حدیث کی 11 کتابوں کی طرف منسوب کیا جن کتابوں میں یہ روایت موجود ہی نہیں ہے یہاں اس نے ایک تو حدیث کے الفاظ تبدیل کئے دوسرا احادیث کی کتابوں کی طرف جھوٹ منسوب کیا اس نے روایت بیان کی۔

{ کہ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قال قلت لانظرن إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلى قال فنظرت إليه قام فكبر ورفع يديه حتى حاذتا أذنيه ثم وضع يده اليمنى علىٰ اليسرى على صدره فلما اراد ان يركع رفع يديه مثله فلما رفع راسه من الركوع رفع يديه مثلها (رواہ احمد)

(اثبات رفع یدین، صفحہ 28)

ترجمہ: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں رسول اللہ ﷺ نماز کس طرح پڑھتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے تو رفع یدین کرتے اور سینہ پر ہاتھ رکھ لیتے پھر جب رکوع میں جانے کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے (صحیح مسلم ص 173، ابن ماجہ ص 62، دارمی ص 107، دارقطنی ص 118، ابو داؤد جلد 1 ص 193، جزء بخاری ص 14، مسند احمد جلد 3 ص 147، بیہقی جلد 2 ص 26، کتاب الام ج 8 ص 186، جز سبکی ص 3، مشکوۃ)

اس روایت میں شاید ابو خالد نور گرجاکھی غیر مقلد نے سوچا کہ رفع یدین کے ساتھ ساتھ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ بھی بیان کر دیا جائے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ نبی کریم ﷺ سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے اس لئے اس نے علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر ہاتھ باندھنا کے الفاظ اپنی طرف سے ملا لیے دوسرا اس نے نیچے احادیث کی مشہور 11 کتابوں کے حوالے بھی دے دیئے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ صحیح مسلم اور باقی احادیث کی کتب سے ثابت ہے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ نور گرجاکھی نے یہ روایت بیان کی ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ان میں سے کسی بھی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے بعض کتابوں میں اس روایت میں علیٰ صدرہ کے الفاظ

نہیں ہیں اور کئی کتابوں میں تو یہ حدیث ہی موجود نہیں ہے بلکہ وہاں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی کوئی اور حدیث بیان ہوئی ہے نور گرجاکھی نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ان پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ

1۔ صحیح مسلم میں یہ روایت موجود ہی نہیں ہے۔

2۔ سنن ابن ماجہ میں علیٰ صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

3۔ سنن الدارمی میں یہ روایت ہی موجود نہیں ہے۔

4۔ سنن ابو داوٗد میں بھی یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ اور علی صدرہ کے ساتھ موجود نہیں ہے۔

5۔ امام بخاری کی کتاب جزء بخاری میں اس روایت میں علیٰ صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

6۔ سنن الکبریٰ بیہقی میں بھی علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

7۔ سنن دار قطنی میں یہ روایت موجود نہیں لیکن حاشیہ میں حاشیہ لکھنے والے نے یہ روایت بیان کی لیکن اس میں بھی ہاتھ باندھنے کا ذکر ہی نہیں ہے۔

8۔ مسند احمد میں بھی علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

9۔ امام شافعی کی کتاب الام میں یہ روایت نہیں ہے لیکن کتاب الام کے محقق نے حاشیہ میں مسند حمیدی سے یہ روایت بیان کی لیکن اس میں بھی علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

10۔ مشکوۃ المصابیح میں بھی یہ روایت موجود نہیں اور وہاں جو روایت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے موجود ہے اس میں علی صدرہ کے الفاظ نہیں ہیں۔

11۔ جزء کی کتاب مجھے مل نہیں سکی،

پس ثابت ہوا کہ نور گرجاکھی نے احادیث کی 10 کتابوں کی طرف جھوٹ منسوب کیا ہے میں نے آپ کے سامنے نور گرجاکھی کے ہی بیان کی گئی احادیث کی کتابوں کے صفحات پیش کر دیے ہیں جن کتابوں کا نور گرجاکھی نے حوالہ دیا ہے کہ یہ روایت ان کتابوں میں موجود ہے قارئین خود فیصلہ کر لیں کہ نور گرجاکھی نے کتنا بڑا جھوٹ ان احادیث کی کتابوں کی طرف منسوب کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حدیث میں الفاظ کی ملاوٹ بھی کی ہے ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر مقلد کہہ دے کہ علیٰ صدرہ کا لفظ غلطی سے کتابت کی وجہ سے پرنٹ ہو گیا ہے تو ان غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ اگر علیٰ صدرہ کا لفظ غلطی سے پرنٹ ہوا ہے تو تمہارے اس عالم نے روایت میں اس لفظ کا ترجمہ سینہ پر ہاتھ باندھا کیسے بیان کر

دیا؟ نور گرجاکھی نے لفظ بیان کرنے کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی بیان کیا اور یہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ روایت میں یہ لفظ اس غیر مقلد نے خود ملائے ہیں۔

جھوٹ نمبر 12: صحیح ابن خزیمہ کا ترجمہ غیر مقلدین کے مشہور ادارہ دار السلام سے شائع ہوا جو کہ کئی غیر مقلدین علماء کی تحقیق اور تخریج کے ساتھ شائع ہوا لیکن اس ترجمہ میں غیر مقلدین نے یہ روایت بیان کرنے کے بعد اس کی تحقیق میں جھوٹ بولا ہے یہ روایت بیان کرنے کے بعد حاشیہ میں غیر مقلدین نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور سند کی تصحیح کے لئے 2 کتابوں سنن الکبریٰ بیہقی اور مسند احمد کا حوالہ دیا سب سے پہلا جھوٹ یہ بولا گیا کہ اس کی سند صحیح ہے حالانکہ اس روایت کی سند کو مومل بن اسماعیل کی وجہ سے کئی غیر مقلدین کے اکابرین نے بھی ضعیف کہا ہے دوسرا حاشیہ میں اسناد صحیح لکھ کر سنن الکبریٰ بیہقی اور مسند احمد کا حوالہ دیا لیکن یہ روایت جس سند اور الفاظ کے ساتھ صحیح ابن خزیمہ میں آئی ہے اس سند اور الفاظ کے ساتھ یہ روایت ان دونوں کتابوں میں نہیں ہے سنن الکبریٰ بیہقی میں مومل بن اسماعیل کی سند کے ساتھ جو روایت آئی ہے ان الفاظ میں اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ میں فرق ہے اور نیچے حاشیہ میں لکھا گیا ہے کہ یہ روایت مومل بن اسماعیل کی وجہ سے ضعیف ہے مسند احمد میں صحیح ابن خزیمہ کی سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت موجود ہی نہیں ہے تو ان دونوں کتابوں کی طرف جھوٹ منسوب کیا گیا کہ ان کتابوں میں اس روایت کی سند کو صحیح کہا گیا ہے دیکھئے صحیح ابن خزیمہ اردو جلد 1 ص 472 رقم 479 تحت حاشیہ

جھوٹ نمبر 13: مولوی حبیب الرحمٰن یزدانی نے خطبات یزدانی میں امام بخاری کی طرف ایک وضعی باب (المسح علی الجوربین) کی نسبت کی ہے لکھتے ہیں۔

{امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف میں: باب المسح علی الجوربین،، باب باندھا ہے، اگر یہ لفظ نہ ملیں تو میں مجرم ہوں (خطبات یزدانی: 1/313)

حالانکہ یہ بھی یزدانی غیر مقلد کا بدترین جھوٹ ہے، ہے کوئی غیر مقلد صحیح بخاری سے وضعی باب دکھانے کو تیار؟ اصل میں وضاعِ حدیث، منکرین حدیث اور کذاب یہ وہابی خود ہیں مگر سینہ زوری

ہے ان کی کہ یہ الزامات دوسروں پر لگاتے ہیں اپنی خواہشات نفسانی کی خاطر انکار حدیث وہابیوں کا محبوب مشغلہ ہے مثلاً وہابیوں کے محدث عبداللہ روپڑی سے کسی نے سوال کیا کہ حضور سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اختیار کی بحث میں دو نمازوں کے پڑھنے کی اجازت پر قبول اسلام کی روایت حدیث ہے یا نہیں؟

جواب دیا: یہ حدیث جھوٹی ہے کسی کتاب میں نہیں ہے۔ (فتاوی اہلحدیث: جلد 1 صفحہ 793)

حالانکہ یہ مذکورہ روایت مسند امام احمد میں موجود ہے۔

(مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 52، طبع بیروت، جلد 5، صفحہ 633، طبع گوجرانوالہ پاکستان)

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم انه : أتى النبي صلى الله عليه و سلم فاسلم على انه لا يصلي الا صلاتين فقبل ذلك منه تعليق شعيب الأرنؤوط : رجاله ثقات رجال الصحيح (مسند احمد: 5/ 24 رقم 20302 مطبوعہ قاہرہ)

ابو بکر احمد بن عمرو بن الضحاک الشیبانی (م 287ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَسْلَمَ عَلَى أَنْ لا يُصَلِّيَ إِلا صَلاتَيْنِ، فَقَبِلَ ذَالِكَ مِنْهُ (الاحاد والمثانی: 2/ 233 رقم 941)

غیر مقلدین کے فرقے

اور غیر مقلدین کی بھیانک خدمات

وہابی ازم محض ایک کلمہ گو فرقہ ہے جو اٹھارویں صدی میں بنایا گیا اس فرقے کی مثال عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقے کی سی ہے جسے سولھویں صدی میں مارٹن لوتھر نے فروغ دیا تھا پروٹسٹنٹ اور وہابی دونوں فرقوں کو دعوی ہے کہ انہوں نے اصل دین کی طرف مراجعت کی ہے لیکن یہ دونوں فرقے مکمل طور پر نئے اور اس وقت کے مخصوص حالات کے رد عمل کے طور پر معرض

وجود میں آئے تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث وہابی) میں کتنے فرقے پائے جاتے ہیں؟

غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) میں 16 فرقے پائے جاتے ہیں

(1) جماعۃ الدعوۃ اہل حدیث (2) جمعیت اہل حدیث

(3) غرباء اہل حدیث (4) یوتھ فورس اہل حدیث

(5) سلفی اہل حدیث (6) ثنائیہ اہل حدیث

(7) غزنوی اہل حدیث (8) روپڑی اہل حدیث

(9) امرتسری اہل حدیث (10) بنارسی اہل حدیث

(11) توحیدی اہل حدیث (12) محمدی اہل حدیث

(13) گوندلوی اہل حدیث (14) نذیریہ اہل حدیث

(15) جماعت المسلمین اہل حدیث (16) ڈاکٹر ذاکر نائیک کا فرقہ (صحیح اہل حدیث)

کیا آپ جانتے ہیں کہ فتنہ غیر مُقلدیت سے کتنے فتنوں نے جنم لیا ہے؟

یوں تو ہر غیر مقلد اپنے اندر ایک فتنہ سموئے ہوئے ہے لیکن یہاں میں چند مشہور فتنوں کا ذکر رہا ہوں۔

مرزائی: ختم نبوت کے منکر

پرویزی (اہل قرآن):

احادیث پیغمبر ﷺ، حیات الانبیا، عذاب قبر، وسیلہ، شفاعت، کرامات، معجزات کے منکر

چکڑالوی:

احادیث پیغمبر ﷺ، حیات الانبیا، عذاب قبر، وسیلہ، شفاعت، کرامات، معجزات کے منکر

جماعت المسلمین:

احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حیات الانبیا، عذاب قبر، وسیلہ، شفاعت، کرامات، معجزات کے منکر

حزب اللہ:

احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حیات الانبیا، عذاب قبر، وسیلہ، شفاعت، کرامات، معجزات کے منکر

فرقہ نیچریہ:

احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حیات الانبیا، عذاب قبر، وسیلہ، شفاعت، کرامات، معجزات کے منکر

ان میں سے ہر ایک فرقے کا یہ دعوٰی ہے ہمارے علاوہ باقی سب کافر ہیں بشمول والدہ محترمہ فرقہ اہلحدیث، فرقہ اہلحدیث کو والدہ محترمہ کا لقب اس لیے دیا کیونکہ یہ سارے فرقے اسی کے کوکھ (گود) سے پیدا ہوئے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اختلافی رفع یدین کے دلائل کا تحقیقی جائزہ

الحمد للہ رب العالمین ،والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ واھل بیتہٖ وازواجہٖ اجمعین :اما بعد!

احادیث مبارکہ کے مطالعے سے ہمیں نماز میں رفع الیدین کرنے کے دلائل بھی ملتے ہیں اور نہ کرنے کے بھی ،لیکن کرنے کی روایات شدید اضطراب کا شکار ہیں ۔اس مسئلے میں اگر مقتدی کسی معین مجتہد امام جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ یا امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کی پیروی کرتے ہوئے رفع الیدین کرتا ہے تو اس کی نماز درست ہوگی اور اگر کوئی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا امام مالک رحمہ اللہ کی پیروی کرتے ہوئے رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز بھی درست ہوگی (انشاء اللہ) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ:

1. {عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ : إِذَا حَكَمَ الۡحَاكِمُ فَاجۡتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجۡرَانِ ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجۡتَهَدَ ثُمَّ أَخۡطَأَ فَلَهُ أَجۡرٌ}

”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم (مجتہد) کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے ایک گنا ثواب ملتا ہے“

(بخاری ،الصحیح ، کتاب الاعتصام ،رقم الحدیث ۷۳۵۲)

2. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:”جس

شخص نے (کسی کو) بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا"

(سنن ابوداود:3/ 854رقم الحدیث 3657)

پہلی حدیث کے مطابق اگر امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ یا امام مالک رحمہ اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک سے بھی اجتہاد کرنے میں غلطی ہوگئی تو بھی ان کو ایک اجر ملے گا لہٰذا ان کی پیروی کرنے والے کو بھی ایک اجر ملے گا کیونکہ مجتہد اجتہاد کرتا ہی عامی مسلمانوں کے لئے ہے جبکہ دوسری حدیث کے مطابق بغیر علم کے فتویٰ دینے والا گناہ گار ہوگا لہٰذا بغیر علم کے اجتہاد کرنے والا بھی بطریق اولیٰ گناہ گار ہوگا کیونکہ فتویٰ دینا اجتہاد کرنے سے کم درجے کا عمل ہے اس لئے بغیر علم کے فتویٰ دینے والا اور اجتہاد کرنے والا دونوں گناہ گار ہوئے اور جانتے بوجھتے کسی غیر عالم کے فتویٰ اور اجتہاد پر عمل کرنے والا بھی گناہ گار ہوگا اگر احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوجانے کے بعد بھی کوئی شخص یا فرقہ تعصب مسلکی کی وجہ سے ان احادیث پر عمل نہیں کرتا تو وہ جاہل ہے انشاءاللہ میں ثابت کروں گا کہ جس طرح احادیثِ مبارکہ کے مطالعے سے نماز میں رفع الیدین کرنے کے دلائل ملتے ہیں بالکل اسی طرح نہ کرنے کے بھی دلائل صحیح اسناد کے ساتھ ملتے ہیں اور امت مسلمہ کی ایک بڑی جماعت صحابہ کرام کے مبارک زمانے سے اس پر ۱۴۰۰ سالوں سے متفق اور عمل پیرا ہے۔

تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع الیدین کی نماز میں شرعی حیثیت

نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین (دونوں ہاتھ اٹھانا) بالاتفاق مستحب ہے، امام نووی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں:

"أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرِ الْإِحْرَامِ"

ترجمہ: امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی:2/119)

اختلافی رفع الیدین کے بارے میں مذاہب اربعہ کی تصریحات

1۔ حنفیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ یعنی خلاف اولیٰ ہے فتاویٰ شامی میں ہے۔

”(قَوْلُهُ إِلَّا فِي سَبْعٍ) أَشَارَ إِلَى أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ عِنْدَ تَكْبِيرَاتِ الِانْتِقَالَاتِ، خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ، فَيُكْرَهُ عِنْدَنَا وَلَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ“

صاحب درمختار نے اپنے قول ”قوله إلا فی سبع“ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ تکبیراتِ انتقالیہ کے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے، اس مسئلہ میں امام شافعی اور امام احمد کا اختلاف ہے، پس ہاتھ اٹھانا ہمارے نزدیک مکروہ ہے، اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(رد المحتار علی الدر المختار: 1/ 79)

2۔ مالکیہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ وخلاف اولیٰ ہے، مذہب مالکیہ کی مستند کتاب المدونۃ الکبریٰ میں ہے۔

”قال الإمام مالك: (لا أعرف رفع اليدين فی شیء من تكبير الصلاة، لا فی خفض ولا فی رفع إلا فی افتتاح الصلاة، يرفع يديه شيئا خفيفا، والمرأة فی ذلك بمنزلة الرجل)، قال ابن القاسم: (كان رفع اليدين ضعيفا إلا فی تكبيرة الإحرام)“

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت“ امام مالک کے صاحب وشاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ ”رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں“ (المدونۃ الکبریٰ: 1/ 165 مطبوعہ بیروت)

امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ پر ذرا غور کریں ”لا أعرف“، یعنی میں نہیں جانتا تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا یاد رہے کہ کتاب المُدَوّنة الکبری فقہ مالکیہ کی اصل وبنیاد ہے دیگر تمام کتابوں پر مقدم ہے اور موطأ الإمام مالك کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور اکثر علماء المالکیہ کی جانب سے اس کتاب المدونہ کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور فتاویٰ کے باب میں بھی علماء المالکیہ کا اسی پر اعتماد ہے اور روایت ودرجہ کے اعتبار سے سب سے أصدق وأعلیٰ کتاب ہے۔

”وأما اختلافهم فی المواضع التی ترفع فيها فذهب أهل الكوفة أبو حنيفة وسفيان الثوری وسائر فقهائهم إلى أنه لا يرفع المصلی يديه إلا

عند تكبيرة الإحرام فقط... والسبب فى هذا الاختلاف كله اختلاف الآثار الواردة فى ذلك ومخالفة العمل بالمدينة لبعضها وذلك أن فى ذلك"

علامہ ابن رشد المالکی نے بھی یہی تصریح کی ہے اور فرمایا کہ رفع یدین میں اختلاف کا سبب دراصل اس باب میں وارد شدہ مختلف روایات کی وجہ سے ہے یعنی چونکہ روایات مختلف ہیں لہٰذا ائمہ مجتہدین کا عمل بھی ہوگا (بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد ابن رشد المالکی: 1/133)

لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز غلط ہے تو ایسے لوگ جاہل وکاذب ہیں

"المالكية قالوا: رفع اليدين حذو المنكبين عند تكبيرة الاحرام مندوب، وفيما عدا ذلك مكروه الخ

علامہ عبدالرحمن الجزیری نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک رفع یدین دونوں کندھوں تک تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ للجزیری: 1/281)

3۔شافعیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے، امام شافعی کی کتاب الام میں یہی تصریح موجود ہے اور دیگر علماء شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

قال سَأَلت الشَّافِعِيَّ أَيْنَ تُرْفَعُ الأَيْدِي فى الصَّلاَةِ قال يَرْفَعُ المصلى يَدَيْهِ فى أَوَّلِ رَكْعَةٍ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ وَفِيمَا سِوَاهَا من الصَّلاَةِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حين يَفْتَتِحُ الصَّلاَةَ مع تَكْبِيرَةِ الإفْتِتَاحِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَفْعَلُ ذلك عِنْدَ تَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ قَوْلِهِ سمع اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حين يَرْفَعُ رَأْسَهُ من الرُّكُوعِ وَلاَ تَكْبِيرَةَ لِلإِفْتِتَاحِ إلاَّ فى الأولى (الأول) وفى كل رَكْعَةٍ تَكْبِيرُ رُكُوعٍ وَقَوْلُ سمع اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ عِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ من الرُّكُوعِ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فى هَذَيْنِ الْمَوْضِعَيْنِ فى كل صَلاَةٍ الخ" (کتاب الام للشافعی: 7/200)

{قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَبِهَذَا نَقُولُ فَنَأْمُرُ كُلَّ مُصَلٍّ إمَامًا أو مَأْمُومًا أو مُنْفَرِدًا رَجُلاً أو امْرَأَةً أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ إذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ وإذا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وإذا رَفَعَ

رَأْسَهُ من الرُّكُوعِ وَيَكُونُ رَفْعُهُ فِى كل وَاحِدَةٍ من هذه الثَّلَاثِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيُثَبِّتُ يَدَيْهِ مَرْفُوعَتَيْنِ حتى يَفْرُغَ من التَّكْبِيرِ كُلِّهِ وَيَكُونُ مع افْتِتَاحِ التَّكْبِيرِ وَرَدُّ يَدَيْهِ عن الرَّفْعِ مع انْقِضَائِهِ}

امام شافعی فرماتے ہیں: ''یہی ہمارا مذہب ہے چنانچہ ہم ہر نمازی کو حکم دیتے ہیں، خواہ امام ہو یا مقتدی، یا منفرد مرد ہو یا عورت، کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے جب نماز شروع کرے، جب رکوع کے لئے تکبیر کہے، اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھائے۔ تین جگہوں پر ہاتھ اٹھائے کندھوں تک تکبیر افتتاح کے وقت جب تکبیر کہہ لے، رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت'' (کتاب الام للشافعی: 1/104)

4۔حنابلہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔

مسألة: قال: ويرفع يديه كرفعه الأول يعني يرفعهما إلى حذو منكبيه أو إلى فروع أذنيه كفعله عند تكبيرة الإحرام ويكون ابتداء رفعه عند ابتداء تكبيره وانتهاؤه (المغنی فی فقه الامام أحمد بن حنبل الشيبانی: 1/574)

ابتدائی دور کے دو جلیل القدر امام یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ جن دونوں کا دور رسول اللہ ﷺ سے سب سے قریب کا ہے وہ صرف تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کو سنت مانتے ہیں جبکہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کو مکروہ کہتے ہیں جبکہ بعد کے دو امام یعنی امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جن کا دور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ سے کافی بعد کا ہے تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کو بھی سنت کہہ کر اس پر عمل کرنے کے قائل ہیں رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے اور نہ کرنے سے متعلق سلف صالحین وائمہ محدثین کے مابین اختلاف ہے اور دور اول یعنی صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم سے اس میں اختلاف چلا آرہا ہے اور اس اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ رفع یدین کے بارے مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لہٰذا جس مجتہد نے اپنے دلائل کی روشنی میں جس صورت کو زیادہ بہتر وراجح سمجھا اس کو اختیار کیا اور کسی

بھی مجتہد نے دوسرے مجتہد کے عمل واجتہاد کو باطل وغلط نہیں کہا اور یہی حال ان مجتہدین کرام کا دیگر اختلافی مسائل میں بھی ہے کہ باوجود اختلاف کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت وعقیدت واحترام کارشتہ رکھتے تھے جیسا کہ گذشتہ سطور میں گذر چکا کہ امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں لیکن بہت سارے اجتہادی مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں حتیٰ کہ رفع یدین کے مسئلہ میں بھی دونوں استاذ وشاگرد کا اجتہاد مختلف ہے امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل ہیں اورامام مالک رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل نہیں ہیں اور دوراول سے لے کر آخر تک یہی حالت رہی، حتیٰ کہ ہمارے اس آخر زمانہ میں ہندوستان کے اندر کچھ نفوس پر مشتمل ایک جماعت نمودار ہوئی جس نے بڑے زوروشور سے ان اختلافی مسائل کو لے کر عوام الناس کو ان ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ وعلماءِ احناف کے منہج وطریق سے ہٹانے کا بھرپور سلسلہ شروع کیا اور مختلف حیلوں بہانوں سے عوام کو یہ باور کرایا اور آج تک کر رہے ہیں کہ احناف کی فقہ اور ان کا عمل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل مخالف ہے ان کا مشہور طریقہ واردات اس بارے میں یہ ہوتا ہے کہ مثلاً ایک اختلافی مسئلہ میں وہ روایت عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کے ساتھ احناف بوجوہ استدلال نہیں کرتے اور اس مسئلہ میں احناف کی مستدل روایات کو جہالت یا ضد وتعصب کی وجہ سے پیش نہیں کرتے مثلاً رفع یدین کا مسئلہ لے لیں ایک عام آدمی کے سامنے حدیث پڑھتے ہیں کہ دیکھو حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور حنفی اس حدیث پر عمل نہیں کرتے لہٰذا ان کو چھوڑ دو اور اہل حدیث جماعت میں شامل ہوجاؤ جن کا مقصد صرف اور صرف حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا ہے لہٰذا عموماً ایک عام ناواقف شخص جسے نہ قرآن وحدیث کے ناسخ ومنسوخ کا پتہ ہے اور نہ ہی صحیح وضعیف احادیث کے فرق کی کچھ خبر ہے، وہ اسی وسوسہ کو قبول کر کے ٹھوکر کھالیتا ہے، جیسا کہ معلوم ہے کہ مسئلہ رفع یدین سے متعلق علماء کرام کی مفصل ومختصر بہت ساری کتب موجود ہیں جن میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث وکلام موجود ہے لہٰذا ان غیر مقلد وغیر مجتہدوں کے دلائل کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے خصوصاً زبیر علی زئی کی کتاب نورالعینین کا جواب دیا جارہا ہے کیونکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ دنیا میں لاجواب کتاب ہے۔

غیر مقلدین کا اختلافی رفع یدین کے متعلق مؤقف

(1) زبیر علی زئی غیر مقلد اپنی کتاب [نورالعینین] میں لکھتے ہیں:

[اہل الحدیث اس رفع الیدین کو حضرت امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی غیر منسوخہ وغیر متروکہ سنت کہتے ہیں اور اس پر ایماناً واحتساباً عامل ہیں حتیٰ کہ ان کے بعض جلیل القدر علماء نے رفع الیدین کو اہل الحدیث کا شعار قرار دیا ہے] (نورالعینین: ص 52 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ 2012ء)

زبیر علی زئی ہی نے اپنی کتاب [نورالعینین: ص 181] پر باب باندھا ہے {رفع الیدین کرنا ضروری ہے}... رفع یدین کرنے کی احادیث متواتر ہیں۔

زبیر علی زئی ہی لکھتے ہیں [رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین کا ثبوت] اس باب کے تحت لکھتے ہیں: نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد تینوں مقامات پر رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے (نورالعینین: ص 328)

اہل سنت یعنی اہل حدیث کا دعویٰ یہ ہے کہ "رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو رفع یدین کرتے تھے" اور اسی پر تمام اہل حدیث کا عمل ہے...

تنبیہ: یہ دعویٰ ہر نماز (مثلاً ایک رکعت نماز وتر، دو رکعت نماز فجر، تین رکعت نماز مغرب، چار رکعت نماز ظہر وعصر وعشاء اور نو رکعت صلوٰۃ اللیل وغیرہ سب) پر فٹ اور جاری وساری ہے، مذکورہ تین مقامات کے علاوہ جس مقام پر (مثلاً چار رکعتوں والی نماز میں دو رکعتیں پڑھنے کے بعد اٹھ کر) رفع یدین ثابت ہے تو اس پر بھی عمل کرنا چاہیے اور جس مقام پر رفع یدین ثابت نہیں یا اس کی صریح وصحیح نفی موجود ہے تو وہاں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے (نورالعینین: ص 536)

(2) مولانا محمد صادق سیالکوٹی اپنی کتاب [صلوٰۃ الرسول: ص 201] پر لکھتے ہیں [رسول اللہ ﷺ وفات تک رفع الیدین کرتے رہے]

(3) بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

[رفع الیدین آپ ﷺ کا صرف عمل ہی نہیں بلکہ آپ نے دوسروں کو کرنے کا حکم بھی دیا ہے] (مقالات راشدیہ: 2/78)

اس دعوٰی غیر مقلدین کا مختصرً اخلاصہ ملاحظہ فرمائیے

[غیر مقلدین کی ان کتب سے جو دعوٰی سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین، رکوع کو جاتے آتے وقت رفع یدین حضور ﷺ سے تواتر کے ساتھ وفات تک ثابت ہے اوران مقامات پر رفع یدین کرنا ضروری ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے اوراسی پر تمام اہل حدیث (غیر مقلدین) کا عمل ہے]

یہ دعوٰی ان کا نامکمل ہے اب ذرا دیگر غیر مقلدین اور غیر مقلدین کے ممدوح علماء سعودی عرب کے اختلافی رفع یدین کے بارے میں دعوٰی ملاحظہ فرمائیے

رفع یدین کے بارے میں اہلحدیث علماء کے آپس میں اختلافات

(1) مولوی نذیر حسین دہلوی:

نذیر حسین صاحب دہلوی اپنے فتاوٰی نذیریہ جلد 1 صفحہ 441 میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین میں جھگڑا کرنا تعصب اور جہالت کی بات ہے، کیونکہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت ہیں دلائل دونوں طرف ہیں۔ اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہے۔ (فتاوی نذیریہ جلد 1 صفحہ 444)

(2) مولانا ثناء اللہ امرتسری:

مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین کرنا مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔ (فتاوی ثنائیہ جلد 1 صفحہ 579)

اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ ترک رفع ترک ثواب ہے ترک فعل سنت نہیں۔

(فتاوی ثنائیہ جلد 1 صفحہ 608)

(3) نواب صدیق حسن خان بھوپالی:

نواب صدیق حسن خاں، شاہ ولی اللہ صاحب سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں "رفع یدین و عدم رفع یدین نماز کے ان افعال میں سے ہے جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے، اور سب سنت ہے، دونوں بات کی دلیل ہے، حق میرے نزدیک یہ ہے کہ دونوں

سنت ہیں۔ (روضہ الندیہ صفحہ 148)

اور اسی کتاب میں مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں ولا یلام تارکہ و ان ترکہ مدۃ عمرہ یعنی رفع یدین کے چھوڑنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی اگرچہ پوری زندگی وہ رفع یدین نہ کرے (روضہ الندیہ صفحہ 150)

(4) علامہ ابن تیمیہ حرانی:

علامہ ابن تیمیہ فتاوی ابن تیمیہ جلد 22 ص 253 پر لکھتے ہیں

{وَسَوَاءٌ رَفَعَ يَدَيْهِ أَوْ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَا يَقْدَحُ ذَالِكَ فِي صَلَاتِهِمْ وَلَا يُبْطِلُهَا لَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا الشَّافِعِيِّ وَلَا مَالِكٍ وَلَا أَحْمَد. وَلَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ دُونَ الْمَأْمُومِ أَوْ الْمَأْمُومُ دُونَ الْإِمَامِ لَمْ يَقْدَحْ ذَلِكَ فِي صَلَاةِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا}

یعنی اگر کسی نے رفع یدین کیا یا نہ کیا تو اس کی نماز میں کوئی نقص نہیں، امام ابوحنیفہ، امام شافعی امام احمد اور امام مالک کسی کے یہاں بھی نہیں اسی طرح امام اور مقتدی میں سے کسی ایک نے کیا تب بھی کوئی نقص نہیں (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: 22/253)

(5) عبدالعزیز ابن باز سابق مفتی اعظم سعودی عرب:

عبدالعزیز ابن باز سابق مفتی اعظم سعودی عرب فرماتے ہیں:

{السنة رفع اليدين عند الإحرام وعند الركوع وعند الرفع منه وعند القيام إلى الثالثة بعد التشهد الأول لثبوت ذلك عن النبى صلى الله عليه وسلم , وليس ذلك واجبا بل سنة فعله المصطفى صلى الله عليه وسلم وفعله خلفاؤه الراشدون وهو المنقول عن أصحابه صلى الله عليه وسلم , فالسنة للمؤمن أن يفعل ذلك فى جميع الصلوات وهكذا المؤمنة...... كله مستحب وسنة وليس بواجب , ولو صلى ولم يرفع صحت صلاته اه}

تکبیر تحریمہ کہتے وقت، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے کے بعد، اور پہلے تشہد کے بعد

تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا سنت ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اس کا کرنا ثابت ہے۔ لیکن یہ واجب نہیں سنت ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہ کا اس پر عمل رہا ہے، پس ہر مومن مرد و عورت کو اپنی تمام نمازوں میں اسے اپنانا چاہیے۔۔۔ ۔۔۔لیکن یہ سب مستحب اور سنت ہے، واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے۔ (مجموع فتاویٰ بن باز: 11/ 156)

(6) نائب مفتی اعظم سعودی عرب محمد بن صالح العثیمین:

نائب مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ محمد بن صالح العثیمین کا کہنا ہے۔

{وهذا الرفع سنة، إذا فعله الإنسان كان أكمل لصلاته، وإن لم يفعله لا تبطل صلاته، لكن يفوته أجر هذه السنة"}

رفع الیدین کرنا سنت ہے، اسے کرنے والا انسان اپنی نماز مکمل ترین صورت میں ادا کرتا ہے اگر کوئی اسے چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن وہ اس سنت کے اجر سے محروم رہ جاتا ہے" (مجموع فتاویٰ ورسائل العثیمین: 13/ 169)

غیر مقلدین کا رفع یدین کو سنت مؤکدہ تسلیم کرنے سے انکار

غیر مقلدین کے عالم سے کسی نے سوال کیا کہ رفع یدین سنت مؤکدہ ہے یا نہیں تو انہوں نے اس کے جواب میں رفع یدین کے سنت ہونے کی دلیل کی بجائے علامہ ابن قیم کے حوالہ سے کہہ دیا کہ رفع یدین کرنے اور نہ کرنے والے پہ کوئی ملامت نہیں یہ سب اقسام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ (فتاوی علمائے اہلحدیث، جلد 3 صفحہ 151،152)

اگر رفع یدین سنت ہوتا تو غیر مقلد عالم تسلیم کر لیتا کہ رفع یدین سنت ہے لیکن اس کا تسلیم نہ کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ خود غیر مقلدین کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ رفع یدین سنت ہے یا نہیں؟ یہی فتوی محدث فتاویٰ پر بھی موجود ہے۔

(7) عبدالمنان نور پوری:

غیر مقلد عالم عبدالمنان نور پوری سے کسی نے سوال کیا تھا کہ رفع یدین فرض ہے یا سنت تو جواب دیا گیا کہ "فرض اور سنت کی وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی،،

(قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل، جلد 1،ص 179)

یہی فتوٰی غیر مقلدین کی ویب سائٹ محدث فتاوٰی پر بھی موجود ہے۔

(8) محمد رئیس ندوی:

غیر مقلد عالم محمد رئیس ندوی کا دعوی ہے کہ نماز میں رکوع کو جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا فرض وواجب ہے۔۔۔نہ کرنیوالے کی نماز باطل ہے (مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ: صفحہ 246)

رئیس ندوی صاحب نے اپنے اس دعوے پہ قرآن و حدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔دوسری طرف مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی اپنے فتاویٰ نذیریہ جلد 1 صفحہ 441 میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین میں جھگڑا کرنا تعصب اور جہالت کی بات ہے، کیونکہ آنحضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت ہیں، دلائل دونوں طرف ہیں۔اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونو مروی ہے۔ (فتاوٰی نذیریہ جلد 1 صفحہ 444)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین کرنا مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا (فتاوٰی ثنائیہ: 1/579)

غیر مقلد عالم عبدالمنان نور پوری سے کسی نے سوال کیا تھا کہ رفع یدین فرض ہے یا سنت تو جواب دیا گیا کہ "فرض اور سنت کی وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی"

(قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل، جلد 1،ص 179)

جبکہ غیر مقلد عالم عبدالغفار محمدی کے نزدیک نماز کے فرائض، سنن اور مستحبات وغیرہ سب بدعت ہیں (حنفیوں کے 350 سوالات: صفحہ 125)



ترک رفع الیدین

ابتدائی دور کے دو جلیل القدر امام یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جن دونوں کا دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے قریب کا ہے وہ صرف تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کو سنت مانتے ہیں جبکہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کو مکروہ کہتے ہیں جبکہ بعد کے دو امام یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جن کا دور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کافی بعد کا ہے تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کو بھی سنت کہہ کر اس پر عمل کرنے کے قائل ہیں۔

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے اور نہ کرنے سے متعلق سلف صالحین وائمہ محدثین کے مابین اختلاف ہے اور دور اول یعنی صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم سے اس میں اختلاف چلا آرہا ہے اور اس اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ رفع یدین کے بارے مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لہٰذا جس مجتہد نے اپنے دلائل کی روشنی میں جس صورت کو زیادہ بہتر وراجح سمجھا اس کو اختیار کیا اور کسی بھی مجتہد نے دوسرے مجتہد کے عمل واجتہاد کو باطل وغلط نہیں کہا اور یہی حال ان مجتہدین کرام کا دیگر اختلافی مسائل میں بھی ہے کہ باوجود اختلاف کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت وعقیدت واحترام کا رشتہ رکھتے تھے جیسا کہ گذشتہ سطور میں گذر چکا کہ امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں لیکن بہت سارے اجتہادی مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں حتیٰ کہ رفع یدین کے مسئلہ میں بھی دونوں استاذ وشاگرد کا اجتہاد مختلف ہے امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل نہیں ہیں اور دور اول سے لے کر آخر تک یہی حالت رہی، حتیٰ کہ ہمارے اس آخر زمانہ میں ہندوستان کے اندر کچھ نفوس پر مشتمل ایک جماعت نمودار ہوئی جس نے بڑے زور وشور سے ان اختلافی مسائل کو لے کر عوام الناس کو ان ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وعلماء احناف کے منہج وطریق سے ہٹانے کا بھرپور سلسلہ شروع کیا اور مختلف حیلوں بہانوں سے عوام کو یہ باور کرایا اور آج تک کرا رہے ہیں کہ احناف کی فقہ اور ان کا عمل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل مخالف ہے ان کا مشہور طریقہ

واردات اس بارے میں یہ ہوتا ہے کہ مثلاً ایک اختلافی مسئلہ میں وہ روایت عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کے ساتھ احناف بوجوہ استدلال نہیں کرتے اور اس مسئلہ میں احناف کی مستدل روایات کو جہالت یا ضد و تعصب کی وجہ سے پیش نہیں کرتے مثلاً رفع یدین کا مسئلہ لے لیں ایک عام آدمی کے سامنے حدیث پڑھتے ہیں کہ دیکھو حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور حنفی اس حدیث پر عمل نہیں کرتے لہٰذا ان کو چھوڑ دو اور اہل حدیث جماعت میں شامل ہو جاؤ جن کا مقصد صرف اور صرف حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنا ہے لہٰذا عموماً ایک عام ناواقف شخص جسے نہ قرآن و حدیث کے ناسخ و منسوخ کا پتہ ہے اور نہ ہی صحیح و ضعیف احادیث کے فرق کی کچھ خبر ہے، وہ اسی وسوسہ کو قبول کر کے ٹھوکر کھالیتا ہے، جیسا کہ معلوم ہے کہ مسئلہ رفع یدین سے متعلق علماء کرام کی مفصل و مختصر بہت ساری کتب موجود ہیں جن میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث و کلام موجود ہے لہٰذا میں اس مختصراً میں صرف ائمہ اربعہ کی آراء اور ائمہ احناف کے کچھ دلائل ذکر کروں گا تا کہ ایک عام آدمی کو معلوم ہو جائے کہ حنفی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کیوں نہیں کرتے اور ان کے پاس رفع یدین کے منسوخ ہونے کے کیا دلائل ہیں اور اثبات رفع الیدین کے دلائل کا تحقیقی جائزہ بھی پیش کیا جائے گا تا کہ حقیقت واضح ہو جائے۔

رفع یدین کرنے کی سب سے قوی روایت

رفع یدین کرنے کی روایات متعدد ہیں، مگر قائلین رفع کے نزدیک سب سے قوی ترین روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے جس کے الفاظ بخاری شریف میں یہ ہیں:

”عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ“

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور سجدہ میں آپ ایسا نہیں کرتے تھے“ (صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین: 1/102)

یہ حدیث رفع یدین کے سلسلہ میں سب حدیثوں سے قوی حدیث سمجھی گئی ہے۔

ترکِ رفع یدین کی سب سے قوی روایت

رفع یدین نہ کرنے کے بارے میں صحیح وصریح روایات پانچ ہیں ان میں سے ایک درج ذیل یہ ہے

”حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ“

ترجمہ: حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث ابن مسعود حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے صحابہ وتابعین میں اہل علم کا، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے“۔

(1) جامع ترمذی: 1/185 (2) سنن النسائی: 1/158

(3) سنن ابی داود: 1/116 (4) مشکوٰۃ المصابیح ناصر الدین البانی: رقم 809

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے، اور ابن حزم ظاہری (غیر مقلد عالم) نے اپنی مشہور کتاب ”المحلی“ میں صحیح کہا ہے مشہور غیر مقلد محدث ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے کچھ حضرات نے اس حدیث پر کلام کیا ہے مگر احمد محمد شاکر نے اس کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: ”یہ حدیث صحیح ہے، ابن حزم اور دیگر حفاظ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے، اور لوگوں نے اس کی تعلیل میں جو کچھ کہا ہے وہ علت (خرابی) نہیں ہے“۔ (حاشیہ جامع ترمذی: 2/41)

رفع یدین کا مسئلہ چونکہ معرکۃ الآراء ہے اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح مندرجہ بالا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر بھی کچھ لوگوں نے کلام کیا ہے، مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے جو علامہ ابن ہمام حنفی نے ہدایہ کی شرح میں تحریر فرمائی ہے۔

''ساری بحث کے بعد تحقیقی بات یہ ہے کہ دونوں روایتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں یعنی رکوع میں جاتے وقت ہاتھ اٹھانا اور نہ اٹھانا، لہٰذا تعارض کی وجہ سے ترجیح کی ضرورت پیش آئے گی''

''دونوں باتوں پر متواتر عمل ہو رہا ہے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے سے، اور اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ دونوں میں سے افضل کیا ہے؟''۔

روایات کس طرف زیادہ ہیں اور عمل کس طرف زیادہ ہے؟

واقعہ یہ ہے کہ رفع یدین کی روایات ترکِ رفع سے زیادہ ہیں، قائلین کہتے ہیں کہ ۵۰ پچاس صحابہ کرام سے رفع یدین کرنے کی روایات مروی ہیں، مگر یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں ان صحابہ کرام کو بھی شمار کرلیا گیا ہے جن سے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین مروی ہے، صحیح تعداد علامہ شوکانی غیر مقلد کی تصریح کے مطابق ۲۰ بیس ہے اور اس میں بھی نقد کی گنجائش ہے تحقیق کے مطابق بحث وتمحیص کے بعد اس سے بھی کم رہ جاتے ہیں اور ترکِ رفع یدین کی تصریح روایات بھی کافی ہیں۔

مگر عمل کی صورت اس سے بالکل مختلف ہے، مدینہ منورہ جو مہبطِ وحی ہے، اور کوفہ جو عساکر اسلام کی چھاؤنی ہے، اور جس میں ۵۰۰ پانچ سو صحابہ کرام کا رہائش پذیر ہونا ثابت ہے، ان دو شہروں کے بارے میں موافق ومخالف سب تسلیم کرتے ہیں کہ کوفہ میں تو کوئی بھی رفع یدین نہیں کرتا تھا، اور مدینہ منورہ میں اکثریت رفع یدین نہیں کرتی تھی، چنانچہ امام مالک جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، مجبور ہوئے کہ تعامل مدینہ کے پیش نظر ترکِ رفع یدین کو اختیار کریں اور باقی بلادِ اسلامیہ میں رفع یدین کرنے والے بھی تھے اور نہ کرنے والے بھی، اور یہ صورتِ حال اس لئے تھی کہ جو عمل جس قدر زیادہ رائج ہوتا ہے اس کے بارے میں روایات کم ہوجاتی ہیں، کیونکہ تعامل خود بہت بڑی دلیل ہے، اس کی موجودگی میں روایت کی چنداں ضرورت نہیں رہتی، اس لئے وہ بات بغیر کسی لیت ولعل کے تسلیم کرلینی چاہیئے جو علامہ ابن ہمام کے

حوالہ سے پہلے گذر چکی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے رفع بھی ثابت ہے اور عدم رفع بھی۔

اختلاف کی پہلی وجہ: مجتہدین ومحدثین کرام نے جب مختلف روایات اور قرونِ اولیٰ کے لوگوں کے عمل پر غور کیا تو دو نقطۂ نظر سامنے آئے

پہلا نقطۂ نظر: کچھ حضرات نے یہ سمجھا کہ رفع یدین تکبیر فعلی ہے یعنی تعظیم عملی ہے، اور نماز کے لئے زینت ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک موقع پر پوچھا گیا کہ رکوع میں جاتے ہوئے رفع یدین کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ "اس کی وہی حکمت ہے جو تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا، اور یہ ایک معمول بہا سنت ہے جس میں صواب کی امید ہے، اور جیسے صفا ومروہ پر اور دوسرے موقعوں پر رفع یدین کیا جاتا ہے" (نیل الفرقدین: ص ۴)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے رفع یدین کی حکمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ رفع یدین کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کے ذریعہ آدمی اپنی نماز کو مزین کرتا ہے۔

(نیل الفرقدین: ص ۵)

جن حضرات کا یہ نقطۂ نظر بنا انھوں نے رفع یدین کی روایات کو ترجیح دی، اور ان کو معمول بہا بنایا۔

دوسرا نقطۂ نظر: دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ رفع یدین کا مقصد تحرّم ہے جیسے سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنے کا مقصد تحلّل ہے، چنانچہ نماز کے شروع میں تحرّم قولی یعنی تکبیر تحریمہ اور تحرّم فعلی یعنی رفع یدین کو جمع کیا گیا ہے، تاکہ قول وعمل میں مطابقت ہو جائے، اس موقع کے علاوہ نماز کے درمیان تحرّم فعلی کے کوئی معنیٰ نہیں ہیں، بلکہ وہ محض ایک حرکت ہے اور حرکت نماز کے منافی ہے مسلم شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں، اس پر آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "کیا بات ہے کہ آپ لوگ ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہیں جیسے کہ وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دُمیں ہوں؟ آپ لوگوں کے لئے یہ کافی ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے ہوئے دائیں بائیں اپنے بھائیوں کو سلام کریں"۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث 970)

علاوہ ازیں ترمذی شریف کی روایت میں نماز کی حقیقت یہ بیان کی گئی ہے:

"نماز دو دو، دو دو رکعتیں ہیں یعنی ہر رکعت پر قعدہ ہے، اور فروتنی ہے، اور گڑگڑانا ہے، اور مسکین بننا ہے، اور آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے پروردگار کے سامنے اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں چہرے کی طرف ہوں اور آپ کہیں اے میرے رب! اے میرے رب! اور جس نے ایسا نہیں کیا وہ ایسا اور ایسا ہے (یعنی ناپسندیدہ بندہ ہے اور اس کی نماز ناقص ہے)۔" (جامع ترمذی: 1/51)

اس روایت میں نماز کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے وہ اس بابت کی مقتضی ہے کہ نماز میں زیادہ سے زیادہ سکون ہونا چاہیئے، اور نماز میں بار بار ہاتھ اٹھانا ظاہر ہے کہ اس مقصد کو فوت کرتا ہے۔ جن حضرات کا یہ نقطۂ نظر بنا انھوں نے ترکِ رفع یدین کی روایات کو ترجیح دی۔

اختلاف کی دوسری وجہ:

اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مجتہدین کے درمیان اس بات میں اختلاف ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا پہلا عمل کونسا تھا اور آخری عمل کونسا؟ یعنی رفع اصل ہے یا ترکِ رفع اصل ہے؟ کچھ حضرات کا خیال یہ ہے کہ پہلے رفع صرف تکبیر تحریمہ کے وقت تھا، پھر تدریجاً دوسری جگہوں میں بھی بڑھایا گیا اس کے بالمقابل دوسرا نقطۂ نظر اس سے بالکل مختلف ہے کہ پہلے نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا تھا، پھر تدریجاً اس کو ختم کیا گیا اور صرف تکبیر تحریمہ کے وقت باقی رہا، لہٰذا حضور اکرم ﷺ کا آخری عمل ترکِ رفع ہے یہی دوسرا نقطۂ نظر قرین صواب ہے کیونکہ احادیث کا اگر جائزہ لیا تو درج ذیل مواقع پر رفع یدین کرنے کا ذکر ملتا ہے اور ان ہی مواقع پر ترکِ رفع کا بھی ذکر ملتا ہے۔

(1) سلام پھیرتے وقت (صحیح مسلم، کمافی روایۃ حضرت جابر بن سمرۃ)

(2) سجدے میں جاتے وقت (سنن نسائی، کمافی روایۃ حضرت مالک بن حویرث)

(3) سجدے سے سر اٹھاتے وقت (یعنی دو سجدوں کے درمیان)

(سنن نسائی، کمافی روایۃ حضرت مالک بن حویرث)

(4) دونوں سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت (یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں

(سنن نسائی، کمافی روایۃ حضرت عبداللہ بن عباس) (سنن ابی داود، کمافی روایۃ حضرت وائل بن حُجر)

(5) ہر تکبیر اور ہر اونچ نیچ پر (سنن ابی داؤد، کمافی روایۃ حضرت وائل بن حُجر)

(سنن ابن ماجہ، کمافی روایۃ حضرت عبداللہ بن عباس، حدیث عُمَیر بن بن قتادہ حبیب ولفظہ یَرفَعُ یدیہ مع کل تکبیر)

(6) تیسری رکعت کے شروع میں (صحیح بخاری، کمافی روایۃ حضرت عبداللہ بن عمر)

(7) رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت

(صحیح بخاری، کمافی روایۃ حضرت عبداللہ بن عمر)

(8) صرف تکبیر تحریمہ کے وقت (جامع ترمذی، کمافی روایۃ حضرت عبداللہ بن مسعود)

(صحیح البخاری، کمافی روایۃ حضرت ابوحمید ساعدی)

رفع یدین کے یہ تمام مواقع احادیث کی کتابوں میں مروی ہیں، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ آج موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات صرف تین موقعوں پر رفع یدین کو فرض قرار دیتے ہیں حالانکہ بقول غیر مقلدین حضرات کے رفع یدین نماز کی زینت ہے اور باعثِ اجروصواب ہے تو پھر یہ حضرات صرف تین مقامات پر یہ زینت وصواب حاصل کیوں کرتے ہیں بقیہ مقامات پر کیوں نہیں لٰہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ یقیناً باقی جگہوں پر یہ حضرات بھی رفع یدین کو منسوخ ہی مانتے ہونگے، تب ہی تو ان جگہوں پر یہ بھی رفع یدین کرنا پسند نہیں کرتے یہ کسی کا کہنا کہ یہ ثابت نہیں ہے صرف ہٹ دھرمی ہے لٰہذا فی الجملہ نسخ تو ان حضرات نے بھی تسلیم کرلیا یعنی مذکورہ بالا سات جگہوں میں سے پانچ جگہوں میں قائلین رفع بھی نسخ تسلیم کرتے ہیں، اور آٹھویں جگہ یعنی تکبیر تحریمہ کے بارے میں تو سب کا اتفاق ہے کہ نسخ نہیں ہوا ہے

اب اختلاف صرف یہ ہے کہ رکوع میں جاتے، رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین معمول بہا ہے یا منسوخ؟

مذکورہ بالا تمام مباحثے کی روشنی میں معقول نقطۂ نظر صرف دو ہی ہو سکتے ہیں، یا تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین مانا جائے، باقی روایات کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ سب روایات صحیح ہیں مگر منسوخ ہوگئی ہیں، یا پھر رفع یدین کرنے کی تمام روایات کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے ہر تکبیر اور ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کیا جائے رفع یدین کی صرف چند ایک روایات کو لے کر درمیان

میں (یعنی رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے ہوئے) رفع یدین کرنا اور باقی تمام روایات کو چھوڑ کر دیگر مقامات پر رفع یدین ترک کر دینا کوئی معقول نقطہ نظر نہیں ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سمجھا کہ رفع یدین تدریجاً ختم کیا گیا ہے، اور آخر میں صرف ایک جگہ یعنی تکبیر اولیٰ کے وقت رہ گیا ہے، اور ان کا یہ سمجھنا زیادہ مدلل اور قابل قبول ہے کیونکہ مذاہب اربعہ کے دوسرے دو بڑے امام یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی فی الجملہ نسخ تسلیم کرتے ہیں اور ان کے ساتھ غیر مقلدین حضرات بھی اسی کے قائل ہیں

لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات کا نقطہ نظر قابل قبول نہیں ہے کیونکہ وہ ایک طرف نسخ بھی تسلیم کرتے ہیں، اور دوسری طرف آخری روایات بھی نہیں لیتے، بلکہ درمیانی مرحلہ کی ایک روایت لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی یہ بات کسی طرح معقول نہیں ہو سکتی اب میں انشاءاللہ صحیح احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات ثابت کرونگا کہ رفع یدین ابتداء اسلام میں نماز کی ہر اونچ نیچ اور سلام پھیرتے وقت کیا جاتا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب تک چاہا یہ عمل نماز میں کیا جاتا رہا، پھر یہ عمل منسوخ ہو گیا اور آہستہ آہستہ نماز میں اپنے ہر مقام سے ترک کر دیا گیا رفع یدین کی منسوخیت کو سمجھنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے ناسخ اور منسوخ کو سمجھنا پڑے گا کہ ناسخ و منسوخ کیا ہے، اور قرآن و حدیث میں یہ کس طرح سے بیان ہوا ہے۔

ناسخ اور منسوخ کی لغوی تعریف:

لغوی اعتبار سے نسخ کے دو معنیٰ ہیں ایک تو {ازالہ} ہے یعنی کسی چیز کو زائل کرنا جیسے سورج نے سائے کو زائل کر دیا دوسرا معنیٰ ہے کسی چیز کو نقل کرنا جیسا کہ اگر کسی کتاب میں سے کوئی بات نقل کی جائے تو کہا جائے گا کہ میں نے کتاب کو نسخ کر دیا ہے ناسخ، منسوخ کو زائل کر دیتا ہے یا پھر اسے منتقل کر دیتا ہے

ناسخ اور منسوخ کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاحی مفہوم میں شریعت کے ایک حکم کی جگہ دوسرا حکم جاری کرنے کا نام نسخ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ترجمہ: جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں، یا بھلا دیں تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر یا اسکے جیسی، کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ البقرہ: آیت 106)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نسخ کے معنیٰ بدل کے ہیں، مجاہد فرماتے ہیں مٹانے کے معنیٰ ہیں جو (کبھی) لکھنے میں باقی رہتا ہے اور حکم بدل جاتا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور ابو العالیہ اور محمد بن کعب قرظی سے بھی اسی طرح مروی ہے، ضحاک فرماتے ہیں بھلا دینے کے معنیٰ ہیں، عطا فرماتے ہیں چھوڑ دینے کے معنیٰ ہیں، سدی کہتے ہیں اٹھا لینے کے معنیٰ ہیں، جیسے آیت "الشیخ والشیخته اذا زنیا فارجمو هما البتته" یعنی زانی مرد و عورت کو سنگسار کر دیا کرو اور جیسے آیت "لو کان لابن ادم و ادیان من ذهب لابتغی لهما ثالثا" یعنی ابن آدم کو اگر دو جنگل سونے کے مل جائیں جب بھی وہ تیسرے کی جستجو میں رہے گا امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ احکام میں تبدیلی ہم کر دیا کرتے ہیں حلال کو حرام، حرام کو حلال، جائز کو ناجائز، ناجائز کو جائز وغیرہ امر و نہی، روک اور رخصت، جائز اور ممنوع کاموں میں نسخ ہوتا ہے ہاں جو خبریں دی گئی ہیں واقعات بیان کئے گئے ہیں ان میں رد و بدل و ناسخ و منسوخ نہیں ہوتا

نسخ کے لفظی معنیٰ نقل کرنے کے بھی ہیں جیسے کتاب کے ایک نسخے سے دوسرا نقل کر لینا اسی طرح یہاں بھی چونکہ ایک حکم کے بدلے دوسرا حکم ہوتا ہے اس لئے نسخ کہتے ہیں خواہ وہ حکم کا بدل جانا ہو خواہ الفاظ کا، علماء اصول کی عبارتیں اس مسئلہ میں گو مختلف ہیں مگر معنیٰ کے لحاظ سے سب قریب قریب ایک ہی ہیں نسخ کے معنیٰ کسی حکم شرعی کا پچھلی دلیل کی رو سے ہٹ جانا ہے۔ کبھی ہلکی چیز کے بدلے بھاری اور کبھی بھاری کے بدلہ ہلکی اور کبھی کوئی بدل ہی نہیں ہوتا ہے نسخ کے احکام اس کی قسمیں اس کی شرطیں وغیرہ ہیں اس کے لئے اس فن کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے تفصیلات کی بسط کی جگہ نہیں طبرانی میں ایک روایت ہے کہ "دو شخصوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سورت یاد کی تھی اسے وہ پڑھتے رہے ایک مرتبہ رات کی نماز میں ہر چند اسے پڑھنا چاہا لیکن یاد نے ساتھ نہ دیا گھبرا

کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ منسوخ ہو گئی اور بھلا دی گئی دلوں میں سے نکال لی گئی تم غم نہ کرو بے فکر ہو جاؤ"

(تفسیر ابن کثیر: 1/ 375،376 تحت البقرہ آیت 106)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ الشِّخِّيرِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَخُ حَدِيثُهُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ بَعْضًا

"سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہماری (بعض) احادیث بعض (احادیث) کو اس طرح منسوخ کرتی ہیں جیسا کہ منسوخ کرتا ہے قرآن کا بعض حصہ بعض کو"

[صحیح مسلم: 2/ 58 رقم 520]

لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ} " وَأَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ {إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ} " فَمَنْسُوخٌ بِالْإِجْمَاعِ (رد المحتار: 1/ 461)

اور امام نووی فرماتے ہیں" اِعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ مُجْتَمِعَةٌ الْآنَ عَلَى وُجُوبِ الْغُسْلِ بِالْجِمَاعِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِنْزَالٌ" (شرح مسلم للنووی: 4/ 36)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: یہ حکم، غسل انزال کے بعد ہی واجب ہوتا ہے ابتدائے اسلام میں آسانی کی وجہ سے تھا، پھر اسے منع فرما دیا گیا۔ (یعنی یہ حکم منسوخ قرار دے دیا گیا

اصولِ حدیث: ناسخ ومنسوخ احادیث کی پہچان کا طریقہ

ترجمہ: امام مسلم اس باب میں پہلے ان احادیث کو لائے ہیں جن میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنے کا حکم ہے، پھر ان احادیث کو لائے میں جن میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے

سے وضو کرنے کے ترک (چھوڑ دینے، وضو نہ کرنے) کا ذکر ہے، یہ عادت ہے امام مسلم اور ان کے علاوہ ائمہ حدیث (حدیث کے اماموں) کی کہ پہلے وہ ان احادیث کو لاتے ہیں، جن کو وہ منسوخ سمجھتے ہیں پھر ان کو (لاتے ہیں) جو ناسخ ہوتی ہیں۔ [شرح مسلم للنووی:2/66]

جن کتب میں صرف ایک قسم کی احادیث ہیں (مثلاً: صحیح بخاری) ان سے کسی کا ناسخ و منسوخ ہونا معلوم نہیں ہوگا، اس لئے ان کتب کو دیکھنا پڑے گا جن میں دونوں (منسوخ و ناسخ) قسم کی احادیث مروی ہوں (مثلاً: موطا امام محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن ترمذی، سنن نسائی، شرح معانی الآثار للطحاوی وغیرہ) جن میں پہلے رفع یدین کرنے کی روایات لائی گئی ہیں پھر ترکِ رفع یدین کی روایات لائی گئی ہیں۔

مندرجہ بالا بیان کردہ قرآن کی آیت اور احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بعض آیاتِ قرآنی نے بعض آیات کو منسوخ کر دیا، اسی طرح کتب احادیث میں موجود ایسی بہت سی احادیث ہیں جنھیں دوسری احادیث نے منسوخ کر دیا۔ یہاں یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ احادیث مبارکہ میں اگر کسی عمل کے کرنے کا حکم آیا ہے اور کسی دوسری حدیث سے اس عمل کے نہ کرنے کی دلیل ملتی ہے تو اس کا مطلب بعد والے حکم نے پہلے دیئے گئے حکم کو منسوخ کر دیا، کیونکہ جب تک کوئی عمل کیا نہ جائے تب تک اس کے کرنے سے روکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کے معاملے میں بھی ہمیں اسی قسم کی احادیث ملتی ہیں جن میں بعض احادیث سے اس کے کرنے کی دلیل ملتی ہے اور بعض سے اس کے نہ کرنے کی بھی دلیل ملتی ہے اور اس کے کرنے سے منع کرنے کی بھی، اب میں آپ کے سامنے احادیث مبارکہ کی روشنی میں رفع الیدین کے نسخ کے دلائل پیش کرتا ہوں جن کی بناء پر احناف رفع الیدین کو مکروہ عمل کہتے ہیں۔

قرآن مجید سے اختلافی رفع الیدین کی منسوخیت کی پہلی دلیل

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ"

ترجمہ: تحقیق وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے، جو اپنی نمازوں کو خشوع وخضوع سے ادا کرتے ہیں

(سورۃ المؤمنون:1،2)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ ثقہ تابعی بیان کرتے ہیں:

"خاشعون الذین لا یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ"

ترجمہ: خشوع وخضوع کرنے والے وہ لوگ ہیں جو نماز کی ابتداء میں صرف ایک بار رفع یدین کرتے ہیں (1) تفسیر سمرقندی: 3/ 175 (2) تفسیر القرآن للطبرانی: تحت آیت سوۃ المومنون: 2

یعنی بار بار رفع یدین کرنا نماز میں خشوع وخضوع کے منافی ہے، اس لیئے صرف ایک بار شروع میں ہی رفع یدین کرنا چاہیے اس کے بعد رکوع وسجود کے وقت رفع یدین کرنا درست نہیں سوائے تکبیر اولیٰ کے، اسی آیت کے بیان میں امام بیہقی رحمہ اللہ نماز میں خشوع وخضوع کا باب رقم کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جماع ابواب الخشوع فی الصلوٰۃ والاقبال علیہا: قال اللہ جل ثناؤہ، قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون... عن جابر بن سمرۃ... قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن رافعی ایدینا فی الصلوٰۃ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ

ترجمہ: "نماز میں خشوع وخضوع کرنے کا بیان، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تحقیق وہ ایماندار فلاح پاگئے جو اپنی نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے (ہم نماز پڑھ رہے تھے) فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں شمس قبیلے کے شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں نماز میں سکون سے رہا کرو" (السنن الکبریٰ للبیہقی: 2/ 280 رقم 3661)

سورۃ المومنون کی تفسیر پر جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا بیان اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا اسی آیت کی وضاحت میں حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنا رفع الیدین کی منسوخیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

غیر مقلدین حضرات حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث پر یہ کہتے ہیں حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث رفع عند السلام سے متعلق ہے غیر مقلدین حضرات کی یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے اس باب میں دو احادیث رقم ہیں، ایک حدیث میں سلام کے رفع یدین کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں سلام کا کوئی ذکر نہیں، امام بیہقی نے سورۃ المؤمنوں کی تفسیر میں بیان کیا ہے دونوں احادیث کی سند اور متن ملاحظہ فرمائیں۔

(1) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ "مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلاَةِ" حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے (ہم نماز پڑھ رہے تھے) فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں شمس قبیلے کے شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں نماز میں سکون سے رہا کرو"

(صحیح مسلم: 2/29 رقم 996 باب امر بالسکون فی الصلوٰۃ)

اس حدیث سے 39 محدثین نے نسخ کا استدلال کیا ہے دیکھئے راقم کی کتاب سنت امام القبلتین فی ترک رفع الیدین

(2) وَحَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ فُرَاتٍ، يَعْنِي الْقَزَّازَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا السَّلاَمُ عَلَيْكُمُ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ

فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يُومِئُ بِيَدِهِ:

''حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے تو نماز کے ختم پر دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے یہ ملاحظہ فرما کر جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرو''

(صحیح مسلم:2/29رقم 998)

چونکہ دونوں احادیث میں ''كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ '' کا فقرہ آگیا ہے جس کی وجہ سے غیر مقلدین حضرات کا ذہن اس طرف منتقل ہوگیا ہے کہ یہ دونوں احادیث ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں، لیکن جو شخص ان دو حدیثوں کے سیاق وسباق پر غور کرے گا تو اسے یقیناً یہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہوگی کہ یہ دونوں احادیث الگ الگ واقعہ سے متعلق ہیں اور ان دونوں کا مضمون ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے دونوں احادیث کی سند اور متن میں زمین وآسمان کا فرق ہے، لہٰذا ان دونوں احادیث کو ایک کہنا اور دونوں احادیث سے ایک ہی مسئلہ اخذ کرنا عقل سے بالاتر ہے دونوں احادیث میں فرق ملاحظہ فرمائیں:

(1) پہلی حدیث میں ہے کہ ہم اپنی نماز میں مشغول تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے۔

(2) پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا اور اس پر نکیر فرمائی اور دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے تھے جس پر رسول اللہ ﷺ نے نکیر فرمائی۔

(3) پہلی حدیث میں آپ ﷺ نے نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے دائیں بائیں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرنے سے منع فرمایا۔

(4) دونوں احادیث الگ الگ سندوں سے مذکور ہیں اس لئے دونوں حدیثوں کو جن کا الگ الگ مخرج ہے الگ الگ واقعہ ہے الگ الگ حکم ہے، ایک ہی واقعہ سے متعلق کہہ کر دل کو تسلی

دینا کسی بھی لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔

مزید اس حدیث مبارکہ پر جو یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں محدثین کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث تشہد کے بارے ہے یہ اشکال بالکل غلط ہے، کیونکہ کسی محدث کا کسی حدیث کو کسی باب کے تحت نقل کرنا، یہ محدث کی اپنی ذاتی رائے اور تحقیق ہے جس سے اختلاف کیا جاسکتا ہے اس کا یہ معنیٰ نہیں ہوتا کہ اس حدیث کا وہی مطلب نکلتا ہے جو وہ محدث بیان کر رہا ہے، بعض مرتبہ ایک محدث کسی روایت کو ایک باب کے تحت نقل کرتا ہے اور دوسرا محدث اسی حدیث کو کسی دوسرے عنوان کے تحت لکھتا ہے یہ بات علم حدیث کے ایک عام طالب علم سے بھی پوشیدہ نہیں ہے یہی بات حدیث مذکورہ کے متعلق بھی ہے کیونکہ اس حدیث (جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ والی روایت) کو اگر بعض محدثین نے تشہد وغیرہ کے باب میں نقل کیا ہے تو کیا ہوا کئی دوسرے محدثین نے اسے خشوع وخضوع، نماز میں سکون اور حرکت نہ کرنے کے عنوان کے تحت بھی نقل کیا ہے اور اسے رفع یدین نہ کرنے کی بھی دلیل بنایا ہے۔ مثلاً:

(1) امام بخاری ومسلم کے استاذ امام ابن ابی شیبہ نے اسے ''من کرہ رفع الیدین فی الدعا'' کے تحت لکھا ہے

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2/370 طبع ملتان، 2/231 رقم 8447 مطبوعہ الریاض دوسرا نسخہ)

(2) امام سراج نے اسے ''باب فی السکون فی الصلوٰۃ'' میں نقل کیا ہے۔

(مسند سراج: ص 242، 243 رقم 729، 730)

(3) امام بیہقی نے اسے ''باب الخشوع فی الصلوٰۃ والاقبال علیہا'' کے تحت ''باب الخشوع فی الصلوٰۃ'' میں درج کیا ہے۔ (سنن کبریٰ: 2/280 رقم 3661)

(4) امام ابوعوانہ نے اسے ''بیان النہی عن الاختصار فی الصلوٰۃ وایجاب الانتصاب والسکون فی الصلوٰۃ الا لصاحب العذر'' کے تحت لکھا ہے۔ (مسند ابی عوانہ: 1/419 رقم 1552)

(5) غیر مقلد عالم شوکانی نے اسے رفع یدین نہ کرنے کی روایات میں نقل کیا ہے۔

(نیل الاوطار: 2/188 باب رفع الیدین وبیان صفتہ ومواضعہ)

(6) امام بخاری کی طرف منسوب کتاب ''جزء رفع الیدین'' سے ثابت ہے کہ اسے ''رفع یدین'' نہ

کرنے کی دلیل اس دور میں بھی بنایا گیا تھا۔(ملاحظہ ہو:ص 32,طبع گرجاکھی کتب خانہ گوجرانوالہ)

(7)ابن حجر عسقلانی نے بھی اس روایت کو رفع یدین نہ کرنے کی روایات میں ذکر کر کے اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ ان کے زمانے یا اس سے بھی قبل کے لوگوں نے اس روایت سے رفع یدین نہ کرنا مراد لیا ہے۔ (تلخیص الحبیر:1/221)

(8)علامہ نووی کے عمل سے بھی یہ بات ظاہر ہے ملاحظہ فرمائیے

(المجموع شرح المہذب:3/400،السندھی علی النسائی:1/176)

(9) امام ابن حبان نے اس حدیث کو"ذکر مایستحب للمصلی رفع الیدین عند قیامہ من الرکعتین من صلوٰتہ"میں درج کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان:5/198رقم1879)

(10)ابو محمد عبدالحق الاشبیلی(م581ھ)نے،،الامر بالسکون فی الصلوٰۃ،،کے تحت نقل کیا ہے (الاحکام الشرعیہ للاشبیلی:2/182)

اگر بالفرض دونوں مواقعوں کی احادیث کو ایک تسلیم کرلیا جائے تب بھی سلام کے وقت کے رفع یدین پر دیگر مواقع کے رفع یدین کو قیاس کیا جاسکتا ہے، کیونکہ جب سلام کے وقت رفع یدین نماز کے منافی ہے اور سکون کو ختم کرنے والا ہے تو دوسرے مواقع میں رفع یدین کا حال بھی یہی ہوگا،لہٰذا سب کا ایک ہی حکم ہوگا،اس لئے یہ روایت علاوہ دیگر قرائن کے نسخ کی واضح دلیل ہے۔

غیر مقلدین حضرات کے اشکالات کے جوابات

پہلا اشکال: غیر مقلدین حضرات حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے رفع یدین کی منسوخیت کے ثبوت پر یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ"اس حدیث کے حکم سے تو دیگر مقامات کے رفع یدین سمیت تکبیر اولیٰ کا رفع یدین بھی منسوخ ہو جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سکون سے رہنے کا حکم دیا ہے اور رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے،تو پھر حنفی حضرات تکبیر اولیٰ کا رفع یدین کیوں کرتے ہیں"؟

جواب: تمام غیر مقلدین حضرات سے گزارش ہے کہ وہ حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ"نماز میں سکون سے رہا کرو"یعنی نماز کے اندر سکون سے

رہنے کا حکم ہے جبکہ جس وقت نمازی تکبیر اولیٰ کہتے ہوئے رفع یدین کر رہا ہوتا ہے اس وقت وہ نماز میں داخل ہی نہیں ہوا ہوتا جب تک کہ نمازی اللہ اکبر کا حرف زبان سے ادا نہیں کر لیتا، تب تک وہ نماز میں داخل نہیں ہوتا اور تب تک اس پر دیگر حلال اشیاء حرام نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کا رفع یدین اس حکم میں داخل نہیں کیونکہ وہ نماز کے اندر والے رفع یدین میں نہیں بلکہ نماز کے باہر والے رفع یدین میں آتا ہے اس کی دلیل ہمیں ذیل میں پیش کردہ حدیث سے ملتی ہے۔

''حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ.'

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی کلید صرف وضو ہے اور اس کا تحریمہ صرف اللہ اکبر کہنا ہے اور نماز سے صرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ ہی سے نکلا جا سکتا ہے''۔

(1) سنن ابوداؤد: 1/22 رقم 61 (2) جامع ترمذی: 1/8 رقم 3

(3) سنن ابن ماجہ: 1/183 رقم 275 (4) مسند احمد: 1/123 رقم 1006

دوسرا اشکال: غیر مقلدین حضرات حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے رفع یدین کی منسوخیت کے ثبوت پر یہ اشکال بھی کرتے ہیں ''کہ اس حدیث کے حکم سے تو نمازِ عیدین میں کہی جانے والی چھ زائد تکبیرات کے رفع یدین اور نمازِ وتر میں دعاء قنوت سے پہلے کیا جانے والا رفع یدین بھی منسوخ ہو جاتا ہے تو پھر حنفی حضرات ان نمازوں میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں؟''

جواب: میری اس بات سے تو تمام غیر مقلدین حضرات بھی اتفاق کریں گے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نمازِ پنجگانہ کے بارے میں ہے کسی خاص نماز (یعنی نمازِ عیدین یا نمازِ وتر) کے بارے میں نہیں یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین نے اس حدیث کو باب الصلاۃ میں رقم کیا ہے باب الصلاۃ العیدین یا باب الصلاۃ الوتر میں نہیں لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول اکرم ﷺ نے

یہ حکم نمازِ پنجگانہ (یعنی پانچ فرض نمازوں کے ساتھ پڑھی جانی والی نمازوں) کے بارے میں ہے کسی خاص نماز (یعنی نمازِعیدین یا نمازِ وتر) کے بارے میں نہیں، دوسری بات یہ کہ احناف نماز میں جن مواقعوں (یعنی رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدے میں جاتے اور اٹھتے وقت، دونوں سجدوں کے درمیان، دوسری رکعت کے شروع میں، تیسری رکعت کے شروع میں اور سلام پھیرتے وقت) کے رفع یدین کو منسوخ مانتے ہیں ان تمام مواقعوں پر رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے اور نہ کرنا بھی ثابت ہے جبکہ اس کے برعکس نمازِ عیدین اور نمازِ وتر میں جن مواقعوں پر احناف رفع یدین کرتے ہیں ان مواقعوں پر رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کرنے کی دلیل تو ملتی ہے لیکن نہ کرنے کی نہیں ملتی اسی لئے ہم (احناف) ان مواقعوں پر رفع یدین کرتے ہیں تیسری بات یہ کہ نمازِ عیدین میں نہ اذان دی جاتی ہے اور نہ اقامت (تکبیر) کہی جاتی ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی عام نمازوں سے مختلف ہے لہٰذا اس کو نمازِ پنجگانہ سے مشابہت دینا اور اس کے حکم کا اطلاق کرنا عقل سے بالاتر ہے۔

نماز دراصل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور نماز کا کوئی ذکر کے بغیر نہیں، ملاحظہ فرمائیے

{إِنَّنِي أَنَا اللهُ} يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ: إِنَّنِي أَنَا الْمَعْبُودُ الَّذِي لاَ تَصْلُحُ الْعِبَادَةُ إِلاَّ لَهُ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنَا فَلاَ تَعْبُدْ غَيْرِي. فَإِنَّهُ لاَ مَعْبُودَ تَجُوزُ أَوْ تَصْلُحُ لَهُ الْعِبَادَةُ سِوَايَ {فَاعْبُدْنِي} يَقُولُ: فَأَخْلِصِ الْعِبَادَةَ لِي دُونَ كُلِّ مَا عُبِدَ مِنْ دُونِي. {وَأَقِمِ الصَّلاَةَ لِذِكْرِي}. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ التَّأْوِيلِ فِي تَأْوِيلِ ذَالِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعْنَى ذَالِكَ: أَقِمِ الصَّلاَةَ لِي فَإِنَّكَ إِذَا أَقَمْتَهَا ذَكَرْتَنِي. ذِكْرُ مَنْ قَالَ ذَالِكَ:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى، وَحَدَّثَنِي الْحَارِثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ: {أَقِمِ الصَّلاَةَ لِذِكْرِي} قَالَ: إِذَا صَلَّى ذَكَرَ رَبَّهُ.

حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ

مُجَاهِدٍ، قَوْلُهُ {وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي} قَالَ: إِذَا ذَكَرَ عَبْدٌ رَبَّهُ.

(تفسیر الطبری:16/ 32،31)

نماز میں کی جانے والی جن رفع الیدین کے ساتھ بھی کوئی ذکر نہ تھا اسی لئے اسے گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی تکبیر تحریمہ کہتے وقت "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے یہ صرف اسی کے لئے ہے اس وقت اور کوئی دوسری حرکت نہیں کی جاتی، وتر کی قنوت کی رفع الیدین میں بھی "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے یہ صرف اسی کے لئے ہے اس وقت اور کوئی دوسری حرکت نہیں کی جاتی، عیدین کی رفع الیدین میں بھی "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے یہ صرف اسی کے لئے ہے اس وقت اور کوئی دوسری حرکت نہیں کی جاتی، اللہ اکبر ذکر ہے اور یہ ذکر ان تمام رفع الیدین کے وقت مسنون ہے جو رفع الیدین ممنوع ہوئیں ان کے لئے مخصوص ذکر موجود نہ تھا۔

نوٹ: کسی کو اس بات سے دھوکہ نہ ہونا چاہئے کہ رکوع جاتے ہوئے بھی تو اللہ اکبر کہا جاتا ہے تو یہ بغیر ذکر کیسے ہوا یاد رہے کہ یہ ذکر اللہ اکبر رکوع کی حرکت کے لئے ہے نہ کہ رفع الیدین کے لئے اسی طرح رکوع سے اٹھتے وقت "سمع اللہ لمن حمدہ" رکوع سے قیام کی طرف حرکت کے لئے ہے نہ کہ رفع الیدین کے لئے اسی طرح تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت کی تکبیر قیام کے لئے کی جانے والی حرکت کے لئے ہے نہ کہ رفع الیدین کے لئے، یہ کہنا کہ تشبیہ صحیح نہیں ہے کسی انسان کے سامنے سجدہ ریز ہونا اسلام میں قبیح عمل ہے قرآنِ پاک سورہ یوسف میں ہے کہ برگزیدہ نبی یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا، کیا ان کے اس فعل کو نعوذ باللہ قبیح کہا جاسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں کیوں؟ اس لئے کہ اس وقت سجدہ تعظیمی جائز تھا اس لئے قبیح بھی نہ تھا منع کے بعد اس کا فاعل قبیح عمل کا مرتکب کہلائے گا اسی طرح جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک عمل میں لاتے رہے وہ احسن تھا جب چھوڑ دیا تو اب اس کا فاعل قبیح عمل کا مرتکب کہلائے گا کہ یہ مخالفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ باریکی کی باتیں جو ہر کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کرتیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ کی مدح ایسے ہی نہیں کی صحابہ کا سلام کے وقت اشارہ کرنا اور اس کا ممنوع ہونا، دراصل یہ فعل پہلے خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا بعد میں جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوڑ دیا تو اس کا کرنا درست نہ تھا اس لئے تشبیہ دے کر منع فرما دیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ لِيُصَلِّيَ فِيهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالٌ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُ صُهَيْبًا وَكَانَ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ: قال الشيخ الألباني: صحيح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے لیے داخل ہوئے کچھ لوگ آئے، آپ کو سلام کہنے لگے میں نے صہیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیونکہ وہ آپ کے ساتھ تھے، کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، جب آپ کو سلام کہا جاتا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے ناصر الالبانی نے اسے صحیح کہا

(سنن النسائی: 3/5 رقم 1183 بَابُ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ)

تسلیم میں بھی "سلام" کے صیغہ کے ساتھ رفع الیدین ہے اور اس میں بھی "سلام" کے صیغہ کے ساتھ رفع الیدین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول (جو آپ کو بھی مسلم ہے کہ اہل حدیث کہلانے والوں کی اکثر نماز کی کتب کے سرورق پر یہ اصول لکھا ہوتا ہے) کہ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو صحابہ کرام کا سلام کے وقت رفع الیدین کرنا ثابت ہے سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام نے یہ کہاں سے اخذ کیا؟ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر ہی کیا ہے

چوتھی بات یہ کہ ہم (احناف) نمازِ عیدین اور نمازِ وتر میں جن مقامات پر رفع یدین کرنے کے قائل ہیں وہ نمازِ پنجگانہ میں کیے جانے والے رفع یدین کے مقامات سے بالکل الگ ہیں لہٰذا اگر ہم نمازِ عیدین اور نمازِ وتر میں ان مقامات پر رفع یدین کے قائل ہوتے جن مقامات پر منسوخ سمجھتے ہیں تو اعتراض کی صورت بنتی تھی لیکن جب ہم ان نمازوں میں بھی ان مقامات پر رفع یدین کے قائل نہیں تو پھر اعتراض کس بات کا؟

دعاءِ قنوت میں رفع یدین کرنا صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، فتاویٰ علمائے

حدیث دعاء۔

قنوت میں رفع یدین کرنا صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے چنانچہ اسود سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دعائے قنوت میں سینہ تک اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تھے اور ابوعثمان نہدی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں ہمارے ساتھ دعاء قنوت پڑھتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں بازو ظاہر ہوجاتے اور خلاص سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس کو دیکھا کہ نماز فجر کی دعاء قنوت میں اپنے بازو آسمان کی طرف لمبے کرتے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ماہِ رمضان میں دعاء قنوت کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور ابوقلابہ اور مکحول بھی رمضان شریف کے قنوت میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور ابراہیم سے قنوت وتر سے مروی ہے کہ وہ قراۃ سے فارغ ہوکر تکبیر کہتے اور ہاتھ اٹھاتے پھر دعائے قنوت پڑھتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے اور روایت ہے وکیع سے وہ روایت کرتا ہے محل سے وہ ابراہیم سے کہ ابراہیم نے محل کو کہا کہ قنوت وتر میں یوں کہا کرو اور وکیع نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے قریب تک اٹھا کر بتلایا اور کہا کہ پھر چھوڑ دیوے ہاتھ اپنے عمر بن عبدالعزیز نے نماز صبح میں دعاء قنوت کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور سفیان سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کو دوست رکھتے تھے کہ وتر کی تیسری رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھ کر پھر تکبیر کہے اور دونوں ہاتھ اٹھاوے پھر دعائے قنوت پڑھے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ قنوت میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاوے کہا ہاں مجھے یہ پسند آتا ہے ابوداؤد نے کہا کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا اسی طرح شیخ احمد بن علی المقریزے کی کتاب مختصر قیام اللیل میں ہے اور ابو مسعود اور ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی ان قاریوں کے بارے میں جو معونہ کے کنوئیں میں مارے گئے قنوت وتر میں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مروی ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں پر جنھوں نے قاریوں کو قتل کیا تھا ہاتھ اٹھا کر بددعاء کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایسے ہی بیہقی کی کتاب مسمیٰ معرفت میں ہے۔ حررہ عبدالجبار الغزنوی عفی عنہ

(فتاویٰ غزنویہ: ص ۵۱) (فتاویٰ علمائے حدیث: جلد ۴ ص ۲۸۳)

سلام پھیرتے وقت رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل

وَحَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ فُرَاتٍ، يَعْنِي الْقَزَّازَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا السَّلاَمُ عَلَيْكُمُ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ "مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلاَ يُومِئْ بِيَدِهِ:

بعض غیر مقلدین حضرات مندرجہ بالاحدیث پر یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ،"صحابہ کرام نماز میں سلام پھیرتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا کرتے تھے رفع یدین نہیں جو کہ خطا پر مبنی تھا جس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو ایسا کرنے سے منع فرمایا"

جواب: غور طلب بات یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام سلام پھیرتے ہوئے ہاتھ سے صرف اشارہ کیا کرتے تھے رفع یدین نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسا اشارہ تھا جس کو نبی کریم ﷺ نے شریر گھوڑوں کی ہلتی ہوئی دُموں سے تشبیہ دی؟ لگتا ہے غیر مقلدین حضرات نے کبھی گھوڑے کی ہلتی ہوئی دُم نہیں دیکھی اس لئے انھیں گھوڑے کی ہلتی ہوئی دُم کی باقاعدہ منظر کشی کر کے سمجھانا پڑے گا کہ جب گھوڑا دُم ہلاتا ہے تو اپنے دائیں اور بائیں جانب دُم کو گھڑی کے پینڈولم کی طرح ہلاتا ہے اب آپ خود یہ تجربہ کر کے دیکھ سکتے ہیں کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو باری باری اس انداز میں اٹھائیں کہ جیسے گھوڑے کی دُم ہلتی ہے یا گھڑی کا پینڈولم ہلتا ہے تو آپ کو اس بات کا باآسانی مشاہدہ ہو جائے گا کہ ایسا کرنا عین رفع یدین کرنے کے مشابہ ہے عربی میں 'رفع' کا مطلب اٹھانا اور 'ید' کا مطلب ہاتھ کے ہیں اور 'یدین' تثنیہ کا صیغہ ہے یعنی کہ دونوں ہاتھ، اب اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرے تو بھی رفع یدین کا ہی مطلب نکلتا ہے دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اس عمل کو خطا (غلطی) کہنا بہت بڑی حماقت ہے کیونکہ صحابہ کرام جو عمل نبی ﷺ کو نماز میں کرتے دیکھتے تھے ویسے ہی خود بھی کیا کرتے تھے اور حدیث کے الفاظ بتارہے ہیں کہ صحابہ کرام رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ جب نماز پڑھتے تو نماز کے ختم پر دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ کرام کی پوری جماعت خود سے نماز میں کوئی ایسا عمل شروع کردے جسے آپ ﷺ نے کبھی نہ کیا ہو

سجدے میں جاتے وقت رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل

سب سے پہلے میں وہ منسوخ احادیث پیش کرونگا جن سے سجدے میں جاتے وقت رفع یدین کرنے کی دلیل ملتی ہے پھر اس کے نسخ کی احادیث پیش کرونگا جس سے اس موقع پر رفع یدین نہ کرنے کی دلیل ملتی ہے۔

(1) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلاَتِهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ

(قال الالبانی صحیح)

"حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے نماز میں (یعنی نماز شروع کرتے وقت) اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اٹھایا کانوں کی لو تک" البانی نے کہا صحیح ہے

(سنن نسائی:2/205، باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ، رقم 1085)

(2) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالاَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم . يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلاَةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلاَةَ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے دیکھا، جب نماز شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب سجدہ

کرتے“ (سنن ابن ماجہ:2/41،رقم860)

(3)حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں رفع الیدین کرتے تھے“ (مصنف ابن ابی شیبہ:1/58رقم2452)

اس روایت کو ناصر الدین البانی نے، ارواء الغلیل:2/68میں صحیح کہا ہے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سجدوں میں رفع الیدین کرنے سے متعلق صحیح ترین روایت سنن نسائی کی ہے اس کے بعد سنن نسائی کی روایت نقل کی، اس حدیث کو البانی نے ”صحیح نسائی“ میں بھی نقل کیا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث میں سجدے میں جاتے ہوئے رفع یدین کرنا اور ذیل میں پیش کردہ صحیح بخاری کی احادیث میں عین اس موقع پر (یعنی سجدے میں جاتے ہوئے) رفع یدین نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے سجدے میں جاتے ہوئے رفع یدین کیا جاتا تھا اور بعد میں اس موقع پر رفع یدین کرنا ترک کر دیا گیا ذیل میں رقم احادیث میں سجدہ میں جاتے ہوئے رفع یدین کی لفظ ”لا“ سے نفی و منع اور نسخ و ترک ثابت ہے جو کہ رفع یدین کی منسوخیت کی واضح دلیل ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ أَيْضًا وَقَالَ "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ:

”ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے ابن شہاب زہری سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک

اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے (رفع یدین کرتے) اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے تھے سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے“۔

(صحیح البخاری: 1/187 رقم الحدیث ۷۳۵)

سجدے سے سر اٹھاتے وقت (یعنی دو سجدوں کے درمیان) رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل

سب سے پہلے میں وہ منسوخ احادیث پیش کرونگا جن سے سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کی دلیل ملتی ہے پھر اس کے نسخ کی احادیث پیش کرونگا جس سے سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرنے کی دلیل ملتی ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، الْمَعْنَى قَالاَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ كَثِيرٍ، يَعْنِي السَّعْدِيَّ قَالَ صَلَّى إِلَى جَنْبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الأُولَى فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ فَقُلْتُ لِوُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ فَقَالَ لَهُ وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَ أَحَدًا يَصْنَعُهُ فَقَالَ ابْنُ طَاوُسٍ رَأَيْتُ أَبِي يَصْنَعُهُ وَقَالَ أَبِي رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ وَلاَ أَعْلَمُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَصْنَعُهُ ”جناب نضر بن کثیر یعنی سعدی نے بیان کیا کہ جناب عبداللہ بن طاوس (تابعی) نے مسجد خیف میں میرے پہلو میں نماز پڑھی وہ جب پہلا سجدہ کر لیتے اور اس سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے کے سامنے اُٹھاتے مجھے ان کا یہ عمل منکر (عجیب اور غلط) محسوس ہوا تو میں نے وہیب بن خالد کو ان کا یہ عمل بتایا جناب وہیب نے ان سے کہا کہ آپ ایسا کرتے ہیں جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا تو عبداللہ بن طاوس نے کہا: میں نے اپنے والد کو یہ کرتے دیکھا اور میرے والد نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کو یہ کرتے دیکھا اور میں نہیں جانتا مگر انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ وہ یہ کرتے تھے“

(سنن ابی داود: 1/269 رقم 740 بتحقیق البانی)

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دوسجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے"

(مصنف ابن ابی شیبہ: 1/116 رقم 2815)

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الأُولَى

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب پہلے سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے"

(مصنف ابن ابی شیبہ: 1/116 رقم 2816)

مندرجہ بالا احادیث میں دوسجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا اور ذیل میں پیش کردہ صحیح مسلم کی احادیث میں عین اس موقع پر (یعنی سجدوں سے سر اٹھاتے ہوئے) رفع یدین نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کیا جاتا تھا اور بعد میں اس موقع پر رفع یدین کرنا ترک کر دیا گیا ذیل میں رقم احادیث میں دوسجدوں کے درمیان رفع یدین کی لفظ "لا" سے نفی ومنع اور نسخ وترک ثابت ہے جو کہ رفع یدین کی منسوخیت کی واضح دلیل ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، - وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلاَ يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین نہیں

کرتے تھے“۔ (صحیح مسلم،2/6رقم 887باب...لَا یَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ)

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ:

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈھوں تک اٹھا کے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے یعنی رفع یدین سجدوں کے درمیان نہ کرتے“ (صحیح مسلم:2/6رقم 888باب...لَا یَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنِ عُيَيْنَةَ،عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

”رسول اللہ ﷺ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے“

(مصنف ابن ابی شیبہ:1/116 رقم 2814 باب فی رفع الیدین بین السجدتین)

سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت (یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں) رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل

سب سے پہلے میں وہ منسوخ احادیث پیش کرونگا جن سے سجدوں سے کھڑے ہوتے ہوئے (یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں) رفع یدین کرنے کی دلیل ملتی ہے پھر اس کے نسخ کی احادیث پیش کرونگا جس سے سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین نہ کرنے کی دلیل ملتی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بِن صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَن عَبْدَ اللهِ بِن عُمَر كَانَ إِذَا اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَالَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَ

إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ:

"نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور کہا کہ جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے (دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں)"

(جزرفع الیدین للبخاری: ص 73 رقم 51)

مندرجہ بالا احادیث میں سجدوں سے کھڑے ہوتے ہوئے رفع یدین کرنا اور ذیل میں پیش کردہ احادیث میں عین اس موقع پر (یعنی سجدوں سے کھڑے ہوتے ہوئے) رفع یدین نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے سجدوں سے کھڑے ہوتے ہوئے بھی رفع یدین کیا جاتا تھا اور بعد میں اس موقع پر رفع یدین کرنا ترک کر دیا گیا ذیل میں رقم احادیث میں سجدوں سے کھڑے ہوتے ہوئے رفع یدین کی لفظ "لا" سے نفی و منع اور نسخ و ترک ثابت ہے جو کہ رفع یدین کی منسوخیت کی واضح دلیل ہے۔

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ الدَّاوُدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا رِزْقُ اللهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ نَحْوَ صَدْرِهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُهُ بَعْدَ ذَالِكَ"

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور اس کے بعد (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کرتے تھے" (ناسخ ومنسوخ من الحدیث لابن شاہین بَابٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ص 233)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَهُمَا كَذَلِكَ

فَيَرْكَعُ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے برابر آجاتے پھر [اللہ اکبر] کہتے اور انہیں ویسے ہی اُٹھاتے اور رکوع کرتے پھر جب اپنی کمر اُٹھانا چاہتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے برابر آجاتے پھر کہتے [سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] اور سجدوں میں اپنے ہاتھ نہ اُٹھاتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی نماز پوری ہو جاتی'' (سنن ابو داود: 1/263 رقم 722)

غیر مقلدین حضرات کے اشکالات کے جوابات

موجودہ دور کے تقریباً تمام غیر مقلدین حضرات اس پُرفتن دور کے اپنے ایک عالم زبیر علی زئی صاحب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اپنے ہی جید عالم و محدث علامہ ناصر الدین البانی کی تحقیق اور فتویٰ علماء اہلحدیث تک کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے سجدوں کی رفع یدین کی تمام احادیث پر ضعیف ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی سنن نسائی کی حدیث میں راوی (شعبہ) کے نام کی غلطی کی وجہ سے یہ حدیث تدلیس سعید کی بنا پر ضعیف ہے اور اپنے اس اعتراض پر گواہی بھی ان لوگوں سے پیش کرتے ہیں جن کو یہ مقلد و مشرک کہہ کر ان پر گمراہ ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں حضرت مالک بن حویرث کی سجدوں میں رفع الیدین والی سب سے قوی حدیث کو غیر مقلدین حضرات زبیر علی زئی صاحب کی تعصبانہ و احمقانہ تحقیق پر صرف شعبہ کے نام کی غلطی کو جواز بنا کر رد کر دیتے ہیں حالانکہ جو اعتراض یہ کرتے ہیں ان کے پاس نہ تو اس کی کوئی مستند دلیل ہے اور نا ہی آج تک کسی محدث نے اس اعتراض کو پیش کیا جس سے اس کے صحیح ہونے کی دلیل ملتی ہو اب یہ انکا وہم اور دھوکہ بازی ہے جس سے یہ

اپنے اندھے مقلدین کو بیوقوف بنارہے ہیں اب میں آپ کو زئی صاحب کی اس دھوکہ بازی کی دلیل پیش کرتا ہوں جس سے یہ واضح ہوجائے گا یہ کاتب کی غلطی نہیں بلکہ زبیر علی زئی صاحب کا جھوٹ ہے اگر چند لمحوں کے لئے ان کی اس دلیل کو قبول کرلیا جائے تو بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس کتاب کا حوالہ زبیر علی زئی صاحب نے پیش کیا ہے (جس میں سعید کا نام درج ہے) وہ صحیح ہے؟ اور یہ اشکال بھی ہوتا ہے کہ یہ بات آپ کے زبیر علی زئی صاحب کی سمجھ میں تو آئی مگر آپ کے فرقے کے کسی دوسرے عالم کی سمجھ میں نہیں آئی اور نہ ہی پچھلے ۱۲۰۰ سالوں میں کسی محدث کی سمجھ میں آئی کہ وہ سجدوں کی رفع یدین کی اس صحیح حدیث پر سعید سے شعبہ نام کی تبدیلی کا اعتراض اٹھاتا سجدوں کی رفع الیدین کی اس حدیث کو اہلحدیث علماء اور آج کے سعودی عرب کے علماء بھی صحیح کہتے ہیں لہٰذا اس بنا پر غیر مقلدین حضرات نے اپنے علماء اہل حدیث کے فتویٰ کو بھی رد کردیا اور آل سعود کے فتوؤں کو بھی وہ بھی صرف زبیر علی زئی صاحب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے۔

سجدوں کی رفع یدین کی احادیث کے صحیح ہونے کے تحقیقی اور الزامی دلائل پیش کرنے سے پہلے میں تمام غیر مقلدین حضرات سے صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ صحیح بخاری کی ان احادیث کو تو آپ خود نماز میں رفع الیدین کی دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں تو برائے مہربانی مجھے اس بات کا جواب دیدیں کہ رفع یدین کی تقریباً جتنی بھی احادیث ہیں ان میں ہر حدیث کے آخر میں لکھا ہے کہ ''سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے'' ''دو سجدوں کے درمیان آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے'' ''سجدہ کرتے وقت یا سجدے سے سر اٹھاتے وقت اس طرح رفع یدین نہیں کرتے تھے'' ''البتہ سجدہ میں آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے'' اگر سجدوں میں رفع الیدین کی تمام احادیث ضعیف ہیں تو پھر کیا وجہ تھی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث میں سجدوں کی رفع الیدین کے نہ کرنے کا ذکر کیا گیا؟

جب کوئی عمل متواتر کیا جاتا ہو تبھی اس کی منسوخی پر اس کے کرنے سے منع کیا جاتا ہے اور ناسخ و منسوخ کے اصول کے تحت جب تک کسی عمل کا ناسخ نہیں ہوتا تب تک اس کی منسوخی کا جواز نہیں ہوسکتا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بقول تمام غیر مقلدین حضرات اور ان کے زبیر علی زئی صاحب کے جب سجدوں کی رفع یدین کی تمام احادیث ضعیف ہیں تو پھر بخاری و مسلم کی احادیث میں سجدوں کے رفع الیدین کرنے سے عین ان ہی مواقعوں پر منع کیوں کیا گیا ہے جن مواقعوں پر

سجدوں کے رفع الیدین کرنے کی احادیث ملتی ہیں؟ بخاری و مسلم کی احادیث میں سجدوں کے رفع الیدین سے منع کیا جانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ سجدوں کے رفع یدین کی تمام احادیث بالکل صحیح ہیں اور یہ عمل بعد میں منسوخ ہوا ہے۔

سجدوں میں جاتے وقت رفع یدین کرنا

غیر مقلدین کے مانے ہوئے اور مستند محقق محدث علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں کہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے“

”یہ رفع یدین ۱۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور حسن بصری، طاؤس، ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع، سالم بن نافع، قاسم بن محمد، عبداللہ بن دینار اور عطاء اس کو جائز سمجھتے ہیں عبدالرحمٰن بن مهدی نے اس کو سنت کہا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس پر عمل کیا ہے، امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے“۔

(نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ناصر الدین البانی: ص 131)

جب سجدوں کا رفع یدین حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ساتھ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ غیر مقلدین کے تصدیق شدہ محقق کی تصریح کے ساتھ ثابت ہے تو غیر مقلد حضرات ان صحیح احادیث پہ عمل کیوں نہیں کرتے؟ یہ وہی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ ہیں جن سے غیر مقلدین حضرات رکوع میں جاتے، رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے ہوئے رفع یدین کی حدیث روایت کرتے ہیں۔

سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا

ناصر الدین البانی سجدوں سے سر اٹھاتے وقت کے رفع یدین کو بھی صحیح کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: ”امام احمد رحمہ اللہ اس مقام پر رفع یدین کے قائل ہیں بلکہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کے قائل ہیں، چنانچہ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ابن الاثیر امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے رفع یدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب بھی نمازی اوپر یا نیچے ہو دونوں صورتوں میں رفع یدین ہے نیز اثرم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو دیکھا وہ

نماز میں اٹھتے بیٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے''۔''یہ رفع یدین انس، ابن عمر رضی اللہ عنہم، نافع، طاؤس، حسن بصری، ابن سیرین اور ایوب سختیانی سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے''

(نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ناصر الدین البانی: صفحہ 142)

یہاں البانی صاحب نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سجدوں سے سر اٹھاتے وقت کا رفع یدین بھی صحیح سند سے ثابت کیا ہے، تو پھر غیر مقلدین سجدوں میں جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

سجدوں کے رفع یدین کی احادیث کے متعلق علماء غیر مقلدین کے فتاویٰ

۱۔ حدیث ہذا صحیح ہے متروک العمل نہیں ہے۔

۲۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان دونوں احادیث میں سے کسی حدیث پر کوئی جرح نہیں ہے۔

۳۔ یہ رفع یدین منسوخ نہیں۔

۴۔ اس رفع یدین کے عامل صحابہ کرام میں سے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور تابعین سے طاؤس اور نافع اور عطاء ہیں۔ (فتاویٰ علماء حدیث، صفحہ نمبر: ۳۰۴،۳۰۶)

اگر حدیث ہذا صحیح ہے، متروک العمل نہیں، اور نہ ہی منسوخ ہے تو پھر غیر مقلدین حضرات ان احادیث پر عمل کر کے سجدوں کی رفع یدین کی سنت کیوں ادا نہیں کرتے اور اس کا ثواب کیوں حاصل نہیں کرتے؟

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو بعض روایات منقول ہے کہ وہ خود اور رسول اللہ ﷺ بوقت سجدہ رفع یدین نہیں کرتے تھے تو اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ کبھی کبھار بعض مرتبہ سجدہ کے وقت ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین نہیں بھی کرتے تھے کیونکہ سجدہ کے وقت والا رفع یدین واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ بھی نہیں صرف متحب وغیرہ مؤکدہ سنت ہے جس کا کبھی کبھار بلکہ بسا اوقات چھوڑ دینا جائز ہے۔ (رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقۂ نماز: ص 361)

اگر سجدہ کے وقت والا رفع یدین نہ واجب ہے نہ سنت مؤکدہ، صرف متحب ہے جس کا بسا اوقات چھوڑ دینا جائز ہے تو پھر باقی مقامات والا رفع یدین کیسے واجب ہو گیا جس کے ترک کرنے سے نماز نہیں ہوتی؟

ہر تکبیر اور ہر اونچ نیچ کے رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل

سب سے پہلے میں وہ منسوخ احادیث پیش کرونگا جن سے ہر تکبیر اور ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرنے کی دلیل ملتی ہے پھر اس کے نسخ کی احادیث پیش کرونگا جس سے ہر تکبیر واونچ نیچ پر رفع یدین نہ کرنے کی دلیل ملتی ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْغَسَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عُمَيْرِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ "حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے" (سنن ابن ماجہ: 2/ 42 رقم 861)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ، حَدَّثَنِي أَهْلُ بَيْتِي عَنْ أَبِي أَنَّهُ، حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ، رَأَى رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرَةِ

"جناب عبد الجبار بن وائل نے کہا کہ مجھ سے میرے اہل خانہ نے میرے والد (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا، میرے والد نے ان سے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ وہ تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے" (سنن ابو داود: 1/ 264 رقم 725)

حَدَّثَنِي الْحُمَيْدِي، أنبانا الوليد بن مُسلِم، قَالَ سَمعت زَيْد بن وَاقد يحدث، عَن نَافع، ان عَبْدُ الله بن عُمَر رَضِي الله عَنهُمَا كَاإذا رأي رَجلاً لا يرفع يَدَيْهِ وإذا رَكَعَ وَإذا رفع رَمَاه بالحَصِي۔ "نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے نہ دیکھتے تو اس کو کنکریاں مارتے"

(جزء رفع الیدین للبخاری: ص 44)

مندرجہ بالا احادیث میں ہر تکبیر واونچ نیچ میں رفع یدین کرنا اور ذیل میں پیش کردہ حدیث

میں صرف رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا اور پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے ہر تکبیر و اونچ نیچ میں رفع یدین کیا جاتا تھا اور بعد میں ایسا کرنا ترک کر دیا گیا ذیل میں حدیث میں ہر اونچ نیچ اور تکبیر کے رفع یدین کی لفظ ''لا'' سے نفی و منع اور نسخ و ترک ثابت ہے جو کہ رفع یدین کی منسوخیت کی واضح دلیل ہے۔

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ الدَّاوُدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا رِزْقُ اللهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ نَحْوَ صَدْرِهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُهُ بَعْدَ ذَالِكَ"

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے اور اس کے بعد (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کرتے تھے''(ناسخ و منسوخ من الحدیث لابن شاہین، ص 233)

''حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ. قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ''

''حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث ابن مسعود حسن صحیح ہے اور یہی

قول ہے صحابہ وتابعین میں اہل علم کا سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے“

(جامع ترمذی:1/191،192 رقم 243)

حافظ زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین میں حافظ ابن حزم کے قول سے رفع الیدین کی اہمیت ثابت کرنے کے لئے لکھتے ہیں:

”حافظ ابن حزم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہر جھکنے، بلند ہونے، تکبیر اور تحمید کے وقت رفع الیدین فرض ہوتا (المحلیٰ:4/88)

لہٰذا قارئین فیصلہ کریں کہ ابن حزم کے نزدیک رفع الیدین کا کیا مقام ٹھہرتا ہے“

(نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین: ص 142)

کہا جاتا ہے کہ کبھی کبھار اللہ تعالیٰ باطل کی زبان سے بھی کلمہ حق ادا کروا دیتا ہے جیسا کہ شیطان سے آیت الکرسی بیان کروائی بالکل اسی طرح زبیر علی زئی صاحب حافظ ابن حزم سے رفع الیدین کی اہمیت کو ثابت کرتے ہوئے حق بات کہہ گئے کہ ”اگر حدیث ابن مسعود نہ ہوتی تو ہر تکبیر وتحمید اور ہر اونچ نیچ کا رفع یدین فرض ہوتا“ یعنی ابن حزم بھی ابن مسعود کی حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں، اسی لئے انہوں نے حدیث ابن مسعود سے رفع الیدین کی منسوخی کو قبول کرتے ہوئے اس کی فرضیت کا انکار کر دیا یہی بات سمجھنے کی ہے کہ اگر رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تو ہر تکبیر وتحمید اور ہر اونچ نیچ میں رفع یدین فرض ہوتا کیونکہ احادیث صحیحہ سے ہمیں صرف رکوع میں جاتے، رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے شروع میں ہی نہیں بلکہ ہر تکبیر واونچ نیچ پر رفع یدین کرنے کی روایات ملتی ہیں۔

تیسری رکعت کے شروع میں رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل

سب سے پہلے میں وہ منسوخ حدیث پیش کرونگا جس سے تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنے کی دلیل ملتی ہے پھر اس کے نسخ کی حدیث پیش کرونگا جس سے اس موقع پر رفع یدین نہ کرنے کی دلیل ملتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ

نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ. وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللهِ صلى الله عليه وسلم. رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَرًا

"نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہتے اور ساتھ ہی رفع یدین کرتے۔ اسی طرح جب وہ رکوع کرتے تب اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی (رفع یدین کرتے) دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب قعدہ اولیٰ سے اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے آپ نے اس فعل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے)"
(صحیح البخاری: 1/188 رقم □739)

مندرجہ بالا حدیث میں رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرنا اور ذیل میں پیش کردہ حدیث میں صرف رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا اور اس کے بعد پوری نماز میں رفع یدین نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت بھی رفع یدین کیا جاتا تھا اور بعد میں ایسا کرنا ترک کردیا گیا ذیل میں حدیث میں تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کی لفظ "لا" سے نفی ومنع اور نسخ وترک ثابت ہے جو کہ رفع یدین کی منسوخیت کی واضح دلیل ہے۔

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ الدَّاوُدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا رِزْقُ اللهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ نَحْوَ صَدْرِهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُهُ بَعْدَ ذَالِكَ"

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے اور اس کے بعد (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کرتے تھے''
(ناسخ ومنسوخ من الحدیث لابن شاہین، ص 233)

رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل

سب سے پہلے میں وہ منسوخ حدیث پیش کرونگا جس سے رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کی دلیل ملتی ہے پھر اس کے نسخ کی حدیث پیش کرونگا جس سے اس موقع پر رفع یدین نہ کرنے کی دلیل ملتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ:

''ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے ابن شہاب زہری سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے (رفع یدین کرتے) اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے تھے سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے'' (صحیح البخاری: 1 / 187 رقم 735)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رضى الله عنهما. قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ

حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذَالِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ:

''ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر تحریمہ سے شروع کرتے اور تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کر لے جاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور ربنا ولک الحمد کہتے سجدہ کرتے وقت یا سجدے سے سر اٹھاتے وقت اس طرح رفع یدین نہیں کرتے تھے'' (صحیح البخاری: 1/188 رقم 738)

مندرجہ بالا احادیث میں رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا اور ذیل میں پیش کردہ احادیث میں صرف تکبیر اولیٰ کا رفع یدین کرنا اور اس کے بعد پوری نماز میں رفع یدین نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کیا جاتا تھا اور بعد میں ایسا کرنا ترک کر دیا گیا ذیل میں رقم احادیث میں رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کی لفظ ''لا'' سے نفی و منع اور نسخ و ترک ثابت ہے جو کہ رفع یدین کی منسوخیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

''حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ''

''حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں

تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث ابن مسعود حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے صحابہ و تابعین میں اہل علم کا سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے"

اس روایت کی 63 محدثین نے تصحیح کی ہے دیکھئے راقم کی کتاب،

سنت امام القبلتین فی ترک رفع الیدین

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قِطَافٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، "أَنَّ عَلِيًّا، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ"

"امام ابوبکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے وکیع بن الجراح نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قطاف النہشلی نے اور ان سے عاصم بن کلیب نے اور ان سے ان کے والد (کلیب بن شہاب) روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اس کے بعد (پھر) رفع یدین نہیں کرتے تھے"

(1) مصنف ابن ابی شیبہ: 1/ 213 رقم 2442 (2) شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/ 225 (3) نصب الرایہ: 1/ 406

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: »مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ"

"ابوبکر بن عیاش نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے"

(مصنف ابن ابی شیبہ: 1/ 214 رقم 2452)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترک رفع الیدین کی حدیث پر زبیر علی زئی صاحب کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

"حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ،

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاش، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ: رَأَيْت عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی الله عنه يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ لَا يَعُود. قَالَ: وَرَأَيْت إِبْرَاهِيم، وَالشَّعْبِيَّ يَفْعَلَانِ ذَالِكَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا عُمَرُ رضی الله عنه لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَيْضًا إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ لِأَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَيَّاشٍ، وَإِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا دَارَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ ثِقَةٌ حُجَّةٌ، قَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ ''''حضرت ابراہیم نے اسود سے نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پہلی تکبیر میں صرف ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ ہاتھ نہ اٹھاتے اور میں نے ابراہیم نخعی اور شعبی کو اسی طرح کرتے دیکھا امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اس روایت کے مطابق صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اور یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اس کا دارمدار حسن بن عیاش راوی پر ہے اور وہ قابل اعتماد و پختہ راوی ہے جیسا کہ یحیٰی بن معین وغیرہ نے بیان کیا ہے'' (شرح معانی الآثار للطحاوی:1/ 228،نصب الرایۃ:1/ 405)

اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجالوں میں سے ہیں یہ سند بے غبار اور بالکل صحیح ہے جس پر کسی بھی طرح کے کلام کی گنجائش نہیں گزشتہ گیارہ سو (۱۱۰۰) سالوں میں آج تک کسی بھی محدث نے اس حدیث کے کسی ایک راوی کو بھی ضعیف نہیں کہا

زبیر علی زئی غیر مقلد کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ اور ان کا رد

زبیر علی زئی صاحب کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ اور رد پیش کرنے سے پہلے میں قارئین کے سامنے ان کی علمی صلاحیت کے کچھ نمونے پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ لاعلم مسلمانوں کو ان کی تحقیقی حیثیت کا اندازہ ہو سکے زبیر علی زئی صاحب کی علمی بصیرت کا اندازہ موصوف کے اپنے انکشاف سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ موصوف اپنی کتاب نور العینین کے صفحہ نمبر ۱۶۸ پر لکھتے ہیں ''راقم الحروف کی قدیم تحقیق یہ تھی کہ ابوبکر بن عیاش جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں بعد میں جب دوبارہ تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ تو جمہور محدثین کے نزدیک صدوق وموثق راوی ہیں''۔

زبیر علی زئی صاحب جنہیں آج کے غیر مقلدین حضرات محدث العصر اور الشیخ العرب وعجم کے خطابات سے نوازتے ہیں، ان کی علمی بصیرت کا یہ عالم ہے کہ موصوف کو یہ تک معلوم نہیں تھا کہ ابوبکر بن عیاش صحیح بخاری کے رجالوں میں سے ہیں پھر بھلا وہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف کیسے ہوسکتے ہیں؟ زبیر علی زئی صاحب کی تحقیق کے ایسے کئی لطیفے ہیں یہاں میرا مقصد زبیر علی زئی صاحب کا تمسخر و استہزاء نہیں ہے بلکہ قارئین کو یہ باور کرانا ہے کہ زبیر علی زئی صاحب وہ شخص ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد حسن بن شیبانی رحمہ اللہ پر کس قدر تنقید و بہتان تراشیاں کی ہیں جس شخص کا علمی معیار یہ ہے کہ اسے صحیح بخاری کے رجالوں کی تحقیق نہیں، جس بخاری سے وہ صبح شام حوالے پیش کرتے رہتے ہیں وہ شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر فقیہہ و محدث جن کو امت مسلمہ نے اپنا امام مانا ہے ان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسے کم عقل و متعصب شخص کی گمراہیوں سے محفوظ فرمائے (آمین)

اعتراض نمبر ۱: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے صفحہ نمبر ۱۶۳ پر اپنا پہلا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے، اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی صحیح احادیث میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرتے تھے''

(نصب الرایۃ: ج ۱ص ۴۰۵؛ والبدر المنیر: ج ۳،ص ۵۰۱)

جواب نمبر ۱: امام حاکم کی اس جرح سے یہ واضح ہوگیا کہ انہوں نے اس روایت کی سند و متن پر کسی قسم کا کلام نہیں کیا، بلکہ صرف اتنا بیان کیا ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت شاذ ہے وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے رکوع سے پہلے اور بعد کا رفع الیدین بھی ثابت ہے۔

شاذ حدیث کی تعریف:

لغوی اعتبار سے ''شاذ'' شذ کا اسم مفعول ہے جو کہ انفرادیت کو ظاہر کرتا ہے شاذ کا معنیٰ ہے اکثریت کے مقابلے پر اکیلا ہونا، اصطلاحی مفہوم میں شاذ ایسی قابل قبول روایت کو کہتے ہیں جو کہ اپنی روایت سے زیادہ مضبوط روایت کے خلاف ہو۔

شاذ حدیث کی تعریف کی وضاحت

شاذ روایت قابل قبول ہوا کرتی ہے کیونکہ اس کے راوی اچھے کردار کے اور احادیث کو محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں دوسری روایت اس کی نسبت قابل ترجیح اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس کے راوی زیادہ ثقہ ہوں یا اسے متعدد اسناد سے روایت کیا گیا ہو یا کسی اور وجہ سے ترجیح دی گئی ہو۔

شاذ حدیث کی تعریف سے متعلق ماہرین میں اختلاف رائے ہے لیکن یہ وہ تعریف ہے جسے حافظ ابن حجر عسقلانی نے اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے ''اصطلاحات کے علم میں یہ تعریف زیادہ قابل اعتماد ہے'' (النخبۃ وشرح: ص 37)

مندرجہ بالا تعریف کے مطابق شاذ حدیث قابل قبول ہوا کرتی ہے اصول حدیث کی رو سے کسی حدیث کا شاذ ہونا صحت اصطلاحی کے منافی نہیں ہے کیونکہ محدثین کے یہاں شذوذ کی تین اقسام ہیں

امام جلال الدین سیوطی نے حافظ ابن حجر کا قول نقل کیا ہے کہ: ''صحیح کی تعریف میں عدم شذوذ کی شرط لگانا اور فقدان شرط کی صورت میں اس حدیث کو صحت کا درجہ نہ دینا یہ امر مشکل ہے، کیونکہ جب سند متصل ہے اور اس کے تمام رواۃ عادل وضابط ہیں تو اس حدیث سے علت ظاہرہ منتفی ہوگئی پھر جب وہ معلول نہیں رہی تو اس پر صحت کا حکم لگانے سے کون سی چیز مانع بن رہی ہے محض اس کے راویوں میں سے کسی ایک کا اپنے سے اوثق یا اکثر کی مخالفت کر دینا ضعف کو مستلزم نہیں ہے بلکہ وہ صحیح اور اصح کی قبیل سے ہوگی یعنی جس حدیث میں مخالفت ہے اس کو صحیح اور اوثق یا اکثر کی روایت کو اصح کہا جائے گا'' حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ''یہ صرف میرا ہی دعوٰی نہیں ہے بلکہ ائمہ محدثین میں سے کسی کو نہیں دیکھا گیا کہ وہ اس سند پر جس میں ثقہ اوثق کی مخالفت کر رہا ہے عدم صحت کا حکم لگاتے ہوں، ہاں یہ بات تو موجود ہے کہ وہ صحت میں دونوں کو برابر کا درجہ نہیں دیتے بلکہ بعض کو بعض پر مقدم کرتے ہیں'' (التقیید والایضاح شرح مقدمۃ ابن الصلاح: ص 21)

صحیحین میں احادیث شاذ کی چند مثالیں

شاذ احادیث کی مثالیں صحیحین وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔

من جملہ ان مثالوں میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کا واقعہ ہے کہ انھوں نے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کو اپنا اونٹ بیچنے میں کیا ثمن لیا تھا پس بعض روایات میں ہے "فَاشْترا هُ مِنّی بأُوقیةٍ" کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ کو ایک اوقیہ میں خریدا، (صحیح البخاری: 3/81 رقم 2097) اور بعض راوی تو ثمن دوسو درہم ذکر کرتے ہیں، اور بعض چار اوقیہ ذکر کرتے ہیں، اور بعض بیس دینار ملاحظہ ہو (صحیح البخاری: ج ا ص ۳۷۵) اور بعض حدیث میں چار دینار کا تذکرہ ہے، دیکھیے (صحیح البخاری: ج ا ص ۳۰۹) اسی طرح بعض حدیث میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رکوب کی شرط لگائی تھی کہ مدینہ تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا

(صحیح البخاری: ج ا ص ۳۷۵)

اور بعض میں ہے کہ سوار ہونے کی شرط نہیں لگائی تھی اس شدید اختلاف کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ دونوں طرح کی روایات کو اپنی کتاب صحیح بخاری کے اندر لے آئے ہیں اور ان طرق کو ترجیح دی جس میں رکوب کی شرط ہے، اسی طرح اس حدیث کو ترجیح دی جس میں ثمن ایک اوقیہ ہے غرض یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا دونوں طرح کی حدیثوں کو اختلاف کے باوجود ذکر کرنا اور اپنی کتاب صحیح بخاری کے اندر جگہ دینا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ محض مخالفت اور شاذ ہونا حدیث کو صحت کے درجہ سے نہیں گرا سکتا ہے، ورنہ امام بخاری رحمہ اللہ دونوں طرح کی حدیثوں کو بخاری شریف میں نہ لاتے نیز امام مسلم رحمہ اللہ حدیث مالک عن الزہری عن عروة عن عائشة کے طریق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فجر کی دو رکعت سے پہلے لیٹنے کو ذکر کیا ہے حالانکہ زہری کے تلامذہ میں سے عام اصحاب جیسے معمر، یونس، عمرو بن الحارث، اوزاعی، ابن ابی ذئب، شعیب وغیرہم فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنے کو ذکر کیا ہے اور جمیع حفاظ نے ان حضرات کی روایات کو امام مالک کی روایت پر مقدم اور راجح قرار دیا ہے اس کے باوجود بھی اصحاب الصحاح نے امام مالک رحمہ اللہ کی حدیث کو اپنی کتابوں کے اندر ذکر کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

ان مثالوں میں سے وہ حدیث بھی ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے مناقب عثمان رضی اللہ عنہ کے تحت ولید بن عقبہ کے قصہ میں ذکر کیا ہے اور اسی میں ہے "فجلده ثمانين" کہ ان کو اسّی کوڑے لگائے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ وہم ہے خود بخاری کے اندر ہے "فجلد الوليد رضی الله عنه أربعين جلدة" کہ ولید کو چالیس کوڑے لگائے خود امام مسلم رحمہ اللہ نے

چالیس کوڑے والی حدیث کو اپنی کتاب مسلم شریف کے اندر ذکر کیا ہے دیکھیے

(فتح الباری: 7/57)

اس اختلاف کے باوجود کہ اسی کوڑے والی روایت شاذ ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری کے اندر اس کو ذکر کیا ہے لہذا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شاذ حدیث قابل قبول ہوتی ہے اور امام حاکم کا حدیث عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ ''اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی''، صحیح نہیں ہے۔

امام حاکم کے اس اعتراض کے جواب میں امام طحاوی فرماتے ہیں:

''قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا عُمَرُ رضى الله عنه لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَيْضًا إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ لِأَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَيَّاشٍ، وَإِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا دَارَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ ثِقَةٌ حُجَّةٌ. قَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ. أَفَتَرَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضى الله عنه خَفِيَ عَلَيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَعَلِمَ بِذَالِكَ مَنْ دُونَهُ، وَمَنْ هُوَ مَعَهُ يَرَاهُ يَفْعَلُ غَيْرَ مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ يَفْعَلُ، ثُمَّ لَا يُنْكِرُ ذَالِكَ عَلَيْهِ، هٰذَا عِنْدَنَا مُحَالٌ. وَفَعَلَ عُمَرُ رضى الله عنه هٰذَا وَتَرَكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ إِيَّاهُ عَلَى ذَالِكَ، دَلِيلٌ صَحِيحٌ أَنَّ ذَالِكَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ خِلَافُهُ وَأَمَّا مَا رَوَوْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه مِنْ ذَالِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ وَهُمْ لَا يَجْعَلُونَ إِسْمَاعِيلَ فِيمَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الشَّامِيِّينَ، حُجَّةً، فَكَيْفَ يَحْتَجُّونَ عَلَى خَصْمِهِمْ، بِمَا لَوِ احْتَجَّ بِمِثْلِهِ عَلَيْهِمْ، لَمْ يُسَوِّغُوهُ إِيَّاهُ. وَأَمَّا حَدِيثُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه فَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ خَطَأٌ، وَأَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْهُ أَحَدٌ إِلَّا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ خَاصَّةً، وَالْحُفَّاظُ يُوقِفُونَهُ، عَلَى أَنَسٍ رضى الله عنه. وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَإِنَّهُمْ يُضَعِّفُونَ عَبْدَ الْحَمِيدِ،

فَلاَ يُقِيمُونَ بِهِ حُجَّةً. فَكَيْفَ يَحْتَجُّونَ بِهِ فِي مِثْلِ هٰذَا وَمَعَ ذَالِكَ فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ لَمْ يَسْمَعْ ذَلِكَ الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي حُمَيْدٍ، وَلاَ مِمَّنْ ذُكِرَ مَعَهُ فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ مَجْهُولٌ، قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ عَنْهُ، عَنْ رَجُلٍ، وَأَنَا ذَاكِرٌ ذَلِكَ فِي بَابِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلاَةِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى وَحَدِيثُ أَبِي عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هٰذَا، فَفِيهِ "فَقَالُوا جَمِيعًا صَدَقْتَ" فَلَيْسَ يَقُولُ ذَالِكَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ"

"امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اس روایت کے مطابق صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اور یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اس کا دارمدار حسن بن عیاش راوی پر ہے اور وہ قابل اعتماد و پختہ راوی ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین وغیرہ نے بیان کیا ہے یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکوع اور سجدے میں ہاتھ اٹھاتے ہوں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہو اور دوسروں کو معلوم ہو جائے جو ان سے کم صحبت والے ہوں اور آپ کے ساتھی آپ کو ایسا فعل کرتے دیکھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہ کیا ہو پھر وہ اس کا انکار نہ کریں ہمارے نزدیک تو یہ بات ناممکنات میں سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اور اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رفع یدین کو چھوڑنا اس بات کی پکی دلیل ہے کہ یہ ایسا حق ہے کہ کسی عاقل کو اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں رہی وہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جس کو اسماعیل بن عیاش سے نقل کیا ہے تو وہ خود اسماعیل کو شامیوں کے علاوہ کی جانے والی روایت میں حجت قرار نہیں دیتے، تو ایسی روایت سے اپنے مخالف پر بطور دلیل کے کس طرح پیش کر سکتے ہیں کہ اگر اس جیسی روایت سے ان کے خلاف دلیل پیش کی جائے تو وہ کبھی اسے برداشت نہ کریں گے رہی روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تو وہ (مخالفین) خود اس کو غلط قرار دیتے ہیں۔ عبدالوہاب ثقفی کے علاوہ اور کسی نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا بلکہ حفاظ تو اسے انس رضی اللہ عنہ پر موقوف قرار دیتے ہیں باقی روایت عبدالحمید بن جعفر تو وہ (مخالفین) اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں تو ایسے موقع پر ایسے شخص کی روایت بطور حجت (ہمارے خلاف) کیسے پیش کرتے ہیں حالانکہ محمد بن عمرو نے اس کو ابوحمید سے نہیں سنا اور نہ ہی ان سے جن کا

تذکرہ اس کے ساتھ ہو اس روایت میں ان کے درمیان ایک مجہول شخص ہے اس بات کو عطاف سے ایک آدمی سے بیان کیا ہے میں باب الجلوس فی الصلوۃ میں انشاء اللہ اس کا تذکرہ کروں گا اور ابو عاصم کی عبدالحمید سے روایت تو اس میں یہ الفاظ ہیں: ''فَقَالُوا جَمِيعًا صَدَقْتَ'' یہ اضافہ ابو عاصم کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کیا'' (شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/228)

'قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَمَا أَرَدْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَالِكَ تَضْعِيفَ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَمَا هٰكَذَا مَذْهَبِي، وَلٰكِنِّي أَرَدْتُ بَيَانَ ظُلْمِ الْخَصْمِ لَنَا''

''امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس سے کسی عالم راوی کی کمزوری ظاہر کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی یہ میرا طریقہ ہے لیکن میرا مقصود صرف مخالف فریق کی زیادتی واضح کرنا ہے''

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/230)

اعتراض نمبر ۲: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے ص 163 پر اپنا دوسرا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''امام ابوزرعہ رازی نے الحسن بن عیاش کے مقابلے میں سفیان ثوری کی اس روایت کو اصح قرار دیا ہے جس میں پھر نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے''۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم: ج ا ص ۹۵)

جواب: جناب زبیر علی زئی صاحب کی علمی صلاحیت اور متعصب ذہنیت کا اندازہ ان کے بیجا اعتراضات اور ائمہ کرام کے اقوال پر نامناسب استدلال سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے زبیر علی زئی صاحب نے امام ابوزرعہ رازی کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کی تائید میں کہے گئے الفاظ کو بھی جرح بنا کر پیش کر دیا لگتا ہے زئی صاحب کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اعتراض کسے کہتے ہیں اور تائید کسے، امام ابوزرعہ رازی کے الفاظ پڑھ کر ایک عامی شخص بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ امام ابوزرعہ رازی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ صرف اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ان کے نزدیک ترکِ رفع یدین والی احادیث میں الحسن بن عیاش کی بیان کردہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلے میں سفیان ثوری کی بیان کردہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث زیادہ صحیح ہے زبیر علی زئی صاحب کے نزدیک اگر

امام ابوزرعہ رازی کا قول صحیح ہے تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ زبیر علی زئی صاحب نے ترکِ رفع الیدین والی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا امام ابوزرعہ رازی کے نزدیک چاہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی حدیث زیادہ صحیح ہو یا پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی، دونوں ہی احناف کے ترکِ رفع الیدین کے دعوٰی پر دلالت کرتی ہیں لہذا ثابت ہوگیا کہ امام ابوزرعہ رازی کا قول احناف کی مخالفت میں نہیں بلکہ حمایت میں ہے اور زبیر علی زئی صاحب کا امام ابوزرعہ رازی کے تائیدی الفاظ کو جرح بنا کر پیش کرنا باطل ومردود ہے

امام حاکم اور امام ابوزرعہ رازی کے اقوال پیش کرنے کے بعد جناب زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے ص 164 پر ایک ایسی بات لکھتے ہیں کہ جس کو پڑھ کر قارئین کرام بڑے لطف اندوز ہوں گے موصوف لکھتے ہیں: ”امام ابوزرعہ رازی اور امام حاکم اور جمہور کی تحقیق امام طحاوی کی تحقیق پر مقدم ہے“۔

لگتا ہے زبیر علی زئی صاحب کے نزدیک صرف ایک اکیلے امام حاکم ہی جمہور ہیں زبیر علی زئی صاحب کی اس ناقص وشرمناک تحقیق پر تو پوری غیر مقلدیت کا سر شرم سے جھک جانا چاہئے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات جو صرف خود کو قرآن و حدیث پر عمل پیرا سمجھتے ہیں اور باقی تمام مسلمانوں کو اندھے مقلد ومشرک کے نام سے پکارتے ہیں، درحقیقت آج کے اس پُرفتن دور کے ایک جاہل ومتعصب عالم کے اندھے مقلد ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ "إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا، يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالاً فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا“

”ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے مالک نے ہشام بن عروہ سے،

انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا، انھوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے"

(صحیح البخاری: 1/ 36 رقم 100)

زبیر علی زئی صاحب کا پیش کردہ صرف اکیلے امام حاکم کا اعتراض اور اس پر امام طحاوی کے مدلل جوابات کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد ایک عامی شخص بھی اس بات کو بخوبی تسلیم کرے گا کہ احناف کا ترکِ رفع الیدین کا دعویٰ بالکل صحیح ہے اور کتب احادیث سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اور پچھلے چودہ سو (۱۴۰۰) سالوں سے امت مسلمہ کی سب سے بڑی جماعت اس پر عمل پیرا ہے لہٰذا کسی کم عقل و متعصب شخص کا ترکِ رفع الیدین سے ادا کی جانے والی نمازوں کو باطل قرار دینا کم عقلی اور جہالت کی نشانی ہے۔

اعتراض نمبر ۳: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے ص 164 پر بناء کسی دلیل کے اپنا تیسرا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "دوسرے یہ کہ اس روایت میں ابراہیم نخعی کوفی مدلس ہیں اور یہ روایت معنعن ہے حدیث ابن مسعود کے تحت بیان کردیا گیا ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہیں"

جواب: زبیر علی زئی صاحب کا اعتراض عقل سے بالاتر ہے کیونکہ زبیر علی زئی صاحب نے خود اپنی کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص 33 میں ابراہیم نخعی کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے اور طبقہ ثانیہ کے مدلس کا عنعنہ قابل قبول ہے لہٰذا زبیر علی زئی صاحب کا زیرِ بحث حدیث میں ابراہیم نخعی کو مدلس قرار دینا باطل ومردود ثابت ہوا۔

"امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (م 95ھ) مشہور تابعی اور خیر القرون کے محدث ہیں اور احناف کے نزدیک خیر القرون کی تدلیس صحتِ حدیث کے منافی نہیں"

(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی: ص 159)

"تدلیس کے اعتبار سے محدثین نے رواۃ حدیث کے مختلف طبقات بنائے ہیں، بعض طبقات کی روایات کو صحت حدیث کے منافی جبکہ دوسرے بعض کی روایات کو مقبول قرار دیا ہے امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو محدثین کی ایک بڑی جماعت جن میں امام ابوسعید العلائی، علامہ ابن حجر، محدث ابن العجمی اور امام حاکم نیشاپوری شامل ہیں، نے "طبقہ ثانیہ" میں شمار کیا ہے

(1) جامع التحصیل فی احکام المراسیل: ص 113

(2) معرفۃ علوم الحدیث: ص 105

(3) طبقات المدلسین: ص 64

(4) التعلیق الامین علی کتاب التبیین لاسماء المدلسین: ص 92

(5) تسمیۃ مشائخ و ذکر المدلسین: ص 123

(6) کتاب المدلسین الامام الحافظ ابی زرعۃ احمد بن عبد الرحیم بن العراقی: ص 6

نیز عصر حاضر میں الدکتور العواد الخلف اور سید عبد الماجد الغوری نے بھی امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو مرتبہ/طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے

(1) روایات المدلسین للعواد الخلف: ص 170 (2) التدلیس والمدلسون للغوری: ص 104

اور محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ طبقہ ثانیہ کے مدلس کی روایت مقبول ہے، اس کی تدلیس صحت حدیث کے منافی نہیں۔

(1) التدلیس والمدلسون للغوری: ص 104 (2) جامع التحصیل فی احکام المراسیل: ص 113

(3) روایات المدلسین للعواد الخلف: ص 32

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی تدلیس والی احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہیں لہٰذا بقول زبیر علی زئی صاحب کہ اگر ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی عن والی روایت ضعیف ہیں تو پھر صحیح بخاری و صحیح مسلم کو ضعیف بخاری وضعیف مسلم کہنا شروع کر دیں اور انہیں اصح الکتب کہنا چھوڑ دیں۔

مسئلہ تدلیس پر زبیر علی زئی صاحب کے اوہام، تحریفات اور غلط بیانیوں کی مکمل تحقیق حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بحوالہ سفیان ثوری کے تحت بیان کر دی گئی ہے، لہٰذا اس موضوع پر مزید کلام کی ضرورت نہیں۔

اعتراض نمبر ۴: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نورالعینین کے ص 164 پر ایک علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رفع الیدین نہ کرنے والے ہوتے تو ان کا جلیل القدر راوی اور فقیہ بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی رفع الیدین نہ کرتا، حالانکہ معاملہ برعکس ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع الیدین کرتے تھے بلکہ نہ کرنے والوں کو مارتے تھے لہٰذا یہ روایت صحیح نہیں ہے''

جواب: زبیر علی زئی صاحب کا دعویٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ رفع الیدین کیا باطل ومردود ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ترکِ رفع الیدین کی کئی احادیث بسند صحیح ثابت ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) ''روی أبو جعفر الطحاوی عن ابنُ أَبِي دَاود، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُس، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاش، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ''

''ابوبکر بن عیاش نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی وہ صرف تکبیر افتتاح میں ہاتھ اٹھاتے تھے''

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/ 225)

(2) ''روی ابن أبي شيبة من طريق أبي بَكْرِ بن عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ''

''ابوبکر بن عیاش نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے''

(1) مصنف ابن ابی شیبہ: 1/ 237 رقم 2467

(2) معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: 2/ 428 رقم 840

۳۔ ''حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْفَعْ

يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ" "حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو انہوں نے نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے ابتداء نماز کے" (ابن أبی شیبۃ فی المصنف وسند صحیح علی شرط الشیخین: 1 / 237 رقم 2469)

جواب نمبر 2: دوسری بات یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رفع الیدین نہ کرنے والے کو کنکریوں سے مارتے تھے تو اس کا جواب یہ کہ "ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں اِس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ رکوع کے وقت ہی رفع یدین نہ کرنے پر کنکریوں سے مارتے تھے، لہٰذا اس اثر کو اس رفع خلافی کا عنوان نہیں بنایا جاسکتا، پس اس سے استدلال بھی صحیح نہ ہوگا اس اثر کے الفاظ اس طرح ہیں: "أنه اذا رأى مُصليًا لا يَرفع حَصَبَه" یعنی جب وہ کسی نمازی کو دیکھتے کہ وہ رفع یدین نہیں کر رہا ہے تو اسے کنکریوں سے مارتے، تو ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نکیر تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے پر ہو، نہ کہ مطلق ترکِ رفع یدین پر، اور تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی تاکید ظاہر ہے"

اعتراض نمبر ۵: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے ص 164 پر پھر وہی منطقی اعتراض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ لوگ قنوت، وتر اور عیدین میں رفع الیدین کرتے ہیں اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ اثر صحیح ہوتا تو پھر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے تکبیر تحریمہ کے بعد (قنوت، وتر اور عیدین) میں بھی رفع الیدین نہیں کیا ہے تو پھر یہ لوگ کیوں کرتے ہیں؟ اگر قنوت، وتر اور عیدین کی تخصیص دیگر دلائل سے ثابت ہے تو رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی تخصیص بھی دیگر دلائل سے ثابت ہے۔"

جواب: زبیر علی زئی صاحب کے اس منطقی اعتراض کا جواب یہ ہے کہ احناف نماز میں جن مواقعوں (یعنی رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدے میں جاتے اور اٹھتے وقت، دونوں سجدوں کے درمیان، دوسری رکعت کے شروع میں، تیسری رکعت کے شروع میں اور سلام پھیرتے وقت) کے رفع یدین کو منسوخ مانتے ہیں ان تمام مواقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے اور اس کا نسخ بھی جبکہ اس کے برعکس نمازِ عیدین اور نمازِ وتر میں جن مواقعوں پر احناف رفع یدین کرتے ہیں ان مواقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع یدین کرنے کی دلیل تو ملتی ہے لیکن نسخ کی دلیل نہیں ملتی اسی لئے ہم (احناف) ان مواقعوں پر رفع یدین کرتے

ہیں دوسری بات یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو قنوت، وتر اور عیدین کے رفع الیدین پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس حدیث میں نہ تو وتر کی نماز کا بیان ہے اور نہ ہی عیدین کی نماز کا جبکہ نمازِ عیدین میں نہ اذان دی جاتی ہے اور نہ اقامت (تکبیر) کہی جاتی ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی عام نمازوں سے بالکل مختلف ہے لہٰذا اس کو نمازِ پنجگانہ سے مشابہت دینا اور اس کے حکم کا اطلاق کرنا عقل سے بالاتر ہے۔

تیسری بات یہ کہ ہم (احناف) نمازِ عیدین اور نمازِ وتر میں جن مقامات پر رفع یدین کرنے کے قائل ہیں وہ نمازِ پنجگانہ میں کیے جانے والے رفع یدین کے مقامات سے بالکل الگ ہیں لہٰذا اگر ہم نمازِ عیدین اور نمازِ وتر میں ان مقامات پر رفع یدین کے قائل ہوتے جن مقامات پر منسوخ سمجھتے ہیں تو اعتراض کی صورت بنتی تھی لیکن جب ہم ان نمازوں میں بھی ان مقامات پر رفع یدین کے قائل نہیں تو پھر اعتراض کس بات کا؟

منکرین ترکِ رفع الیدین کو چاہئے کہ کوئی ایسی صریح صحیح حدیث پیش کریں جس میں نبی کریم ﷺ سے رفع الیدین کرنے پر دوام کا ثبوت ہو کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ نماز میں رفع الیدین نہ کرنے والے کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا جب دعویٰ خاص ہے تو پھر دلیل بھی خاص ہونی چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع الیدین کی حدیث پر زبیر علی زئی صاحب کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

"عن ابن أبي داود، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُس، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاش، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ."

"ابو بکر بن عیاش نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی وہ صرف تکبیر افتتاح میں ہاتھ اٹھاتے تھے"

(1) شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/225 (2) نصب الرایۃ: 1/396

"روى ابن أبي شيبة من طريق أبي بَكْرِ بن عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ."

”ابوبکر بن عیاش نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے“

(1) مصنف ابن ابی شیبہ::1 / 237 رقم 2467

(2) معرفۃ السنن والآثار للبیہقی:2 / 428 رقم 840

اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری وصحیح مسلم کے رجالوں میں سے ہیں یہ سند بالکل صحیح ہے جس پر آج تک کسی بڑے سے بڑے محدث نے بھی کلام نہیں کیا اور گزشتہ تیرہ سو (۱۳۰۰) سالوں میں آج تک کسی نے اس حدیث کے کسی ایک راوی کو بھی ضعیف نہیں کہا

اعتراض نمبر ا: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے صفحہ نمبر 168 پر اپنا پہلا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوبکر کی حصین سے روایت اس کا وہم ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے“ ”اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اسے ابوبکر بن عیاش نے حصین عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ باطل ہے“ (جزء رفع الیدین للبخاری: ص 16، نصب الرایۃ: 1 / 392)

جواب: زبیر علی زئی صاحب کا امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل کی مبہم جرحیں پیش کرنا باطل ومردود ہے کیونکہ مبہم الفاظ کی جرح وتعدیل کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں اصول حدیث کی رو سے محض حدیث کے ضعیف ہونے کا دعویٰ کردینے سے حدیث موضوع یا باطل نہیں ہو جاتی جب تک کہ وجوہِ طعن ثابت نہ ہو اگر اس طرح سے کسی بھی محدث کی مبہم جرح کو قبول کرلیا جائے تو پھر کتب احادیث میں سے کوئی بھی حدیث اور کوئی بھی کتاب نہ بچ پائے گی، کیونکہ ہر حدیث پر یا احادیث کی کتابوں پر کسی نہ کسی محدث کی جرح کے الفاظ ملتے ہیں۔

امام طحاوی امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل کی مبہم جرحوں کے جواب میں فرماتے ہیں:

”فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ يَرْفَعُ، ثُمَّ قَدْ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِيِّ فَلَا يَكُونُ ذَالِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا قَدْ رَأَى النَّبِيَّ فِعْلَهُ وَقَامَتْ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ بِذَالِكَ فَإِنْ قَالَ: قَائِلٌ "هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ" قِيلَ لَهُ وَمَا دَلَّكَ عَلَى ذَالِكَ؟

فَلَنْ تَجِدَ إِلَى ذَلِكَ سَبِيلًا فَإِنْ قَالَ: فَإِنَّ طَاوُسًا قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ يَفْعَلُ مَا يُوَافِقُ مَا رُوِيَ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ، مِنْ ذَلِكَ. قِيلَ لَهُمْ: فَقَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ طَاوُسٌ، وَقَدْ خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَآهُ طَاوُسٌ مَا يَفْعَلُهُ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ، ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ فَتَرَكَهُ وَفَعَلَ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ. هَكَذَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْمَلَ مَا رُوِيَ عَنْهُمْ، وَيُنْفَى عَنْهُ الْوَهْم، حَتَّى يَتَحَقَّقَ ذَالِكَ، وَإِلَّا سَقَطَ أَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ"

"ابن عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا پھر انھوں نے ہاتھوں کا اٹھانا آپ ﷺ کے بعد چھوڑ دیا اور اس کے خلاف عمل کیا یہ اس صورت میں درست ہے جبکہ ان کے ہاں اس کا نسخ ثابت ہو چکا ہو، جس کو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے دیکھا تھا اور ان کے ہاں اس کے نسخ کی دلیل ثابت نہ ہوگئی ہے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ روایت سرے سے منکر ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا، آپ کو کس نے بتلایا؟ آپ کے لئے اس کے منکر قرار دینے کی کوئی صورت نہیں اگر کوئی یہ کہے کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ فعل کرتے دیکھا جو اس روایت کے موافق ہے جو انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی، تو جواب میں یہ کہا جائے گا کہ طاؤس نے یہ بات ذکر کی ہے مگر مجاہد نے ان کی مخالفت کی۔ ہے تو اب یہ کہنا درست ہوا کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس وقت کے عمل کو دیکھا جب ان کے سامنے نسخ کے دلائل نہ آئے تھے، پھر جب ان کے ہاں نسخ کے دلائل قائم ہو گئے تو انہوں نے رفع الیدین کو ترک کر دیا اور وہی کیا جو ان سے مجاہد نے دیکھا اسی طرح مناسب یہ ہے کہ جو ان سے مروی ہے وہ اس پر محمول کیا جائے اور وہم کی نفی کی جائے تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے ورنہ اکثر روایات کو ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا" (شرح المعانی الآثار للطحاوی: 1/ 225)

شیخ ملا محمد عابد سندھی فرماتے ہیں کہ: "محض حدیث کے موضوع اور باطل ہونے کا دعویٰ کر دینے سے حدیث موضوع اور باطل نہیں ہو سکتی تا آنکہ وجوہ طعن ثابت نہ ہوں، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کے رجال رجال الصحیح ہیں لہٰذا اب ضعف نہیں رہا مگر یہ کہ امام مالک

رحمہ اللہ سے لینے والے راوی مطعون ہوں لیکن اصل طعن نہ ہونا ہے چنانچہ یہ حدیث میرے نزدیک یقینی طور پر صحیح ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت رفع کو دیکھا تو رفع کو بیان کیا اور جس وقت عدم رفع کو دیکھا تو اس حالت کی خبر دی، لیکن ان کی حدیث میں ان دو عملوں میں سے متعین طور پر کسی ایک پر ہمیشگی اور دوام کا پتہ نہیں چلتا، اور جہاں تک حدیث شریف میں لفظ (کَانَ) ہے تو وہ دوام اور ہمیشگی پر ہر وقت دلالت نہیں کرتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وارد ہے کہ: (کَانَ یَقِفُ عند الصخرات السُّود بعرفة) ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں کالے پتھروں کے پاس ٹھہرتے تھے''، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج (حجۃ الوداع) کیا ہے، لہٰذا اس حدیث کے تضعیف کی کوئی سبیل نہیں ہے چہ جائیکہ اس کو موضوع کہا جائے''

(الامام ابن ماجہ وکتابہ السنن معہ حاشیہ، ص: 252)

جواب نمبر 2: اگر زبیر علی زئی صاحب کے نزدیک کسی محدث کی مبہم جرح پر کسی بھی ثقہ راویوں کی بیان کردہ صحیح حدیث کو موضوع اور باطل قرار دیا جاسکتا ہے تو پھر موصوف کو چاہیئے کہ رفع الیدین کرنے والی جتنی بھی صحیح احادیث ہیں انہیں بھی موضوع اور باطل تسلیم کرلیں کیونکہ امام مالک سے رفع الیدین کرنے والی احادیث کے بارے میں منقول ہے کہ

''وَكَانَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ مَالِكٍ ضَعِيفًا إِلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ''

''امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں''

(المدونۃ الکبریٰ للامام مالک: 1/165 دار الفکر بیروت)

یہاں اگر کوئی حنفی یہ کہے کہ کیونکہ امام مالک جیسے جلیل القدر محدث نے فرمایا ہے کہ رفع الیدین کرنا ضعیف ہے سوائے تکبیر تحریمہ کے لہٰذا رکوع میں جاتے، رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع الیدین کرنے والی تمام احادیث امام مالک کے قول کے مطابق ضعیف ہیں تو کیا زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین امام مالک کی اس جرح کو قبول کریں گے؟ حالانکہ امام مالک (متوفی 179ھ) تبع تابعین میں سے ہیں اور آپ کا زمانہ امام یحییٰ بن معین (متوفی 230ھ) اور امام احمد بن حنبل (متوفی 241ھ) کے زمانے کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قریب کا ہے اور درج ذیل حدیث کے مطابق امام مالک کی گواہی امام یحییٰ

بن معین اور امام احمد بن حنبل کی گواہی کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے پھر بھی زبیر علی زئی صاحب امام مالک کی جرح کو قبول نہیں کرتے، تو پھر امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل کی مبہم جرحوں کو ہم کس طرح سے قبول کریں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ" ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ میرے قرن کے لوگ (یعنی صحابہ) ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تابعی) اور پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تبع تابعین) اور پھر ان قرنوں کے بعد ان لوگوں کا زمانہ آئے گا جن کی گواہی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے'' (صحیح مسلم: 7/184 رقم 6632)

اگر کسی حدیث کا دارمدار حدیث کی سند و متن کی بجائے آئمہ محدثین کے اقوال پر ہے تو پھر صرف احناف پر ائمہ مجتہدین کی تقلید کا الزام کیوں؟ جب ایک حنفی صحیح سند و متن کی حدیث کو امام ابوحنیفہ کے قول پر ضعیف یا منسوخ تسلیم کرتے ہوئے ترک کر دیتا ہے تو اس پر فوراً قرآن و حدیث کی مخالفت کا الزام لگا کر مقلد و مشرک ہونے کا فتویٰ دے دیا جاتا ہے لیکن جب یہی کام کوئی غیر مقلد کرتا ہے تو اسے قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا اہل حدیث کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے، بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے؟

زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین کا امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل کے بلا دلیل اقوال پر ایک صحیح حدیث کو ضعیف کہنا ان کی اندھی تقلید کرنا ہے، لہٰذا جب آپ کسی امام کے بلا دلیل قول پر ایک صحیح حدیث کو ضعیف کہہ کر رد کر سکتے ہیں تو پھر ہمارا بھی پورا حق ہے کہ ہم امام ابراہیم نخعی امام ابوحنیفہ اور امام مالک جیسے جلیل القدر تابعین و تبع تابعین پر اعتماد کرتے ہوئے

رفع الیدین کرنے والی تمام احادیث کو منسوخ قرار دے سکتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے صفحہ 170 پر اپنا دوسرا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ابو بکر بن عیاش آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے'' ''حافظ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں اس کی تصریح کی ہے کہ ابن عیاش جب بڑی عمر کے ہوئے تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا جب وہ روایت کرتے تو ان کو وہم ہو جاتا تھا صحیح بات یہ ہے کہ جس بات میں انھیں وہم ہوا ہے اسے چھوڑ دیا جائے اور غیر وہم والی روایت میں اس سے حجت پکڑی جائے''

(التہذیب: ج ۱۲/ص ۳۹؛ نصب الرایۃ: ج ۱/ص ۴۰۹)

جواب نمبر 1: زبیر علی زئی صاحب کے اس بے ربط اعتراض سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف علم غیب جانتے ہیں کہ انہیں تقریباً چودہ سو (۱۴۰۰) سال قبل وفات پانے والے ابو بکر بن عیاش کے حالات کا علم ہو گیا کہ انہوں نے یہ حدیث اپنی آخری عمر میں اختلاط کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد بیان کی ہمارا زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین سے مطالبہ ہے کہ اپنے اس دعوٰی کی صحیح سند سے کوئی ایک مستند دلیل پیش کر دیں جس سے یہ ثابت ہو کہ ابو بکر بن عیاش نے یہ حدیث آخری عمر میں اختلاط کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد بیان کی تھی ورنہ اپنے اس بے ربط اعتراض سے رجوع کر لیں حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کی سند صحیح علی شرط الشیخین ہے لہٰذا زبیر علی زئی صاحب کا اسے ضعیف اور باطل قرار دینا بالکل غلط ہے رہا سوال یہ کہ بعض محدثین نے اس روایت کو ابو بکر بن عیاش کے اختلاط کی وجہ سے وہم قرار دیا ہے، تو عرض ہے کہ امام نووی نے مختلط رواۃ کے متعلق قاعدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ صحیحین میں مختلط رواۃ کی جو روایات لی گئی ہیں وہ قبل الاختلاط اخذ پر محمول ہیں (تہذیب الاسماء للنووی: 6/40)

جبکہ زیر بحث روایت ابی بکر بن عیاش کے طریق سے مروی ہے اور یہی طریق صحیح بخاری 6/185: رقم 4888 (حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ حُصَيْنٍ) میں موجود ہے معلوم ہوا کہ یہ روایت قبل الاختلاط مروی ہے لہٰذا وہم والا اعتراض بھی باطل قرار پایا۔

دوسری بات یہ کہ ابو بکر بن عیاش صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجالوں میں سے ہیں اور ان سے مروی بہت سی احادیث بخاری و مسلم میں درج ہیں لہٰذا اس بات کا فیصلہ آپ کیسے کر سکتے ہیں کہ کس روایت

میں انہیں وہم ہوا ہے اور کونسی روایات غیر وہم والی ہیں ابوبکر بن عیاش سے ترک رفع الیدین پر صرف ایک ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی نہیں ہے بلکہ ان کے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی بالکل اسی متن کے ساتھ حدیث مروی ہے اور ساتھ میں ابوبکر بن عیاش کا اپنا قول بھی موجود ہے جس میں فرماتے ہیں کہ: ''وَلَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي دَاوُد، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: مَا رَأَيْت فَقِيهًا قَطُّ يَفْعَلُهُ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى''۔ ''ابن ابی داود نے احمد بن یونس سے انہوں نے امام ابوبکر بن عیاش سے نقل کیا کہ میں نے کسی عالم فقیہ کو کبھی تکبیر افتتاح کے علاوہ رفع یدین کرتے نہیں پایا'' (شرح معانی الآثار للطحاوی: 1 / 227 رقم 1367)

اب بھلا کوئی ثقہ راوی حافظہ کی خرابی کے بعد مختلف اسناد و متن اور صحابہ کرام و فقہاء کرام کے حوالوں کے ساتھ ایک ہی بات بیان کرے اور امام بخاری کے استاذ ابوبکر ابن ابی شیبہ جیسے جلیل القدر محدث بنا کسی اعتراض کے اس حدیث کو بسند صحیح اپنی کتاب میں رقم کر لیں، اور امت مسلمہ کی سب سے بڑی تعداد اس پر عامل ہو جائے، ایسا ممکن نہیں پھر بھی اگر کوئی اس بات پر بضد ہے تو اس سے درخواست ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جتنی بھی احادیث ابوبکر بن عیاش سے مروی ہیں ان تمام احادیث کے صحیح ہونے کا انکار کرتے ہوئے صحیح بخاری و صحیح مسلم کو اصح الکتب کہنا چھوڑ دیں کیونکہ جس راوی کو اس حدیث پر وہم ہو سکتا ہے اسے بقیہ تمام احادیث پر بھی وہم ہو سکتا ہے اس بات کا فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ انہیں کس حدیث پر وہم ہوا ہے اور کس پر نہیں لہٰذا ان کی ایک روایت کا انکار کرنا اور بقیہ تمام روایات کو قبول کرنا عقل سے بالاتر ہے۔

جواب نمبر 2: غیر مقلد عالم زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے صفحہ نمبر ۱۲۰ پر حضرت عطاء بن ابی رباح سے رفع الیدین پر مروی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس کے ایک راوی ابو النعمان محمد بن الفضل عارم (۲۱۳ھ) پر بھی یہی الزام ہے کہ وہ اپنی آخری عمر میں تغیر کا شکار ہو گئے تھے۔ انہیں اختلاط ہوا، حتیٰ کہ ان کی عقل زائل ہو گئی۔ (کتاب المختلطین: ص ۱۱۶-۱۱۷؛ تقریب التہذیب: رقم ۶۲۲۶؛ ہدی الساری: ص ۴۴۱؛ الجرح والتعدیل: ج ۸ ص ۵۹)

تعجب کی بات ہے کہ رفع الیدین کرنے کی حدیث کے راوی ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم پر بھی اختلاط کے مرض کا وہی الزام ہے جو ابوبکر بن عیاش پر ہے مگر زبیر علی زئی صاحب کتنی ڈھٹائی کے ساتھ حافظ ذہبی کے قول سے استدلال کرتے ہوئے رفع الیدین کی اس حدیث کی تائید میں فرماتے ہیں کہ ”وہ موت سے پہلے تغیر (ضعف حافظہ واختلاط) کا شکار ہوئے اور اس حالت تغیر میں انھوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی“ درج ذیل دلائل، کی روشنی میں زبیر علی زئی صاحب کا دعویٰ ۱۰۰ فیصد غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے امام بخاری فرماتے ہیں: ”محمد بن الفضل ابو النعمان السدوسی البصری یقال له عارم تغیر بآخرہ“۔ ”ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم اپنی آخری عمر میں تغیر کا شکار ہو گئے تھے“۔ (تاریخ الکبیر للبخاری: ج ۱ص ۲۰۸، رقم الترجمة ۶۵۴)

اس راوی ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم پر امام بخاری رحمہ اللہ سمیت دیگر بہت سے محدثین نے بھی یہی جرح کی ہے جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

(1) امام ابوداؤد (م 275ھ) (الضعفاء الکبیر للعقیلی: 4/ 121، 122)

(2) امام ابوحاتم الرازی (م 277ھ)

(الجرح والتعدیل للرازی: 8/ 69، 70۔ سیر اعلام النبلاء: 7/ 464)

(3) امام موسیٰ بن حماد (الضعفاء الکبیر للعقیلی: 4/ 122، الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب: ص 136)

(4) امام ابراھیم الحربی (م 285ھ)

(الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب: ص 136، الکواکب النیرات لابن الکیال: ص 99)

(5) امام عقیلی (م 322ھ) (الضعفاء الکبیر للعقیلی: 4/ 122)

(6) امام ابن ابی حاتم الرازی (م 327ھ): (الجرح والتعدیل للرازی: 8/ 69)

(7) امام امیۃ الاھوازی (الضعفاء الکبیر للعقیلی: 4/ 123)

(8) امام ابن حبان (م 354ھ)

(1) تہذیب التہذیب: 6/ 258 (2) سیر اعلام النبلاء: 7/ 465

(3) الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: 2/ 91، 92

(9) امام ابو الولید الباجی (م 474ھ): (التعدیل والتجریح للباجی: 2/ 675، 676)

(10) امام ابن الجوزی (م 598ھ) (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: 2/ 91، 92)

(11) امام ابن الصلاح (م 642ھ) (مقدمۃ ابن الصلاح: ص 368)

(12) امام نووی (م 676ھ) (تقریب مع التدریب:: 2/ 323، 329)

(13) امام ابو الحجاج المزی (م 742ھ) (تہذیب الکمال للمزی: 9/ 272، 273)

(14) امام ذہبی (م 748ھ) (العبر للذہبی: 1/ 195، تذکرۃ الحفاظ: 1/ 301)

(15) امام ابن کثیر الدمشقی (م 774ھ) (اختصار علوم الحدیث: ص 239)

(16) امام عراقی (م 804ھ) (فتح المغیث للعراقی: ص: 454، 459، 460)

(17) امام ابن حجر عسقلانی (م 852ھ) (تقریب لابن حجر 2/ 547 تہذیب: 5/ 258)

(18) امام جلال الدین سیوطی (م 911ھ) (تدریب الراوی للسیوطی: 2/ 323)

(19) امام احمد بن عبداللہ الخزرجی (م 923ھ)

(خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی: ص 356)

(20) امام محمد بن احمد الکیال (م 926ھ)

(الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات لابن الکیال: ص 97، 98)

(21) امام ابن العماد الحنبلی (م 1089ھ) (شذرات الذہب لابن العماد: 2/ 159)

حافظ ابن حبان نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ: ”اختلط فی آخر عمرہ حتی کان لا یدری مایحدث بہ فوقع فی حدیثہ المناکیر الکثیرۃ فیجب التنکب عن حدیثہ فیما رواہ المتأخرون فان لم یعلم ھذا من ھذا ترک الکل ولا یحتج بشئ منھا“ (تہذیب التہذیب لابن حجر: 5/ 258)

مشہور محدث علامہ نیموی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”فیہ النعمان محمد بن فضل السدوسی و ھو ثقۃ تغیر بالآخرۃ رواہ عنہ ابو اسماعیل السلمی و ھو لیس من اصحابہ القدماء“ (التعلیق الحسن: ص 114)

مندرجہ بالا قاعدے سے معلوم ہوا کہ ابو النعمان محمد بن الفضل عارم کے جو شاگرد قدماء [اول

عمر کے شاگردوں] میں سے نہ ہو بلکہ متاخرین شاگردوں میں سے ہو تو اس سے مروی روایت متروک قرار پائے گی زبیر علی زئی صاحب کی بیان کردہ روایت میں ابو النعمان محمد بن الفضل عارم سے روایت کرنے والے محمد بن اسماعیل السلمی قدماء شاگردوں میں سے نہیں ہیں بلکہ متاخرین شاگردوں میں سے ہیں

قال الإمام الدارمی رحمه الله: حدثنا أبو النعمان، ثنا سعيد بن زيد، ثنا عمرو بن مالك النكری حدثنا أبو الجوزاء أوس بن عبد الله قال: (قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطاً شَدِيداً، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لاَ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ. قَالَ: فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَراً حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الإِبِلُ، حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ)

''اوس بن عبد اللہ فرماتے ہیں، اہل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہو گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے یہ حالت بیان کی، انہوں نے فرمایا: جاؤ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر کی طرف سے تھوڑا سا کھول دو، اس طرح کہ قبر اور آسمان کے درمیان کوئی چھت نہ ہو، کہتے ہیں: لوگوں نے ایسا ہی کیا، تو اللہ تعالی نے اتنی بارش نازل فرمائی کہ ہر طرف ہریالی پھیل گئی، اونٹ اس قدر سیر ہو گئے کہ چربی کی وجہ سے ان کے جسمانی اعضاء الگ الگ نظر آنے لگے، اس مناسبت سے اس سال کو 'عام الفتق' کا نام دیا گیا'' (سنن الدارمی: 1/56 رقم 92)

رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے فیض حاصل کرنے پر پیش کی جانے والی مندرجہ بالا حدیث پر غیر مقلدین حضرات یہی اعتراض پیش کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ابو النعمان محمد بن الفضل عارم راوی موجود ہے جو اپنی آخری عمر میں تغیر کا شکار ہو گئے تھے انہیں اختلاط ہوا، حتیٰ کہ ان کی عقل زائل ہو گئی۔

مشہور غیر مقلد محدث علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

''أن أبا النعمان هذا هو محمد بن الفضل يعرف بعارم وهو وإن كان ثقة فقد اختلط فی آخر عمره. وقد أورده الحافظ برهان الدين الحلبی فی

"الاغتباط بمن رمي بالاختلاط" تبعا لابن الصلاح حيث أورده في (المختلطين) من كتابه "المقدمة" وقال: "والحكم فيهم أنه يقبل حديث من أخذ عنهم قبل الاختلاط، ولا يقبل من أخذ عنهم بعد الاختلاط، أو أشكل أمره فلم يدر هل أخذ عنه قبل الاختلاط أو بعده"قلت (الألباني): وهذا الأثر لا يُدرى هل سمعه الدارمي منه قبل الاختلاط أو بعده، فهو إذن غير مقبول، فلا يحتج به"

"یہی وجہ ہے کہ راوی ابونعمان جس کا نام محمد بن الفضل ہے، اگر چہ ثقہ راوی ہے مگر آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہوا تھا یعنی ضعف حافظہ کے سبب آخری عمر میں صحیح وضعیف کو ملا کر بیان کرتا تھا، علم حدیث میں ایسے مختلط راوی کا حکم یہ ہے کہ جو روایات اختلاط سے قبل کی ہوں وہ مقبول ہوتی ہیں جو اختلاط کے بعد ہوں وہ نا قابل قبول جبکہ جن روایات کے بارے میں علم نہ ہو کہ اختلاط سے قبل کی ہیں یا بعد کی وہ بھی مشکوک ہونے کی بنا پر مقبول نہیں ہوتیں، اور مذکورہ روایت بھی انہی میں سے ہے اس کے بارے میں واضح نہیں کہ یہ اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی"

(التوسل أنواعه واحکامه للعلامة المحدث محمد ناصر الدين الالبانی: ص 127)

مندرجہ بالا تحقیق سے زبیر علی زئی صاحب کے مزید کئی جھوٹ اور ناقص تحقیقات کا پردہ فاش ہوا جو درجہ ذیل ہیں:

۱۔ زبیر علی زئی صاحب کا رفع الیدین پر پیش کی جانے والی حدیث کے راوی ابو النعمان محمد بن الفضل عارم کے بارے میں یہ کہنا کہ انھوں نے اختلاط کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد کوئی حدیث بیان نہیں کی، ان کا سب سے بڑا جھوٹ ہے جس کی دلیل جمہور محدثین کی جرح اور غیر مقلد محدث علامہ ناصر الدین البانی کا اس راوی کے بارے میں بیان ہے۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع الیدین کی زیر بحث حدیث کے راوی ابوبکر بن عیاش پر زبیر علی زئی صاحب نے جو اختلاط کے مرض کا الزام عائد کیا ہے وہی الزام حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی رفع الیدین کی حدیث کے راوی ابو النعمان محمد بن الفضل عارم پر بھی ہے، لہٰذا زبیر علی زئی صاحب کا ابوبکر عیاش کی حدیث کو ضعیف کہنا اور ابو النعمان محمد بن الفضل عارم

کی حدیث سے استدلال کرنا ان کی ناقص و متعصب تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۳۔ اگر زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین کے نزدیک راوی ابو النعمان محمد بن الفضل عارم کی بیان کردہ تمام احادیث صحیح ہیں تو پھر ان تمام حضرات سے گزارش ہے کہ سنن دارمی کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے فیض حاصل کرنے کو جائز قرار دیدیں۔

اعتراض نمبر ۳: زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نور العینین کے صفحہ نمبر 170 پر اپنا تیسرا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''امام بخاری نے تفصیل سے بتایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابو بکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسل (منقطع) موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے۔ پہلی بات (یہ متنازعہ حدیث) خطاء فاحش ہے کیونکہ اس نے اس میں ابن عمر کے اصحاب کی مخالفت کی ہے'' (نصب الرایۃ: ج ا ص ۴۰۹)

جواب: زبیر علی زئی صاحب نے امام بخاری کا وہ قول تو بیان کر دیا جس سے ان کے موقف کی تائید ہوتی ہے لیکن امام بخاری کا وہ قول بیان نہیں کیا جس سے اس حدیث کے صحیح ہونے کی واضح دلیل ملتی ہے کیونکہ موصوف جانتے تھے کہ اگر انہوں نے امام بخاری کا مکمل موقف بیان کر دیا تو امام بخاری کی جرح مضطرب ثابت ہو جائے گی لہٰذا موصوف نے صرف اپنے مطلب کی بات بیان کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی اس حدیث پر امام بخاری کا مکمل موقف جاننے کے لئے امام بخاری کا دوسرا قول رقم کیے دیتے ہیں تا کہ قارئین کو حق بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

''قَالَ الْبُخَارِیُّ: "وَيُرْوَى عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ لَمْ يَرَ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى وَرَوَى عَنْهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَمْ يَحْفَظْ مِنِ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ سَهَا كَبَعْضِ مَا يَسْهُو الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ فِي الشَّيْءِ بَعْدَ الشَّيْءِ كَمَا أَنَّ عُمَرَ نَسِيَ الْقِرَاءَةَ فِي الصَّلَاةِ، وَكَمَا أَنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّمَا يَسْهُونَ فِي الصَّلَاةِ فَيُسَلِّمُونَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، وَالثَّلَاثِ أَلَا تَرَى أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمِي مَنْ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بِالْحَصَى

فَكَيْفَ يَتْرُكُ ابْنُ عُمَرَ شَيْئًا يَأْمُرُ بِهِ غَيْرَهُ، وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ؟"

"امام بخاری نے کہا: اور ابو بکر عیاش عن حصین عن مجاہد (کی سند) سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو سوائے پہلی تکبیر کے رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور ان (ابن عمر) سے اہل علم نے (اثبات رفع یدین کی) روایت کی ہے بے شک اس (راوی ابو بکر عیاش) نے (اس سند کے ساتھ ابن عمر سے) یاد نہیں رکھا الا یہ کہ (بشرط صحت و بفرض محال کہا جائے گا کہ) ابن عمر بھول گئے جیسا کہ بعض آدمی نماز میں، ایک کے بعد دوسری چیز کو بھول جاتا ہے۔ جس طرح کہ عمر رضی اللہ عنہ نماز میں قرأت بھول گئے تھے اور جس طرح کہ محمد ﷺ کے صحابہ کرام بعض اوقات نماز میں بھول جاتے تھے تو دو یا تین رکعتوں پر سلام پھیر دیتے تھے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریوں سے مارتے تھے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اس چیز کو کس طرح ترک کر سکتے تھے جس کا حکم وہ دوسروں کو دیتے تھے اور جو فعل انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا" (جزء رفع الیدین للبخاری: ص 46،45)

امام بخاری کی مکمل جرح کے الفاظ سے یہ ثابت ہو گیا کہ امام بخاری کو اس حدیث کی سند اور متن پر کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ انہوں نے یہ کہہ کر راوی ابو بکر بن عیاش پر لگے اس (اختلاط کے) الزام کی بھی تردید فرما دی کہ "ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں رفع یدین کرنا بھول گئے جیسا کہ بعض آدمی نماز میں، ایک کے بعد دوسری چیز کو بھول جاتا ہے" یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اختلاط کے الزام کے باوجود خود اپنی صحیح میں ابو بکر بن عیاش سے احتجاج کیا ہے امام بخاری کا ہر اشکال ان کے دوسرے اشکال کی نفی کرتا نظر آتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاری کو خود اپنی جرح پر اطمینان نہیں تھا امام بخاری نے سب سے پہلے تو یہ اشکال کیا کہ "بے شک اس (راوی ابو بکر عیاش) نے (اس سند کے ساتھ ابن عمر سے) یاد نہیں رکھا" پھر فرماتے ہیں کہ "ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں رفع یدین کرنا بھول گئے جیسا کہ بعض آدمی نماز میں، ایک کے بعد دوسری چیز کو بھول جاتا ہے" پھر خود ہی اس بات پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "کیا آپ نہیں دیکھتے

کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریوں سے مارتے تھے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اس چیز کو کس طرح ترک کر سکتے تھے جس کا حکم وہ دوسروں کو دیتے تھے"

امام بخاری کے پیش کردہ اشکالات پر سب سے بڑا اشکال تو یہ ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے سب سے زیادہ حریص اور پابند تھے، اور رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریوں سے مارتے تھے، تعجب کی بات ہے کہ انہیں تکبیر اولیٰ کا رفع یدین تو یاد رہا لیکن اس کے بعد کا کوئی ایک رفع یدین بھی یاد نہیں رہا امام بخاری کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور فقیہہ صحابی کے بارے میں ایسا کہنا قائلین رفع کے لئے تو مناسب اور تسلی بخش ہوگا لیکن ہم احناف کے لئے تو ایسا سوچنا بھی ممکن نہیں لہٰذا ہم یہاں یہ کہنے پر حق بجانب ہونگے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب رسول ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو رفع یدین کیا لیکن جب ان کے نزدیک اس کے نسخ کے دلائل واضح ہو گئے تو صرف تکبیر اولیٰ کے رفع یدین کو باقی رکھا اور اس کے بعد والے رفع یدین کو ترک کر دیا

امام طحاوی نے بھی امام بخاری کی جرح کا یہی جواب دیا ہے:

"فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ يَرْفَعُ، ثُمَّ قَدْ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِيِّ فَلَا يَكُونُ ذَالِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا قَدْ رَأَى النَّبِيَّ فِعْلَهُ وَقَامَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ بِذَالِكَ فَإِنْ قَالَ: قَائِلٌ "هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ" قِيلَ لَهُ "وَمَا دَلَّكَ عَلَى ذَالِكَ؟ فَلَنْ تَجِدَ إِلَى ذٰلِكَ سَبِيلًا فَإِنْ قَالَ: فَإِنَّ طَاوُسًا قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ يَفْعَلُ مَا يُوَافِقُ مَا رُوِيَ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ، مِنْ ذَالِكَ قِيلَ لَهُمْ: فَقَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ طَاوُسٌ، وَقَدْ خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ. فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَآهُ طَاوُسٌ مَا يَفْعَلُهُ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ، ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ فَتَرَكَهُ وَفَعَلَ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ هٰكَذَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْمَلَ مَا رُوِيَ عَنْهُمْ، وَيُنْفَى عَنْهُ الْوَهْمُ، حَتّٰى يَتَحَقَّقَ ذٰلِكَ، وَإِلَّا سَقَطَ أَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ"

"ابن عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا پھر انھوں

نے ہاتھوں کا اٹھانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چھوڑ دیا اور اس کے خلاف عمل کیا یہ اس صورت میں درست ہے جبکہ ان کے ہاں اس کا نسخ ثابت ہو چکا ہو، جس کو انہوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھا تھا اور ان کے ہاں اس کے نسخ کی دلیل ثابت نہ ہوگئی ہے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ روایت سرے سے منکر ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا، آپ کو کس نے بتلایا؟ آپ کے لئے اس کے منکر قرار دینے کی کوئی صورت نہیں اگر کوئی یہ کہے کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ فعل کرتے دیکھا جو اس روایت کے موافق ہے جو انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، تو جواب میں یہ کہا جائے گا کہ طاؤس نے یہ بات ذکر کی ہے مگر مجاہد نے ان کی مخالفت کی ہے۔ تو اب یہ کہنا درست ہوا کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس وقت کے عمل کو دیکھا جب ان کے سامنے نسخ کے دلائل نہ آئے تھے، پھر جب ان کے ہاں نسخ کے دلائل قائم ہو گئے تو انہوں نے رفع الیدین کو ترک کر دیا اور وہی کیا جو ان سے مجاہد نے دیکھا اسی طرح مناسب یہ ہے کہ جو ان سے مروی ہے وہ اس پر محمول کیا جائے اور وہم کی نفی کی جائے تا کہ یہ بات ثابت ہو جائے ورنہ اکثر روایات کو ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا" (شرح المعانی الآثار للطحاوی:1/ 225 رقم 1357)

لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں ترک رفع یدین جو احناف کا موقف ہے واضح طور پر ثابت ہے



غیر مقلدین کے دلائل اثبات رفع الیدین کا تحقیقی جائزہ

باب نمبر اول:

دلیل نمبر 1:

{غیر مقلدین کی بنیادی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیق}

غیر مقلدین اپنے دعوٰی کو ثابت کرنے کے لئے جو سب سے بنیادی دلیل پیش کرتے ہیں وہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہے غیر مقلدین حضرات مناظر ہوں یا عوام جو روایت بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں جو کہ بخاری و مسلم مستند کتب میں ہے اور کہتے ہیں لو جی رفع یدین ثابت ہو گیا مثلاً نور العینین، صلوٰۃ الرسول، سبیل الرسول، کیا رفع یدین منسوخ ہے؟ وغیرہا کتب میں بڑے زور شور سے لکھ کر یہی دعوٰی کیا گیا ہے اس روایت کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے

بنیادی نکات:

اس حدیث پر عمل نہ کرنے کے چند بنیادی نکات درج ذیل ہیں جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں پیش کی جائے گی

(1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات کے مضامین میں سخت اضطراب ہے

(2) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جب کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو ترجیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ہو گی

(3) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے خود بھی اختلافی رفع یدین کا ترک ثابت ہے

(4) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے 500 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے اس اختلافی رفع یدین کو ترک فرماتے تھے

{حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تحقیقی جائزہ}

حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا صحیح محل اور مفہوم کیا ہے؟

سب سے پہلے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع ہے یا موقوف، کیونکہ غیر مقلدین حضرات کے نزدیک

حدیث موقوف حجت ہی نہیں،

یہ بات کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق محدثین کا اختلاف مشہور ہے کہ آیا وہ موقوف ہے یا مرفوع اس کے مرفوع ہونے پر محدثین کا اتفاق نہیں

ملاحظہ فرمائیے محدثین کے تاثرات:

(1) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا لکھتے ہیں:

[رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ، وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَرًا۔]

یعنی اس روایت کو کوئی مرفوع بیان کرتا ہے اور کوئی مختصراً یعنی موقوف

(صحیح بخاری: 1/ 188 تحت رقم 739 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ.)

(2) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے امام اسماعیلی کا قول لکھتے ہیں:

[وحكى الإسماعيلى عن بعض مشايخه أنه أومأ إلى أن عبد الأعلى أخطأ فى رفعه قال الإسماعيلى وخالفه عبد الله بن إدريس وعبد الوهاب الثقفى والمعتمر يعنى عن عبيد الله فرووه موقوفا عن بن عمر قلت وقفه معتمر وعبد الوهاب عن عبيد الله عن نافع كما قال لكن رفعاه عن عبيد الله عن الزهرى عن سالم عن بن عمر]

ترجمہ: بعض مشائخ نے اشارہ کیا ہے کہ عبدالاعلیٰ نے اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں غلطی کی ہے کیونکہ عبد اللہ بن ادریس، عبدالوہاب الثقفی اور معتمر یعنی عبیداللہ سب اس روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف بیان کرتے ہیں (فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر: 2/ 222)

(3) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو لکھنے کے بعد اس اختلاف کو نقل کرتے ہیں:

[وَعَبْدُ الأَعْلَى يَنْفَرِدُ بِرَفْعِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم]

ترجمہ: اور عبدالاعلیٰ اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں منفرد ہے (یعنی دوسرے لوگ مرفوع

روایت نہیں بیان کرتے) (سنن الکبریٰ للبیہقی:2/136 تحت رقم 2928)

(4) امام محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ، شرح موطاء امام مالک میں ہے:

[لأن سالما ونافعا لما اختلفا فی رفعه ووقفه]

ترجمہ: یعنی سالم اور نافع اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے

(شرح الزرقانی علی موطاء الامام مالک:1/229)

(5) قاضی الشوکانی "نیل الاوطار" میں لکھتے ہیں:

[قال أبو داود: رواه الثقفی یعنی عبد الوهاب عن عبید الله یعنی ابن عمر بن حفص فلم یرفعه وهو الصحیح. و كذا رواه اللیث بن سعد وابن جریج ومالك یعنی موقوفا. وحكى الدارقطنی فی العلل الاختلاف فی رفعه و وقفه]

ترجمہ: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کو موقوف روایت کیا الثقفی یعنی عبد الوہاب عن عبید اللہ یعنی ابن عمر بن حفص نے، اور یہ ہی صحیح ہے اور لیث بن سعد، ابن جریج اور امام مالک نے اسے موقوف روایت کیا اور امام دارقطنی نے کتاب العلل میں اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے کا اختلاف نقل کیا ہے (نیل الأوطار من أحادیث سید الأخیار شرح منتقی الأخبار:2/196)

(6) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اس اختلاف کو لکھ کر ڈنکے کی چوٹ پر فیصلہ فرماتے ہیں:

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ الصَّحِيحُ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ وَلَيْسَ بِمَرْفُوعٍ.]

ترجمہ: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے مرفوع نہیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل نہیں) (سنن ابوداؤد:1/270 تحت رقم 741)

(7) امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

[ولم یتابع علی رفعه.]

اس مرفوع روایت کا کوئی متابع نہیں، پھر موقوف روایت لکھتے ہیں

[حَدَّثنا علی بن عبد العزیز، قال: حَدَّثَنا القعنبی عن مالك عن نافع

أن عبد الله بن عمر كان إذا ابتدأ الصلاة يرفع يديه حذو منكبيه وإذا رفع من الركوع رفعهما دون ذلك وهذا أولى]

اس روایت کا موقوف ہونا ہی بہتر ہے (الضعفاء للعقیلی: 2/68 تحت رقم 512)

(8) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو موقوف ہی روایت کیا ہے:

[وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ.] (موطاء امام مالک: 1/126 رقم 201)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو موقوف روایت کیا ہے:

[قَالَ الشَّافِعِيُّ: رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى أخبرنا مَالِكٌ عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ أَنَّهُ كان إذا ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وإذا رَفَعَ رَأْسَهُ من الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذلك.] (الام للشافعی: 7/200)

(9) امام اصیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[وقال الأصيلي لم يأخذ به مالك لأن نافعا وقفه على ابن عمر وهو أحد الأربع التي اختلف فيها سالم ونافع]

ترجمہ: امام اصیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے (اختلافی رفع یدین) پر عمل نہیں کیا کیونکہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کو موقوف بیان کیا اور یہ ان چار روایتوں میں ایک روایت ہے جہاں سالم اور نافع میں اختلاف ہے۔

(شرح الزرقانی علی موطاء الامام مالک: 1/229)

(10) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو موقوف روایت کیا ہے:

[أخبرنا مالك حدثنا نافع أن عبد الله بن عمر: كان إذا ابتدأ الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما دون ذلك]

(موطاء امام محمد بتحقیق تقی الدین: 1/175 رقم 100)

{تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ}

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت چار انداز میں ہے:

(1) [حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ.]

ترجمہ: عبداللہ بن مسلمہ عن مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ اور وہ اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے جب نماز شروع کرتے اور رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: 1 / 187 رقم 735 باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الأولی مع الافتتاح سواء.)

اس روایت میں دو رکعتوں کے بعد اٹھنے کے وقت رفع یدین کا بیان نہیں، جس پر غیر مقلدین کا عمل ہے لہٰذا یہ روایت غیر مقلدین کی دلیل نہیں بن سکتی۔

(2) [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ فِي الصَّلاَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلاَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ]

ترجمہ: محمد بن مقاتل بیان کرتے ہیں، عبداللہ بن مبارک سے، وہ یونس سے، وہ زہری سے اور وہ سالم سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے جب نماز شروع کرتے اور رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں

کو اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے۔
(صحیح بخاری: 1/ 187 رقم 736 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ.)

اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کا ذکر ہے جب کہ پہلی روایت میں اس کا بیان نہیں مگر تیسری رکعت کے رفع یدین کا بیان نہیں، اور ربنا ولک الحمد کے پڑھنے کا بھی بیان نہیں، لہٰذا یہ روایت بھی غیر مقلدین کے موقف پر پورا نہیں اترتی تو پھر ان کی دلیل کیسے بن سکتی ہے

(3) [حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يَسْجُدُ، وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ.]

ترجمہ: ابو یمان بیان کرتے ہیں شعیب سے، وہ زہری سے، وہ سالم سے اور وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کہتے اور رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدے کو جاتے وقت، اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: 1/ 188 رقم 738)

ان تینوں روایتوں میں سجدوں میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان ہے، دوسری اور اس تیسری روایت میں حضور ﷺ کو دیکھنے کا ذکر ہے مگر پہلی روایت میں نہیں، دونوں دیکھنے والی روایتوں میں سے ایک میں ربنا لک الحمد کا بیان ہے دوسری میں نہیں اور نہ ہی اس تیسری روایت میں تیسری رکعت کو کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کا بیان ہے تو یہ روایت غیر مقلدین کی دلیل کیسے بن گئی۔

(4) [حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا

قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَالِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.]

ترجمہ: عیاش روایت کرتے ہیں عبدالاعلیٰ سے، وہ عبید اللہ سے، وہ نافع سے، کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا جب سمع اللہ لمن کہا تو رفع یدین کیا اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو رفع یدین کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی (صحیح بخاری: 1/ 188 رقم 739)

{قابل توجہ بات}

اس چوتھی روایت میں تیسری رکعت کے رفع یدین کا بیان ہے پہلی دو روایتوں میں [سجدوں کا رفع یدین نہ کرنے کا بیان] ہے تیسری روایت میں سجدہ کو جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا انکار ہے جب کہ اس چوتھی روایت میں سجدوں کے رفع یدین کی نفی موجود نہیں، پہلی تین روایتوں میں ہاتھ کندھوں تک اٹھانے کا بیان تھا لیکن اس چوتھی روایت میں اس کا بیان نہیں اور نہ ہی اس روایت میں ربنا ولک الحمد کا بیان ہے۔

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ جب صحیح بخاری: 1/ 187، 188 میں چار روایتوں کے متن کا یہ حال ہے کہ ان کا مضمون آپس میں مطابقت نہیں رکھتا اور ان روایتوں کے متون میں جو اضطراب ہے وہ کسی اہل علم سے چھپا نہیں تو ترجیح کس طرح دی جائے جس کسی روایت کو ترجیح دی جائے گی وہ اکیلی روایت غیر مقلدین کے موقف پر پورا نہیں اترتی، اگر کوئی اہل علم ان چار روایتوں میں سے کسی ایک روایت کو ترجیح دے کر اس کو غیر مقلدین کے دعوی پر پورا کر دکھائے تو پھر اس روایت پر ہم بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اب یہی روایت مزید کئی کتب میں مذکور ہے ان کا بھی مضمون ملاحظہ فرمائیے

{صرف دو مقام پر رفع یدین کا بیان}

صحیح بخاری میں ہے

[حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ

اللهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ.]

ترجمہ: عبد اللہ بن مسلمہ عن مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ اور وہ اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے جب نماز شروع کرتے اور رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: 1 / 187 رقم 735 باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الأولی مع الافتتاح سواء.)

(1) اس روایت کے ایک راوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور نہوں نے موطاء امام مالک بھی اسی طرح دو مقام پر رفع یدین کرنا نقل کیا ہے تیسری رکعت سے اٹھتے وقت رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں صرف نماز کے شروع اور رکوع سے اٹھتے وقت کے رفع یدین کا بیان ہے۔

[وَحَدَّثَنِي يَحْيَى ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ، رَفَعَهُمَا دُونَ ذَالِكَ.

(موطاء امام مالک: 1 / 126 رقم 201)

اس روایت کی پوری سند صحیح بخاری میں درج ذیل مقامات پر موجود ہے

[صحیح بخاری: 2 / 140 رقم 1429، 3 / 34 رقم 1906، 3 / 195 رقم 2546، 3 / 213 رقم 2612 ،4 / 68 رقم 2990، 5 / 162 رقم 4183، 8 / 164 رقم 6646، 8 / 193 رقم 6757، 9 / 31 رقم 6963، 9 / 43 رقم 6999]

(2) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے [جزء رفع الیدین فی الصلوۃ: ص 48 رقم 101] میں دو مقامات پر رفع یدین کی روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

[حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ إِذَا

قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ، وَيَفْعَلُ ذَالِكَ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَا يَرْفَعُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ.]

(3) امام جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزیلعي رحمۃ اللہ علیہ (م 762 ہجری) فرماتے ہیں:

[وَاعْلَمْ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ هٰذَا رَوَاهُ مَالِكٌ فِي مُوَطَّئِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ، انْتَهَى. لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الرَّفْعَ فِي الرُّكُوعِ. هٰكَذَا وَقَعَ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى، وَتَابَعَهُ عَلَى ذَالِكَ جَمَاعَةٌ مِنْ رُوَاةِ الْمُوَطَّأِ: مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ. وَالْقَعْنَبِيُّ. وَأَبُو مُصْعَبٍ. وَابْنُ أَبِي مَرْيَمَ. وَسَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ. وَابْنُ الْقَاسِمِ. وَمَعْنُ بْنُ عِيسَى. وَابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ مَالِكٍ،]

ترجمہ: اور میرے علم میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ جو امام مالک نے موطاء میں عن زہری، عن سالم ان ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کی ابتداء فرماتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ہاتھ اٹھاتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے اس روایت میں رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے کا بیان نہیں یہ بات یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں ہے اور اس کی متابعت ایک جماعت نے موطاء سے روایت کی، جن میں یحییٰ بن بکیر، قعنبی، ابو مصعب، ابن ابی مریم، سعید بن عفیر، اور روایت کی ابن وہب نے، ابن القاسم، معن بن عیسیٰ اور ابن ابی اویس نے امام مالک سے۔

(نصب الرایۃ: 1/ 480)

(4) امام ابوداود نے بھی [سنن ابوداود] میں قعنبی کی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے:

[حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ

يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَالِكَ.]

(سنن ابوداود:1/271رقم742)

(5)امام نسائی نے[سنن نسائی]میں یحییٰ بن سعید کی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے:

[أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ الصَّلَاةَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.] (سنن نسائی:2/194رقم1057)

(6)امام بیہقی نے بھی[سنن الکبریٰ]میں[امام شافعی اور عبداللہ بن وہب]کی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے:

[أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي قِرَاءَةً وَأَبُو مُحَمَّدٍ: عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْأَصْبَهَانِيُّ إِمْلَاءً قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ: عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْقَاضِي حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ، وَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ.]

(سنن الکبریٰ للبیہقی:2/68رقم2602)

(7)امام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ابوعوانہ[مستخرج ابوعوانہ]میں عبداللہ بن وہب کی سند سے یہی روایت نقل کرتے ہیں:

[أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي قِرَاءَةً وَأَبُو مُحَمَّدٍ: عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الأَصْبَهَانِيُّ إِمْلاَءً قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ: عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْقَاضِي حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ، وَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ.]

(مستخرج ابی عوانہ:2/170 رقم 1252)

(8) امام محمد بن حسن الشیبانی شاگرد امام مالک نے بھی اس کو نقل کیا ہے:

[أخبرنا مالك حدثنا نافع أن عبد الله بن عمر: كان إذا ابتدأ الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما دون ذلك]

(موطاء امام محمد: 1/175 رقم 100 مطبوعہ دمشق)

(9) امام شافعی نے بھی اپنی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے:

[أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ، وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ]

[أخبرنا مالك عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما أنه كان إذا ابتدأ الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا رفع رأسه من الركوع رفعها دُونَ ذالك]

[(أخبرنا): مالك عن نافع عن ابن عُمر رضى الله عنهما: أنه كَانَ إذا

ابتدأ الصَّلاةَ رَفَعَ يَدَيهِ حَذوَ منكبيه وإذا رَفَعَ رأسه من الركوع رَفَعها كَذالِكَ] (مسند الشافعی ترتیب السندی: رقم 211،212،213)

(10) إمام الحافظ أبی القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن محمد الجوہری [مسند الموطاء] میں اسی روایت کو نقل کیا ہے:

[وأخبرنا أحمد بن محمد الإمام قال: حدثنا أحمد يعني النسائی قال أخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله بن عمر عن عبد الله بن عمر: "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا رفع رأسه من الركوع رفعها كذالك وقال: سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد" وكان لا يفعل ذالك في السجود.]

(مسند الموطاء لابی القاسم: ص 42)

{تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ}

{دیگر راویوں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی تائید}

(1) یونس عن الزہری کی سند سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دو مقام پر رفع الیدین کی روایت:

[حَدَّثَنَا عَبدُ اللهِ بنُ صَالِحٍ, حَدَّثَنِي اللَّيثُ, حَدَّثَنِي يُونُسُ, عَنِ ابنِ شِهَابٍ, أَخبَرَنِي سَالِمُ بنُ عَبدِ اللهِ أَنَّ عَبدَ اللهِ يَعنِي ابنَ عُمَرَ قَالَ: رَأَيتُ رَسُولَ اللهِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيهِ حَتَّى تَكُونَا حَذوَ مَنكِبَيهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ, وَيَفعَلُ ذَالِكَ حِينَ يَرفَعُ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ, وَيَقُولُ: سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَهُ, وَلَا يَرفَعُ حِينَ يَرفَعُ رَأسَهُ مِنَ السُّجُودِ.]

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے حتی کہ آپ کے ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے پھر تکبیر کہتے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(جزء رفع یدین للبخاری ترجمہ، تخریج و تعلیق زبیر علی زئی: ص 71 رقم 47) (صحیح ہے)

(2) عبدالاعلیٰ، عبیداللہ، نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے دو مقام پر رفع یدین کی روایت:

[حَدَّثَنَا الْعَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَيَرْفَعُ ذَالِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.]

ترجمہ: عبیداللہ نے حدیث بیان کی نافع سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا رفع یدین کیا اور ابن عمر نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع بیان کیا

(صحیح ہے) (جزء رفع یدین للبخاری ترجمہ، تخریج و تعلیق زبیر علی زئی: ص 72 رقم 49)

(3) ابراہیم بن المنذر، معمر، ابراہیم بن طہمان، ابو الزبیر، ابن عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے دو مقام پر رفع یدین کی روایت:

[حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تُحَاذِيَ أُذُنَيْهِ، وَحِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَاسْتَوَى قَائِمًا فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ.]

ترجمہ: ابراہیم بن طہمان نے ابو الزبیر سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں نے ابن عمر کو دیکھا نماز کے لئے کھڑے ہوئے رفع یدین کیا حتی کہ (آپ کے ہاتھ) آپ کے کانوں کے برابر ہو گئے اور جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہو گئے تو اسی طرح کیا (اس کی سند حسن ہے)

(جزء رفع یدین للبخاری ترجمہ، تخریج و تعلیق زبیر علی زئی: ص 73 رقم 50)

(4) اسماعیل، صالح، نافع، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے دو مقام پر رفع یدین کی روایت:

[حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا صَالِحٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.]

ترجمہ: نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع فرماتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔

(جزء رفع یدین للبخاری مطبوعہ کویت بتحقیق احمد الشریف: ص 53 رقم 111)

(5) عبد الرزاق، معمر، الزہری، سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے دو مقام پر رفع یدین کی روایت:

[أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن بن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يرفع يديه حين يكبر حتى يكونا حذو منكبيه أو قريبا من ذلك وإذا رفع رأسه من الركعة رفعهما ولا يفعل ذالك في السجود]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ رفع یدین کرتے جب تکبیر کہتے حتی کہ ہاتھ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک پہنچ جاتے اور جب رکعت سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے (مصنف عبد الرزاق: 2/67 رقم 2517)

{حضرت عبد اللہ بن عمر سے سجدوں کا رفع یدین}

بعض روایات میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کا بیان ہے وہ روایات غیر مقلدین مصنفین کے حوالہ سے پیش خدمت ہیں (گو اس پر اپنے طور پر متعدد روایت پیش کی جا سکتی ہیں)۔

(1) ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں:

[: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ ثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ الْخُشَنِيُّ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَإِذَا سَجَدَ، وَبَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ، يَرْفَعُهُمَا إلَى ثَدْيَيْهِ.]

اس روایت میں صریح الفاظ ہیں کہ حضرت ابن عمر سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے

(المحلی بالآثار لابن حزم: 3/10 تحت مسئلہ نمبر 442)

اس روایت کے بارے میں ابن حزم لکھتے ہیں:

[قَالَ عَلِیٌّ: هٰذَا إِسْنَادٌ لَا دَاخِلَةَ فِيهِ، وَمَا كَانَ ابْنُ عُمَرَ لِيَرْجِعَ إِلَى خِلَافِ مَا رَوَى مِنْ تَرْكِ الرَّفْعِ عِنْدَ السُّجُودِ إِلَّا وَقَدْ صَحَّ عِنْدَهُ فِعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

اس سند میں کوئی مداخلت نہیں (کیونکہ یہ بالکل درست ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی روایت ترک رفع یدین عند السجود کے برعکس سجدوں میں رفع یدین کرنا اس لئے ہے کہ ان کے نزدیک سجدوں میں رفع یدین کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

(المحلیٰ بالآثار لابن حزم: 3/10 تحت مسئلہ نمبر 442)

(2) خالد گرجاکھی جز رفع یدین للبخاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

[أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، أَنَّهُ سَمِعَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَاهُ: كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ فَأَرَادَ أَنْ يَقُومَ رَفَعَ يَدَيْهِ.]

ترجمہ: سالم اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سجدوں سے سر اٹھاتے اور جب (اگلی رکعت کے لئے) کھڑا ہونے کا ارادہ فرماتے تو رفع یدین کرتے

(1) اثبات رفع یدین: ص 92 طبع سوم

(2) رفع الیدین فی الصلوٰۃ للبخاری: ص 18 رقم 34 مطبوعہ کویت۔

اس روایت میں دو مقام کا رفع یدین ہے ایک سجدوں کے بعد اور ایک سجدوں سے کھڑا ہونے پر۔

(3) مزید روایت لکھتے ہیں:

[حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بن عمر كَانَ إِذَا اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ.]

(رفع الیدین فی الصلوٰۃ للبخاری: ص 50 رقم 105 مطبوعہ کویت) (اثبات رفع یدین: ص 93)

اس روایت میں دونوں سجدوں سے اٹھتے وقت تکبیر اور رفع یدین کا بیان ہے۔

(4) حدیث مرفوع بیان کرتے ہوئے گرجاکھی صاحب رقم طراز ہیں:

[عَنِ النَّبِیِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا سَجَدَ،]

نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدہ کرتے وقت رفع یدین کرتے (اثبات رفع یدین: ص 81)

نوٹ: گرجاکھی صاحب نے ان روایات کا غلط ترجمہ پیش کیا تھا اس لئے ہم نے صحیح ترجمہ پیش کیا ہے۔

[قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَالَّذِي يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَمَا زَادَ عَلَى ذَالِكَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كُلُّهُ صَحِيحٌ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَحْكُوا صَلَاةً، وَاحِدَةً فَيَخْتَلِفُوا فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ بِعَيْنِهَا مَعَ أَنَّهُ لَا اخْتِلَافَ فِي ذَلِكَ إِنَّمَا زَادَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.]

امام بخاری نے یہاں اس عبارت میں اذا قام من السجدتین یعنی دوسجدوں کے بعد رفع یدین کو صحیح فرمایا ہے۔ (رفع الیدین فی الصلوۃ للبخاری: ص 82 رقم 170 مطبوعہ کویت)

سجدوں میں رفع یدین کے متعلق غیر مقلدین کے علماء کی تحقیق

سجدوں میں جاتے وقت کا رفع یدین 10 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ غیر مقلدین کے مانے ہوئے اور مستند شدہ محقق اور محدث علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں کہ

{جب سجدوں کا رفع یدین حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ساتھ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے علامہ ناصر الدین البانی سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کو صحیح کہتے ہیں۔" امام احمد اس مقام پر رفع یدین کے قائل ہیں بلکہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کے قائل ہیں، چنانچہ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ابن الاثیر امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے رفع یدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب بھی نمازی اوپر یا نیچے ہو دونوں صورتوں میں رفع یدین ہے نیز اثرم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو دیکھا وہ نماز میں اٹھتے بیٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے یہ رفع یدین حضرت انس، حضرت ابن عمر رضی اللہ

عنہما، نافع، طاؤس، حسن بصری، ابن سیرین اور ایوب سختیانی رحمہ اللہ علیہم اجمعین سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے} (نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ ناصر الدین البانی، صفحہ 142)

غیر مقلدین کے مشہور عالم رئیس مولوی ندوی صاحب امام بخاری کی کتاب جزء رفع الیدین سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سجدوں کی رفع یدین ذکر کرنے کے بعد اس کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ

"اس حدیث معتبر کا واضح مفاد یہ ہے کہ پہلی یا دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت کی قید کے بغیر علی الاطلاق ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے، اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر سجدہ سے اٹھتے وقت موصوف ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔۔۔اس حدیث کا لازمی مطلب ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سجدہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اسکے علاوہ اس حدیث کا کوئی دوسرا معنیٰ و مطلب بتانا خلافِ ظاہر ہے" (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز۔ صفحہ 361)

اسی صفحہ پہ آگے جا کر لکھتے ہیں کہ "ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو بعض روایات منقول ہیں کہ وہ خود اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقت سجدہ رفع یدین نہیں کرتے تھے تو اسکا مطلب صرف اس قدر ہے کہ کبھی کبھار بعض مرتبہ سجدہ کے وقت ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے"

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز: صفحہ 361)

تو غیر مقلدین کے ان مستند عالم رئیس ندوی صاحب کی ان باتوں سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سجدوں کا رفع یدین صحیح سند سے مروی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر سجدوں کا رفع یدین کرتے تھے اور کبھی کبھار سجدوں کا رفع یدین ابن عمر رضی اللہ عنہ ترک کرتے تھے۔

اسی کتاب میں آگے جا کے موصوف لکھتے ہیں کہ "بوقت سجدہ کا رفع یدین جس کو امام بخاری محفوظ کہہ رہے ہیں اسکے بنیادی رواہ میں سے نافع، طاؤس، ایوب سختیانی، مجاہد، عطاء، سالم، عبداللہ بن دینار، قیس بن سعد، حسن بن مسلم، حسن بصری وغیرہ بھی ہیں اور یہ سارے کے سارے حضرات بوقت سجدہ بھی تحریمہ و رکوع کے وقت کی طرح رفع یدین کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات کے نزدیک اگر بوقت سجدہ رفع یدین والی حدیث محفوظ نہ ہوتی تو یہ اساطین علم و دین ہوتے ہوئے بوقت سجدہ رفع یدین نہ کرتے۔" (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز: صفحہ 370)

علامہ رئیس ندوی کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ سمیت یہ تمام تابعین

اور اکابرین سجدوں میں بھی تحریمہ اور رکوع کی طرح رفع یدین کرتے تھے اور امام بخاری کے نزدیک سجدوں کے رفع یدین کی حدیث محفوظ ہے اور مولوی ندوی صاحب کے ان حوالوں میں اہم بات یہ ہے کہ غیر مقلدین جو اپنی دلیل میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی رفع یدین کی روایات بخاری اور مسلم سے پیش کرتے ہیں ان کے راوی سالم اور خود ابن عمر رضی اللہ عنہ دونوں سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے جن کے یہ غیر مقلدین منکر ہیں

{حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک رکعت پر رفع یدین}

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات مین ایک رکعت پڑھ کر رفع یدین کرنے کا بیان بھی موجود ہے خالد گرجاکھی غیر مقلد صاحب [مصنف عبدالرزاق] کے حوالے لکھتے ہیں:

(1)[عبد الرزاق عن بن جريج قال أخبرني نافع أن بن عمر كان يكبر بيديه حين يستفتح وحين يركع وحين يقول سمع الله لمن حمده وحين يرفع رأسه من الركعة...]

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں رکوع کو جاتے وقت، اور سمع اللہ لمن کہتے وقت، اور رکعت سے اٹھتے وقت (اثبات رفع الیدین: ص79)

(2) ایک اور روایت مرفوعاً درج کرتے ہیں:

[حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَالِكَ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ رَفَعَهُمَا، وَلَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ. تعليق شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے افتتاح اور رکوع کو جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت اور رکعت سے سر اٹھا کر بھی رفع یدین کرتے تھے۔

(1) مسند احمد: 2/147 رقم 6345 (2) الاوسط لابن المنذر: 4/132 رقم 1208

(3) اثبات رفع الیدین: ص 68

نوٹ: یہ روایت عبدالرشید انصاری غیر مقلد نے [الرسائل: ص 326] پر بھی نقل کی ہے

{حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرنا}

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی بعض روایتوں میں ہر اونچ نیچ ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا منقول ہے۔

(1) خالد گرجاکھی اور عبدالرشید انصاری غیر مقلد مسند حمیدی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

[حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَاقِدٍ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلاً يُصَلِّي لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ.]

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر اس آدمی کو کنکریاں مارتے جو نماز کے اندر ہر اونچ نیچ پر رفع یدین نہ کرتا تھا۔

(مسند الحمیدی: 2/235 رقم 644) (اثبات رفع الیدین: ص 155، الرسائل: ص 315)

(2) اسی مضمون کی روایت دارقطنی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

[حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَبِي عِمْرَانَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا رَأَى رَجُلاً يُصَلِّي لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ حَتَّى يَرْفَعَ]

(اثبات رفع الیدین: ص 95، الرسائل: ص 395) (سنن الدارقطنی: 2/41 رقم 1118)

اگر کوئی یہ کہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری میں عبدالاعلیٰ کی سند سے ہے اس کو دیگر روایات ابن عمر رضی اللہ عنہ پر ترجیح ہے کیونکہ وہ ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادت قبول ہے جیسا کہ نور العینین :ص 94،95 میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر اسی ثقہ راوی (عبدالاعلیٰ) سے ہر اونچ نیچ پر رفع یدین منقول ہے ملاحظہ فرمائیے:

[كَمَا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ خَفْضٍ، وَرَفْعٍ، وَرُكُوعٍ، وَسُجُودٍ وَقِيَامٍ، وَقُعُودٍ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ]

(شرح مشکل الآثار للطحاوی:15/46رقم 5831)

اب قارئین حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ ساری روایات آپ نے ملاحظہ فرمائیں ان ساری روایتوں کا مضمون ایک دوسرے سے متصادم ہے اور اسی کو اضطراب کہتے ہیں اور یہ ساری روایات بحوالہ آپ کے سامنے ہیں تو ان میں سے کسی پر عمل کرنا اور کسی کو چھوڑ دینا درست نہیں اور اگر کسی روایت کو ترجیح دی جائے تو کس شرعی دلیل پر؟

جب کہ غیر مقلدین کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت متواتر ہے جس میں اس قدر اضطراب ہے اسی لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور صرف شروع نماز میں رفع یدین کا مؤقف اختیار کیا حالانکہ وہ اس روایت کے راوی ہیں ملاحظہ فرمائیے:

(1) امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

[وقال الأصيلي لم يأخذ به مالك]

ترجمہ: امام اصیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس (اختلافی رفع یدین) پر عمل نہیں کیا ہے (شرح الزرقانی علی موطاء الامام مالک:1/229)

(2) حافظ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ مالکی لکھتے ہیں:

[ترجيحا لحديث عبد الله بن مسعود وحديث البراء بن عازب وهو مذهب مالك لموافقة العمل به ومنهم]

کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (ترک رفع یدین) کی روایت کو ترجیح دے کر اس پر عمل کیا تا کہ اہل مدینہ کے عمل کی موافقت ہو جائے (بدایۃ المجتہد:1/134)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رفع یدین چھوڑنے کو ترجیح دی ہے تا کہ اہل مدینہ کی موافقت ہو

جائے، اس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رفع یدین چھوڑ رکھا تھا بلکہ سارے مدینہ والوں نے اختلافی رفع یدین کو ترک کر دیا تھا۔

(3) علامہ عبدالرحمٰن الجزیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

[المالكية قالوا: رفع اليدين حذو المنكبين عند تكبيرة الإحرام مندوب وفيما عدا ذلك مكروه]

مالکیوں کے نزدیک نماز کے شروع میں رفع یدین کرنا مندوب ہے باقی مقامات پر رفع یدین کرنا مکروہ ہے (الفقہ مذاہب الاربعۃ للجزیری: 1/ 281)

(4) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں:

[لَا يُسْتَحَبُّ فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَام، وَهُوَ أَشْهَر الرِّوَايَات عَنْ مَالِك، وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ لَا يَجِب شَيْء مِنْ الرَّفْع]

تکبیر تحریمہ کے سوا (رفع یدین کرنا) مستحب بھی نہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سب سے زیادہ مشہور روایت یہی ہے اور اس پر اجماع ہے کہ ان تمام رفع یدین میں سے کوئی بھی واجب نہیں

(شرح النووی علی صحیح مسلم: 2/ 119)

(5) اس روایت کو قاضی شوکانی نے بھی لکھا ہے (نیل الاوطار: 2/ 192)

(6) عبداللہ بن عبدالرحمان بن صالح آل بسام لکھتے ہیں:

[وذهب " مالك " فى أشهر الروايات عنه، وأبو حنيفة: إلى أنه لا يستحب رفع اليدين فى غير تكبيرة الإحرام.]

(تیسیر العلام شرح عمدۃ الحکام: 1/ 127)

(7) امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قول کو اپنی شرح بخاری میں لکھا ہے:

(شرح بخاری للکرمانی: 5/ 107)

(8) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[قال ابن القاسم: وكان رفع اليدين عند مالك ضعيفا إلا فى تكبيرة الإحرام.]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز میں رفع یدین کرنا شروع نماز کے علاوہ ضعیف ہے
(المدونۃ الکبریٰ:1/165)

(9) خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں اپنا مذہب بیان فرماتے ہیں:

[وقال مالك: لا أعرف رفع اليدين في شيء من تكبير الصلاة لا في خفض ولا في رفع إلا في افتتاح الصلاة.]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نماز کے شروع والے رفع یدین کے علاوہ کسی مقام پر رفع یدین کو نہیں جانتا (المدونۃ الکبریٰ:1/165)

(10) سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب الباجی لکھتے ہیں:

[وَرُوِيَ عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِينَ الْمَنْعُ مِنْ ذَلِكَ وَقَدْ تَأَوَّلَ ذَلِكَ أَصْحَابُنَا عَلَى رِوَايَةِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ فِي الْمُدَوَّنَةِ وَهُوَ قَوْلُهُ وَكَانَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ ضَعِيفًا إِلَّا فِي الِافْتِتَاحِ]

بعض متقدمین نے نماز کے اندر رفع یدین منع کیا ہے جن میں امام کے شاگرد نے المدونہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نزدیک شروع نماز کے علاوہ نماز میں رفع یدین ضعیف ہے (المنتقی شرح الموطاء:1/170 تحت رقم 149)

اس روایت کے مرکزی راوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی حقیقت کو واضح فرمادیا

{تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ}

{ایک علمی نقطہ اس روایت کے بارے میں}

اگر بالفرض ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو تسلیم کرلیا جائے تو بھی ترجیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ہوگی ملاحظہ فرمائیے:

[حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ النَّقَّاشُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى الْقَاضِي السَّرَخْسِيُّ، حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُرَجًّى الْحَافِظُ قَالَ اجْتَمَعْنَا فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ أَنَا وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فَتَنَاظَرُوا فِي مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ يَحْيَى يُتَوَضَّأُ مِنْهُ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ بِقَوْلِ الْكُوفِيِّينَ وَتَقَلَّدَ قَوْلَهُمْ

وَاحْتَجَّ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ بِحَدِيثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ وَاحْتَجَّ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ بِحَدِيثِ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ وَقَالَ لِيَحْيَى كَيْفَ تَتَقَلَّدُ إِسْنَادَ بُسْرَةَ وَمَرْوَانُ أَرْسَلَ شُرَطِيًّا حَتَّى رَدَّ جَوَابَهَا إِلَيْهِ فَقَالَ يَحْيَى وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، وَلاَ يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كِلاَ الأَمْرَيْنِ عَلَى مَا قُلْتُمَا فَقَالَ يَحْيَى مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ عَلِيٌّ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ لاَ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ وَإِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْ جَسَدِكَ فَقَالَ يَحْيَى هَذَا عَمَّنْ قَالَ عَنْ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَإِذَا اجْتَمَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عُمَرَ وَاخْتَلَفَ فَابْنُ مَسْعُودٍ أَوْلَى أَنْ يُتَّبَعَ فَقَالَ لَهُ أَحْمَدُ نَعَمْ]

یعنی علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین کا آپس میں مس الذکر کے حوالے سے مناظرہ ہوا تو یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر کو مس کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور استاذ امام بخاری، علی بن مدینی نے اہل کوفہ کے قول کی تقلید کرتے ہوئے کہا کہ وضو نہیں ٹوٹتا یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بُسرۃ بنت صفوان سے احتجاج کیا اور علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث قیس بن طلق سے احتجاج کیا پھر یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے مالک عن نافع عن ابن عمر کی روایت پیش کی کہ مس الذکر سے وضو کرنا چاہیے، تو علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مقابلے میں عن سفیان عن ابی قیس عن ہزیل عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت پیش کی، اور علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اجتماع ہو جائے اور پھر ان کے درمیان اختلاف ہو جائے تو ترجیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہو گی حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کی (سنن الدارقطنی: 1/ 273 رقم 545)

(1) امام بیہقی نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے:

[وَإِذَا اجْتَمَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عُمَرَ وَاخْتَلَفَا فَابْنُ مَسْعُودٍ أَوْلَى أَنْ يُتَّبَعَ. فَقَالَ لَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: نَعَمْ] (سنن الکبریٰ للبیہقی: 1/ 136 رقم 664)

(2) امام حاکم نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے:

[و إذا اجتمع ابن مسعود و ابن مسعود و ابن عمر و اختلفا فابن مسعود أولى أن يتبع فقال له أحمد بن حنبل : نعم]
(المستدرک للحاکم:1/234 رقم 482)

(3) امام مغلطائی نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے:

[فإذا اجتمع ابن مسعود وابن عمر واختلفا فابن مسعود أولى أن يتبع فقال له أحمد نعم]
(شرح ابن ماجہ للمغلطائی:1/410)

(4) شمس الدین محمد بن احمد بن عبد الهادی نے بھی اس کو نقل کیا ہے:

[وإذا اجتمع ابن مسعود وابن عمر فاختلفا فابن مسعود أولى أن يتبع. فقال [له أحمد بن حنبل] : نعم،]
(تنقیح التحقیق فی احادیث التعلیق:1/275)

(5) امام زین الدین بن ابراہیم بن نجیم المعروف ابن نجیم المصری نے بھی اس کو نقل کیا ہے:

[وَإِذَا اجْتَمَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عُمَرَ فَابْنُ مَسْعُودٍ أَوْلَى أَنْ يُتَّبَعَ فَقَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ نَعَمْ]
(البحر الرائق شرح کنز الدقائق:1/166)

{حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل}

(1) [حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَرَّاقُ ، بِهَمْدَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَضِيتُ لِأُمَّتِي مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ. هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عبد اللہ بن مسعود میری امت کے لئے جس چیز پر راضی ہوں میں بھی اس پر راضی ہوں (امام حاکم فرماتے ہیں) اس کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے

نوٹ: مسند البزار میں یہ الفاظ زیادہ ہیں

[وَكَرِهْتُ لِأُمَّتِي مَا كَرِهَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ. اورام عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) جومیری امت کے لئے ناپسند کریں مجھے بھی وہ ناپسند ہے]

(1) المستدرک للحاکم: 3/317 رقم 5387

(2) مسند البزار: 1/314 رقم 1986

(3) الاحکام الشرعیۃ للاشبیلی: 4/420

(4) مصنف ابن ابی شیبہ: 12/114 رقم 32896

(5) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: 12/396 رقم 3990

(6) فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: 2/840 رقم 1539

(7) المطالب العالیۃ لابن حجر عسقلانی: 16/468 رقم 4066

(8) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 9/252 رقم 15568

(2) [حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ. قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ...قال الشيخ الألباني: صحيح]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میرے صحابہ کرام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا طریقہ اختیار کرنا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عہد کو لازم پکڑنا (امام ترمذی نے) فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے، ناصر الدین البانی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے (جامع ترمذی: 5/672 رقم 3805)

(3) [حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مُوسَى يَقُولُ لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا

وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ وَمَا نُرَى حِينًا إِلاَّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں اور میرا بھائی یمن سے آئے ایک مدت تک ہم یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں کیونکہ ہم انہیں اوران کی والدہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے دیکھتے تھے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے (جامع ترمذی:5/672رقم3806)

(4)[حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ كَثِيرٍ النَّوَّاءِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ نَجَبَةَ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُفَقَاءَ أَوْ رُقَبَاءَ وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ، قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ، أَنَا وَابْنَايَ، وَجَعْفَرٌ، وَحَمْزَةُ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَبِلاَلٌ، وَسَلْمَانُ، وَعَمَّارٌ، وَالْمِقْدَادُ، وَحُذَيْفَةُ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ.]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات نجیب ورفیق عطاء کیے گئے اور مجھے چودہ دیئے گئے مسیب بن نخبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں میرے دونوں بیٹے حضرت جعفر، حضرت حمزہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت مقداد، حضرت حذیفہ، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم (جامع ترمذی:6/130رقم3785)

(5)[حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ

لَأَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ.]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو تم پر امیر مقرر کرتا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتا

(1) سنن ترمذی: 6/152 رقم 3808 (2) شرح السنۃ للبغوی: 14/149 رقم 3947

(3) مسند احمد: 1/107 رقم 846 (4) مسند ابن الجعد: 1/379 رقم 2592

(5) سیر اعلام النبلاء: 1/423

المستدرک للحاکم: 3/318 رقم 5389 میں ہے کہ میں بغیر مشورہ کے اگر خلیفہ مقرر کرتا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرتا [أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ مُسْتَخْلِفًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَاسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ. هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.]

آپ چھٹے مسلمان ہیں رات ہو یا دن سفر ہو یا حضر آپ ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں ان فضائل کے پیش نظر آپ کی روایت کو ترجیح ہے

{اس روایت کے بنیادی راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل کیا تھا؟}

اس روایت کے بنیادی راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی نماز کے اندر ترک رفع یدین کا ہے ملاحظہ فرمائیے:

(1) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

[حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ]

ترجمہ: امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ: 1/214 رقم 2452 مطبوعہ الریاض)

یہی روایت درج ذیل محدثین نے بھی نقل فرمائی ہے:

(1) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل فرماتے ہیں:

[أخبرناه أبو عبد الله الحافظ قال: أخبرنا أبو بكر مكرم بن أحمد القاضي قال: حدثنا أحمد بن عبد الجبار قال: حدثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد قال: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا فى أول ما يفتتح الصلاة] (معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: 2/428 رقم 840)

(2) ابو بکر محمد بن إبراہیم بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ النیسابوری اس روایت کو نقل فرماتے ہیں:

[حدثنا إسماعيل بن قتيبة، قال: ثنا أبو بكر، ثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، قال: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا فى أول ما يفتتح (الاوسط لابن المنذر: 4/312 رقم 1344)

(2) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں:

[حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: "صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ]

ترجمہ: امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ صرف ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے (شرح معانی الآثار: 1/225 رقم 1357)

نوٹ: اس روایت کے تمام راوی بخاری ومسلم کے مرکزی راوی ہیں لہذا یہ روایت صحیح ہے اور اس کے راوی ابو بکر بن عیاش کو ضعیف کہنا صرف تعصب کی وجہ سے ہے ورنہ ابو بکر بن عیاش کا ضعیف ہونا دلیل صحیح سے ثابت کیا جائے جو غیر مقلدین کے پاس نہیں ہے پھر بھی اگر کوئی ابو بکر بن عیاش پر حافظہ کے اختلاط کی جرح کرے تو اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے کہ زبیر علی زئی نے نور العینین: ص 95 میں اصول لکھا ہے کہ صحیحین میں جن راویوں نے خراب حافظہ والے لوگوں سے

روایت لی ہے تو انہوں نے ان کے حافظہ خراب ہونے سے پہلے روایت لی ہے، ملاحظہ فرمائیے کہ احمد بن یونس نے صحیح بخاری میں چار مقامات پر ابو بکر بن عیاش سے روایت لی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے اختلاط سے یہ روایت پہلے لی ہے

صحیح بخاری میں احمد بن یونس حدثنا ابو بکر بن عیاش کی اسناد:

[حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم..]
(صحیح بخاری:3/47 رقم 1958)

[حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،.....] (صحیح بخاری:6/185 رقم 4888)

[حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.....]
(صحیح بخاری:8/118 رقم 6446)

[حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا......] (صحیح بخاری:8/169 رقم 6666)

[حدثنا أحمد بن يونس حدثنا أبو بكر هو بن عياش]
(فتح الباری لابن حجر عسقلانی:1/278)

لہذا یہ اعتراض مردود ہے اور یہ روایت بالکل صحیح ہے

(3) امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں:

[قال محمد: أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال: رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلاة ولم يرفعهما فيما سوى ذلك]

ترجمہ: عبد العزیز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ

نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے پھر اس کے سوا نہیں کرتے

(موطاء امام محمد:1/183 رقم 108)

(4)[أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْنٍ الْخَزَّازِ ثنا مَالِكٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ،]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع نماز میں صرف رفع یدین کرتے ہیں پھر نہیں کرتے تھے (خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایۃ:1/404)

اس روایت کے تمام راوی بخاری ومسلم کے راوی ہیں سوائے عبداللہ بن عون کے جب کہ عبداللہ بن عون بھی ثقہ ہے دیکھئے (تہذیب التہذیب:5/349 رقم 601)

ملا علی قاری [الأسرار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:ص356 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی] میں لکھتے ہیں

[قال وحديث أورده البيهقى فى الخلافيات من رواية عبد الله بن عوف الخراز حدثنا مالك عن الزهرى عن سالم عن أبيه أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه.. ثم لا يعود قلت وقد صح عنه خلاف ذلك فيحمل على نسخ الأول فقول ابن القيم من شم روائح الحديث على بعد شهد بالله أنه موضوع مرفوع]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:(حضرت عبداللہ بن عمر سے) صحیح طور پر رفع یدین کے خلاف ثابت ہو چکا تو اب یہ اس بات پر محمول ہوگا (رفع یدین کرنے کی) پہلی روایت منسوخ ہے اور ابن قیم کا اس روایت کے بارے میں یہ کہنا کہ جس نے ذرا سی بھی حدیث کی خوشبو سونگھی ہوگی وہ اللہ کی قسم کھا کر اسے موضوع کہے،(ملا علی قاری فرماتے ہیں) تو یہ قول صحیح نہیں اور چونکہ یہ حدیث صحیح ہے اور پہلے کے خلاف تو پہلے کو منسوخ سمجھا جائے گا

{اختلافی رفع یدین کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فتوی}

(1)[الحسن بن سفيان ثنا قتيبة ثنا حماد عن بشر بن حرب سمعت ابن

عمر يقول أرأيتم رفعكم أيديكم فی الصلاة هكذا والله إنها لبدعة]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نماز میں تمہارے رفع یدین کو دیکھا ہے اللہ کی قسم بے شک یہ بدعت ہے (احادیث مختارۃ للذہبی: ص 102 رقم 73)

یہی روایت درج ذیل کتب میں موجود ہے

(1) ذخیرۃ الحفاظ للمقدسی: 3/1394 رقم 3043

(2) الکامل فی الضعفاء الرجال: 2/160

(3) میزان الاعتدال: 1/315

(4) المجروحین لابن حبان: 1/186

اس کی سند میں ایک راوی بشر بن حرب ضعیف ہے باقی سب راوی ثقہ وصدوق ہیں اس راوی کی تائید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے لہٰذا اس کی روایت قابل قبول ہے

اس راوی کے بارے میں محدثین کی رائے ملاحظہ فرمائیں

(1) امام عجلی لکھتے ہیں:

بشر بن حرب الأزدی ضعیف الحدیث وهو صدوق (الثقات للعجلی: 1/246)

(2) ابن عدی فرماتے ہیں:

وقال ابن عدی ولا اعرف فی روایاته حدیثا منکرا وهو عندی لا باس به.(تہذیب التہذیب: 1/391)

(3) امام ذہبی لکھتے ہیں:

وقال محمد بن عثمان بن أبی شيبة: سألت ابن المدينی عنه، فقال: كان ثقة عندنا. (میزان لاعتدال: 1/314)(سوالات ابن ابی شیبہ: 1/46)

(2) امام احمد بن ابوبکر بن اسماعیل البوصیری (م 840ھ) نے اپنی کتاب

[اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ: 2/56 باب 35] میں یہ باب باندھا ہے

[رفع اليدين عند الركوع وتركه] یعنی باب رفع یدین کرنا رکوع کے وقت اور اس کا چھوڑ دینا اس باب کے تحت حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی اور پھر حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت لکھی

[وقال أبوبكر بن أبي شيبة : ثنا وكيع، عن حماد، عن بشر ابن حرب سمع ابن عمر يقول: "والله إن رفعكم أيديكم في الصلاة لبدعة، والله ما زال رسول الله صلى الله عليه وسلم على هكذا يعني: بأصبعيه". قلت: الترمذي بشر بن حرب ضعيف، وله شاهد من حديث ابن مسعود..]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نماز میں تمہارے رفع یدین کو دیکھا ہے اللہ کی قسم بے شک یہ بدعت ہے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے یعنی انگلی کا اشارہ میں (بوصیری) کہتا ہوں کہ اگر چہ بشر بن حارث ضعیف ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اس کی شاہد ہے جو ترمذی میں ہے

(اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ:2/56 باب 35)

{حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل}

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں تقریباً ڈیڑھ سال تک آپ سے فیض حاصل کیا ملاحظہ فرمائیے

(1) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

[حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ.]

(صحیح بخاری:9/112 رقم 7267)

(2) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

[وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ] (صحیح مسلم:6/67 رقم 5145)

(3) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

[حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ - أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ] (مسند احمد:2/84 رقم 5565)

(4) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

[قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ: أَرَأَيْتَ الْحَسَنَ حِينَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم إِنِّي جَالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم] (سنن الکبریٰ للبیہقی:9/323 تحت رقم 19893)

لیکن اتنا عرصہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہنے کے باوجود آپ بھی نماز میں صرف شروع والا رفع یدین کرتے ہیں

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

(1) [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ، ..قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ، وَإِبْرَاهِيمَ، وَأَبَا إِسْحَاقَ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا حِينَ يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ.]

ترجمہ: حضرت عبد الملک بن ابجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابواسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے یہ لوگ ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبہ:1/237 رقم 2469)

اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں مختصراً توثیق ملاحظہ فرمائیے

(1) ابوبکر ابن ابی شیبہ:	ثقہ حافظ	(تقریب التہذیب:2/320 رقم 3575)
(2) یحییٰ بن آدم:	ثقہ حافظ	(تقریب التہذیب:2/587 رقم 7496)
(3) حسن بن عیاش	ثقہ	(الکاشف:1/329 رقم 1057)
(4) عبد الملک بن ابجر	ثقہ	(تہذیب التہذیب:6/351 رقم 784)

(2) اس کی تائید اس دوسری روایت سے بھی موجود ہے:

[حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ ، عَنْ أَشْعَثَ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرَةِ، ثُمَّ لاَ يَرْفَعُهُمَا.]

ترجمہ: اشعت رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ: 1/ 236 رقم 2459)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے بلکہ آپ نے پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے امام ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں:

[عامر بن شراحیل أبو عمرو الشعبی أحد الاعلام ولد زمن عمر وسمع علیا وأبا هريرة والمغيرة وعنه منصور وحصين وبيان وابن عون قال أدركت خمس مائة من الصحابة وقال ما كتبت سوداء في بيضاء ولا حدثت بحديث إلا حفظته وقال مكحول ما رأيت أفقه من الشعبي وقال آخر الشعبی فی زمانه کابن عباس فی زمانه مات سنة ثلاث أو أربع ومائة]

(الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ: 1/ 522 رقم 2531)

اسی طرح تحفۃ الاحوذی میں علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد نے بھی لکھا ہے:

[هُوَ عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ : بِفَتْحِ الشِّينِ : أَبُو عَمْرٍو ثِقَةٌ مَشْهُورٌ فَقِيهٌ فَاضِلٌ مِنَ الطَّبَقَةِ الْوُسْطَى مِنَ التَّابِعِينَ. قَالَ مَكْحُولُ مَا رَأَيْت أَفْقَهَ مِنْهُ وَ كَذَلِكَ قَالَ أَبُو مِجْلَزٍ . قَالَ الشَّعْبِيُّ أَدْرَكْت خَمْسَ مِائَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ . قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ النَّاسُ تَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي زَمَانِهِ وَالشَّعْبِيُّ فِي زَمَانِهِ، تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَمِائَةٍ] (تحفۃ الاحوذی: 1/ 24)

اس طرح ملا علی قاری [شرح مسند ابی حنیفۃ: 1/ 71] امام جلال الدین سیوطی نے [تحقیق کتاب البدور السافرۃ فی أمور الآخرۃ: 1/ 473] اور شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے [عون المعبود شرح سنن أبی داود: 3/ 86] میں یہی بات لکھی ہے

جب 500 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے والے تابعی نے ان کا یہ اختلافی رفع یدین نہیں دیکھا تو اسی لئے اس اختلافی رفع یدین کو اختیار نہیں فرمایا تو پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کس طرح

قبول کی جا سکتی ہے جب ان کے شاگرد ہی اس روایت کو قبول نہیں کر رہے غیر مقلدین کے لئے یہ روایت کیسے دلیل بن گئی اللہ تعالیٰ سمجھ عطاء فرمائے

{حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں محدثین کا فیصلہ}

(1) امام ابو جعفر الطحاوی شرح معانی الآثار میں لکھتے ہیں:

[حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: "صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ" فَهَذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ، ثُمَّ قَدْ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذَالِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلَهُ وَقَامَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ بِذَلِكَ.]

ترجمہ: سند کے بعد، حضرت مجاہد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے نماز میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، تو یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھاتے دیکھا لیکن آپ کے بعد ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب آپ کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل منسوخ ہو چکا ہو جو آپ نے دیکھا تھا اور اس کے خلاف دلیل ثابت ہو گئی (شرح معانی الآثار: 1/225 رقم 1357)

(2) امام بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

[والذی یحتج به الخصم من الرفع محمول علی أنه کان فی ابتداء الإسلام ثم نسخ والدلیل علیه أن عبد الله بن الزبیر رأی رجلا یرفع یدیه فی الصلاة عند الرکوع وعند رفع رأسه من الرکوع فقال له لا تفعل فإن هذا شیء فعله رسول الله ثم ترکه ویؤید النسخ ما رواه الطحاوی بإسناد صحیح حدثنا ابن أبی داود قال أخبرنا أحمد بن عبد الله ابن یونس قال حدثنا أبو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه إلا فی التکبیرة الأولی من الصلاة]

ترجمہ: اور جس نے اس بات سے احتجاج کیا کہ رفع یدین ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کر رہا ہے تو اسے فرمایا کہ اس پر عمل نہ کر کیونکہ یہ وہ شیء ہے جس کو رسول اللہ نے کیا پھر چھوڑ دیا اور اس نسخ کی مؤید وہ روایت ہے جس کو امام طحاوی نے باسناد صحیح روایت کیا اس طریق سے، ابن ابی داؤد، احمد بن عبداللہ ابن یونس، ابوبکر بن عیاش، حصین، مجاہد سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے نماز میں رفع یدین نہیں کیا مگر صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کیا (عمدۃ القاری شرح بخاری: 7/9)

(3) امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

[أن الجمع بين الروايتين ممكن وهو أنه لم يكن يراه واجبا ففعله تارة وتركه أخرى]

ترجمہ: اور ان روایات کو اس طرح جمع کرنا ممکن ہے کہ یہ واجب نہیں ہے آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی اس (رفع یدین) پر عمل کیا اور کبھی اس کو ترک کیا (فتح الباری لابن حجر عسقلانی: 2/220).

(4) علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں:

[أن الجمع ممكن بأنه لم يره واجبا ففعله تارة وتركه أخرى]

ترجمہ: اور ان روایات کو اس طرح جمع کرنا ممکن ہے کہ یہ واجب نہیں ہے آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی اس (رفع یدین) پر عمل کیا اور کبھی اس کو ترک کیا (شرح الزرقانی علی موطاء الامام مالک: 1/229)

(5) علامہ عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں:

[قوله: قال: رأيت ابن عمر ...إلخ، المشهور في كتب أصول أصحابنا أن مجاهداً قال: صحبت ابن عمر عشر سنين، فلم أره (في الأصل: "فلم أر" والظاهر: "فلم أره")، يرفع يديه إلاَّ مرة. وقالوا: قد روى ابن عمر حديث الرفع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتركه والصحابي الراوي إذا ترك مروياً ظاهراً في معناه غير محتمل للتأويل، يُسقط الاحتجاج بالمروي، وقد روى الطحاوي من حديث أبي بكر بن عيّاش، عن حصين، عن مجاهد أنه

قال: صلّيت خلف ابن عمر، فلم يكن يرفع يديه إلاَّ في التكبيرة الأولى من الصلاة، ثم قال: فهذا ابن عمر قد رأى النبي صلى الله عليه وسلم يرفع، ثم قد ترك هو الرفع بعد النبي صلى الله عليه وسلم، ولا يكون ذلك إلاَّ وقد ثبت عنده نسخه.]

ترجمہ: میں (عبد الحیٔ لکھنوی) کہتا ہوں (مجاہد) نے فرمایا میں نے دیکھا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو....، جو ہمارے اصحاب کے اصول کی کتابوں میں مشہور ہے بے شک مجاہد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں دس سال رہے پس وہ ایک ہی دفعہ رفع یدین روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں اور اس کو ترک کیا اور صحابی راوی کا ترک کرنا ظاہراً اس کے معنیٰ میں تاویل نہیں ہو سکتی اور امام طحاوی نے اس سے احتجاج کیا ہے ابی بکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے نماز میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، تو یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ اٹھاتے دیکھا لیکن آپ کے بعد ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب آپ کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ عمل منسوخ ہو چکا ہو جو آپ نے دیکھا تھا اور اس کے خلاف دلیل ثابت ہو گئی۔ (التعلیق الممجد علیٰ موطاء محمد: 1/396)

(6) علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

[وَقَالَ الْفَاضِلُ اللَّكْنَوِيُّ فِي تَعْلِيقِهِ عَلَى مُوَطَّأ مُحَمَّدٍ الْمَشْهُورِ فِي كُتُبِ أُصُولِ أَصْحَابِنَا: إِنَّ مُجَاهِدًا قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِينَ فَلَمْ أَرَهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَقَالُوا: قَدْ رَوَى ابْنُ عُمَرَ حَدِيثَ الرَّفْعِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَهُ. وَالصَّحَابِيُّ الرَّاوِي إِذَا تَرَكَ مَرْوِيًّا ظَاهِرًا فِي مَعْنَاهُ غَيْرُ مُحْتَمَلٍ لِلتَّأْوِيلِ يَسْقُطُ الِاحْتِجَاجُ بِالْمَرْوِيِّ وَقَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ قَدْ تَرَكَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُهُ]

ترجمہ: فاضل لکھنوی موطاء امام محمد کی تعلیق میں لکھتے ہیں جو ہمارے اصحاب کے اصول کی کتابوں میں مشہور ہے بے شک مجاہد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں دس سال رہے پس وہ ایک ہی دفعہ رفع یدین روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں اور اس کو ترک کیا اور صحابی راوی کا ترک کرنا ظاہر اً اس کے معنیٰ میں تاویل نہیں ہو سکتی اور امام طحاوی نے اس سے احتجاج کیا ہے ابی بکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے نماز میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، تو یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ اٹھاتے دیکھا لیکن آپ کے بعد ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب آپ کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ عمل منسوخ ہو چکا ہو جو آپ نے دیکھا تھا اور اس کے خلاف دلیل ثابت ہو گئی (تحفۃ الاحوذی:1/290)

(7) محمد بن اسماعیل الصنعانی لکھتے ہیں:

[وبأن تركه لذلك إذا ثبت كما رواه مجاهد يكون مبينا لجوازه وأنه لا يراه واجبا]

ترجمہ: اور اس کے ترک کا بیان ہوا اور جب یہ ثابت ہے جیسا مجاہد نے بیان کیا تو یہ جواز کے لئے ہے واجب نہیں ہے (سبل السلام:1/168 باب صفۃ الصلوٰۃ)

(8) احمد بن یحییٰ لکھتے ہیں:

[أن الجمع بين الروايتين ممكن وهو أنه لم يره واجباً ففعله تارة وتركه أخرى]

ترجمہ: اور ان روایات کو اس طرح جمع کرنا ممکن ہے کہ یہ واجب نہیں ہے آپ نے کبھی اس (رفع یدین) پر عمل کیا اور اس کو ترک کیا

(تاسیس الاحکام بشرح عمدۃ الاحکام علی ماصح عن خیر الانام لاحمد بن یحییٰ:2/21)

(9) علامہ ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

[أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ مُمْكِن، وَهُوَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرَاهُ وَاجِبًا فَفَعَلَهُ

تَارَةً وَتَرَكَهُ أُخْرٰى]

ترجمہ: اوران روایات کواس طرح جمع کرناممکن ہے کہ یہ واجب نہیں ہے آپ نے کبھی اس (رفع یدین) پرعمل کیااور کبھی اس کوترک کیا (عون المعبود شرح ابی داؤد:2/407)

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونماز میں مختلف مقامات پررفع یدین کرتے دیکھا تواس پرخود بھی عمل کیااوراس کو بیان بھی فرمایا پھر جب ان مقامات پررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رفع یدین ترک کرتے دیکھا توخود بھی اس کوترک فرمایااوراس کو بیان بھی کیاجیساکہ درج ذیل روایت میں موجود ہے

[حدثنی عثمان بن محمد قال قال لی عبيدالله بن یحییٰ حدثنی بن سوادة بن عباد عن حفص بن میسرة عن زید بن اسلم عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمكة نرفع ایدینا فی بدء الصلاة و فی داخل الصلاة عندالركوع فلما هاجر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی المدينة ترك رفع اليدين فی داخل الصلاة عندالركوع و ثبت رفع اليدين فی بدء الصلاة]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں نماز کے شروع اور درمیان میں رکوع کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو (ایام اخیرہ) میں درمیان نماز رکوع کے وقت رفع یدین (کے عمل) کوچھوڑ دیااور نماز کے شروع میں رفع الیدین (کے عمل) پرقائم رہے

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص216)

{سند کی تحقیق}

اس سند کے راویوں کامختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

محمد بن حارث الخشنی 360ھ	حافظ امام	(سیر اعلام النبلاء رقم:120)
عثمان بن محمد القبری 320ھ	حافظاً للمسائل	(تاریخ العلماء والرواة رقم:893)
عبیداللہ بن یحییٰ قرطبی 298ھ	الفقیہ الامام (ثقہ)	(سیر اعلام النبلاء رقم:264)
عثمان بن سوادة 235ھ	ثقہ مقبولاً	(تاریخ العلماء والرواة رقم:890)

حفص بن میسرة 181ھ	ثقہ	(الکاشف رقم:1167)
زید بن اسلم 136ھ	ثقہ	(تقریب التہذیب:2117)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	جلیل القدر صحابی	(الکاشف:2871)

اس سند کے تمام راوی ثقہ اور مضبوط ہیں

نتیجہ تحقیق: ان احادیث صحیحہ صریحہ سے سجدوں، تیسری رکعت کو کھڑے ہوتے وقت، قبل الرکوع وبعد الرکوع رفع یدین کا ترک ثابت ہے جو ان تمام حالتوں کے رفع یدین کے عمل کا ترک ونسخ ہے افتتاح نماز کی رفع یدین کا ترک ونسخ کسی کتاب میں نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنے میں اجماع ہے لہٰذا یہی رفع یدین سنت ثابتہ وغیر منسوخہ وغیر متروکہ ہے جو روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی پیش کی جاتی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری نماز کا ذکر نہیں نہ اس میں یہ صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختلافی رفع یدین وفات تک کیا تو جب یہ دعویٰ کے مطابق بھی نہیں تو پھر یہ دلیل قبول کیسے کی جائے گی جو رفع یدین غیر منسوخہ اور غیر متروکہ ہے وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ہے تو اسی پر عمل کیا جائے گا یہی احناف کا مؤقف ہے جو بالکل واضح اور صاف ہے لہٰذا اسی پر عمل افضل واولیٰ ہے اللہ ورسولہ اعلم

غیر مقلدین کے نزدیک سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مقام

غیر مقلدین کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے؟ ملاحظہ فرمائیے:

عمومی طور پر تو یہ بات مشہور رہے ہی کہ غیر مقلدین کے نزدیک اقوال وافعال صحابہ کرام حجت نہیں لیکن خصوصاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیے

(1) سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روایت بیان کی اور ان عمل بھی ساتھ ہے دیکھئے

[عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ،]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو

[وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ، أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.]

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ پر اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر باقی داڑھی کے بالوں کو کاٹ

دیتے تھے [یہ الفاظ بخاری کے ہیں] اور سنن ابوداود کے الفاظ یہ ہیں [قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ]

(1) صحیح بخاری: 7/206 رقم 5892 (2) سنن ابوداود: 2/278 رقم 2359

(3) المستدرک للحاکم: 1/584 رقم 1536 (4) شرح السنہ للبغوی: 6/265 رقم 1740

(5) شعب الایمان للبیہقی: 8/415 رقم 6017

(6) سنن نسائی: 2/255 رقم 3329 (7) سنن دارقطنی: 6/56 رقم 2302

لیکن غیر مقلدین خصوصاً زبیر علی زئی اور اس کی پارٹی اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہی نہیں

ماہنامہ الحدیث: 27 ص 55، 56 میں عبدالمنان نور پوری کا قول لکھتے ہیں

[مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا بالکل غلط ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ان کا اپنا عمل ہے اور ان کا اپنا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا]

زبیر علی زئی خود لکھتے ہیں:

یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و ثابت سنت کے مخالف ہے

(ماہنامہ الحدیث: 26 ص 55)

اور جب اپنی باری آئے یہ ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں ان کا اپنا عمل ان کے نزدیک کیسے حجت ہوتا ہے تو یہاں زبیر علی زئی کا مؤقف ملاحظہ ہو:

زبیر علی زئی لکھتے ہیں [یہ ہو ہی نہیں سکتا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رفع یدین منسوخ ہو جائے اور پھر بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ رفع یدین کرتے رہیں آپ رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سب سے آگے تھے] (ماہنامہ الحدیث شمارہ 11 صفحہ 13)

دلیل نمبر 2:

{حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی اختلافی رفع یدین کی روایت کی تحقیق}

[حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

صلی اللہ علیہ وسلم صَنَعَ هٰكَذَا.]

ترجمہ: حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے دیکھا کہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کرتے تھے

(1) صحیح بخاری: 1/188 رقم 737 (2) صحیح مسلم: 2/7 رقم 890

یہ روایت غیر مقلدین پیش کر کے کہتے ہیں کہ ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا اس کو نور العینین جدید ص 103 میں پیش کیا گیا

الجواب: حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں غیر مقلدین کا پورا مؤقف نہیں ہے اس روایت میں صرف اتنا بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تین مقامات پر رفع یدین کرتے تھے جب کہ ہم احناف بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تین مقامات اور دیگر مقامات پر بھی رفع یدین کرتے تھے لیکن سارے مقامات پر رفع یدین کا ترک ثابت ہے جیسا کہ راقم نے اپنی کتاب [سنت امام القبلتین فی ترک رفع الیدین] میں ثابت کیا ہے جبکہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ان مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفات تک رفع یدین ثابت ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری نماز کا ذکر نہیں نہ اس میں یہ صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختلافی رفع یدین وفات تک کیا لہٰذا یہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں لہٰذا قبول بھی نہیں اس کے علاوہ حضرت مالک بن الحویرث سے سجدوں میں رفع یدین بھی ثابت ہے جس پر غیر مقلدین عامل نہیں، ملاحظہ فرمائیے:

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے سجدوں کا رفع یدین:

(1) [أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ قال الشیخ الألبانی: صحیح]

ترجمہ: حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نماز میں

رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے حتیٰ کہ ہاتھ کانوں کے قریب پہنچ جاتے ناصر الدین البانی کے کہا یہ حدیث صحیح ہے (سنن نسائی:2/205 رقم 1085 بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ)

(2) [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَفَعَ يَدَيْهِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.]

(سنن نسائی:2/205 رقم 1086 بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ)

(3) [أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ: وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ. قال الشيخ الألباني: صحيح]

(سنن نسائی:2/206 رقم 1087 بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ)

(4) [أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ كُلَّهُ يَعْنِي: رَفْعَ يَدَيْهِ قال الشيخ الألباني: صحيح]

(سنن نسائی:2/231 رقم 1143)

(5) [حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ "أَنَّهُ رَأَى نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا

رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ] (شرح مشكل الآثار للطحاوی:15/57رقم 5837)

(6)[وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ] (شرح مشكل الآثار للطحاوی:15/57رقم 5838)

(7)[وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ: وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ]

(شرح مشكل الآثار للطحاوی:15/57رقم 5839)

(8)[حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.] (مسند احمد:3/437رقم 15604)

(9)[حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ فُرُوعِ أُذُنَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.] (مسند احمد:5/53رقم 20537)

ان تمام روایات میں سجدوں کے رفع یدین کا ثبوت ہے اور یہ تمام روایات صحیح روایات ہیں جیسا کہ زبیر علی زئی غیر مقلد کے ممدوح ناصر الدین البانی نے سنن نسائی کی تحقیق میں لکھا ہے اس کے علاوہ [تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ] میں لکھتے ہیں:

[أما الرفع عند الهوى إلى السجود والرفع منه ففيه أحاديث كثيرة عن عشرة من الصحابة قد خرجتها فى "التعليقات الجياد" منها عن مالك بن الحويرث أنه رأى النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه فى صلاته إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا سجد وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذى

بهما فروع أذنيه.أخرجه النسائي وأحمد وابن حزم بسند صحيح على شرط مسلم وأخرجه أبو عوانة في "صحيحه" كما في "الفتح" للحافظ ثم قال: "وهو أصح ما وقفت عليه من الأحاديث في الرفع في السجود]

ترجمہ: رفع یدین سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت اس میں دس صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں جن کی تخریج میں نے اپنی کتاب [التعلیقات الجیاد] میں کی ہے ان میں سے حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے حتیٰ کہ ہاتھ کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے امام نسائی وامام احمد بن حنبل اور علامہ ابن حزم نے صحیح سند کے ساتھ جو صحیح مسلم کی شرط پر ہے اس کا اخراج کیا ہے اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس کو تخریج کیا ہے جیسا فتح الباری حافظ ابن حجر میں ہے پھر فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح روایت جس پر میں واقف ہوں سجدتین میں رفع الیدین کرنے کی روایت ہے (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی: 1/172)

یہاں ہم نے سنن نسائی کے حوالے سے پہلی روایت [محمد بن المثنی، ابن عدی، شعبہ، قتادہ، نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث] بیان کی جس میں سجدوں کے رفع یدین کا واضح بیان ہے

یہاں پر زبیر علی زئی نے ایک اعتراض کیا ہے کہ اس روایت کی سند میں شعبہ غلطی سے لکھا گیا ہے دیکھئے (نور العینین: ص 101)

جواباً گذارش ہے کہ کیا شعبہ، قتادہ سے روایت نہیں کرتا ہے یقیناً کرتا ہے سعید بن ابی عروبہ اور شعبہ، ہشام، ہمام یہ سب قتادہ کے شاگرد ہیں یہ سب قتادہ سے روایت کرنے والے ہیں صرف یہ روایت ہی شعبہ کیوں نہیں کرسکتا یہ سب اس روایت کو نہ ماننے کی ضد ہے حالانکہ ابن قطان نے نسائی کے حوالے سے شعبہ عن قتادہ کی روایت کو نقل کیا ہے دیکھئے [بیان الوہم والایہام فی کتاب الأحکام]

[وَقَالَ النَّسَائِيُّ: أخبرنا مُحَمَّد بن الْمثنى، حَدثنَا ابْن أبي عدي، عَن شُعْبَة، عَن قَتَادَة، عَن نصر بن عَاصِم، عَن مَالك بن الْحُوَيْرِث، أَنه رأى نَبِي الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رفع يَدَيْهِ فِي صلَاته إِذا ركع، وَإِذا رفع رَأسه من رُكُوعه،

وَإِذا سجد، وَإِذا رفع رأسه من سُجُوده، حَتَّى يُحَاذِي بهما فروع أُذُنَيْهِ]

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز میں رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے حتیٰ کہ ہاتھ کانوں کے قریب پہنچ جاتے

(بیان الوہم والایہام فی کتاب الأحکام، لابن القطان [م 628 ہجری]:5/613)

اب زبیر علی زئی غیر مقلد کی دوسری چال دیکھئے لکھتے ہیں:

[غرض یہ کہ یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی سند سے ہے اور تدلیس سعید، اختلاط سعید، تدلیس قتادہ اور شذوذ کی وجہ سے ضعیف ہے] (نور العینین جدید: ص102)

تعارف سعید بن ابی عروبہ:

[ابْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ سَعِيْدُ بنُ أَبِي عَرُوْبَةَ مِهْرَانَ العَدَوِيُّ الإِمَامُ، الحَافِظُ، عَالِمُ أَهْلِ البَصْرَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ السُّنَنَ النَّبَوِيَّةَ..... حَدَّثَ عَنْ: الحَسَنِ، وَمُحَمَّدِ بنِ سِيْرِيْنَ، وَأَبِي رَجَاءٍ العُطَارِدِيِّ، وَالنَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، وَعَبْدِ اللهِ الدَّانَاجِ، وَقَتَادَةَ، وَأَبِي نَضْرَةَ العَبْدِيِّ، وَمَطَرٍ الوَرَّاقِ، وَخَلْقٍ سِوَاهُم. وَكَانَ مِنْ بُحُوْرِ العِلْمِ، إِلاَّ أَنَّهُ تَغَيَّرَ حِفْظُه.... حَدَّثَ عَنْهُ: شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ، وَيَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ، وَرَوْحُ بنُ عُبَادَةَ، وَالنَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ، وَبِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ، وَإِسْمَاعِيْلُ بنُ عُلَيَّةَ، وَيَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ القَطَّانُ، وَخَالِدُ بنُ الحَارِثِ، وَمُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ، وَأَبُو عَاصِمٍ النَّبِيْلُ، وَسَعِيْدُ بنُ عَامِرٍ الضُّبَعِيُّ، وَعَبْدُ الوَهَّابِ بنُ عَطَاءٍ الخَفَّافُ رَاوِي كُتُبِهِ وَمُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ البُرْسَانِيُّ، وَيَزِيْدُ بنُ هَارُوْنَ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، وَخَلْقٌ سِوَاهُم. وَثَّقَهُ: يَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ، وَالنَّسَائِيُّ، وَجَمَاعَةٌ.....وَقَالَ يَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ: أَثْبَتُ النَّاسِ فِي قَتَادَةَ: سَعِيْدٌ، وَهِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، وَشُعْبَةُ.

قَالَ أَبُو عَوَانَةَ: لَمْ يَكُنْ عِنْدَنَا فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ أَحَدٌ أَحْفَظُ مِنْ سَعِيْدِ بنِ أَبِي عَرُوْبَةَ. أَخرَجَهُ: مُسْلِمٌ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالقَزْوِيْنِيُّ. رَوَى: إِسْحَاقُ الكَوْسَجُ، عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ. وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ: ثِقَةٌ، مَأْمُوْنٌ......وَقَالَ أَبُو دَاوُد

الطَّيَالِسِيُّ: كَانَ سَعِيْدٌ أَحْفَظَ أَصْحَابِ قَتَادَةَ.]

ترجمہ: ابن ابی عروبہ، سعید بن ابی عروبہ مہران العدوی ہیں امام، حافظ اور اہل بصرہ کے عالم ہیں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابواب پر حدیث کو جمع کیا انہوں نے حسن بصری، محمد بن سیرین، ابی رجاء، نضر بن انس، عبداللہ دناج، قتادہ، ابی نضرہ، اور مطر الوراق اور بہت سارے لوگوں سے سماعت حدیث کی آپ بحور العلم تھے مگر آپ کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا آپ سے شعبہ، سفیان ثوری، یزید بن زریع، روح بن عبادہ، نضر بن شمیل، بشر بن مفضل، اسماعیل بن علیہ، یحییٰ بن سعید، خالد بن حارث، محمد بن جعفر غندر، ابو عاصم النبیل، سعید بن عامر الضبعی، عبدالوہاب بن عطاء الخفاف، ان سے کتاب روایت کرنے والے محمد بن بکر البرسانی، یزید بن ہارون اور محمد بن عبداللہ انصاری اور بہت سے لوگ ہیں یحییٰ بن معین امام نسائی اور ایک جماعت نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے اور امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ قتادہ سے روایت کرنے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ پختہ ہیں سعید کے ساتھ ہشام الدستوائی اور شعبہ بھی ساتھ ہیں ابو عوانہ کہتے ہیں اس زمانہ میں ہمارے نزدیک سعید سے بڑا کوئی حافظ حدیث نہ تھا ان کو مسلم، ابو داؤد اور قزوینی نے تخریج کیا ہے اسحاق الکوسج امام ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں ابو زرعہ انہیں ثقہ مامون کہتے ہیں اور ابو داؤد الطیالسی فرماتے ہیں قتادہ کے شاگردوں میں سعید سب سے بڑے حافظ تھے

(سیر اعلام النبلاء: 12/ 1،2،3 رقم 170)

تدلیس سعید کا جواب:

یہ بات درست ہے کہ سعید بن ابی عروبہ مدلس ہے لیکن یہ چونکہ دوسرے درجہ کے مدلس ہیں اس لئے اس کی تدلیس مضر نہیں، اسی واسطے یہ بخاری و مسلم کے راوی ہیں امام ابن حجر عسقلانی نے [تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس: ص 31 رقم 50 المرتبۃ الثانیۃ] میں لکھا ہے، اسی طرح اَبو سعید بن خلیل بن کیکلدی اَبو سعید العلائی نے بھی اپنی کتاب [جامع التحصیل: ص 106 رقم 16 القسم الاول] میں لکھا ہے لہٰذا ان کی تدلیس مضر نہیں، مگر پھر بھی سعید بن ابی عروبہ کے سماع کی دلیل پیش خدمت ہے اور ساتھ ہی ان کا متابع اور شاہد بھی ملاحظہ فرمائیں اب تو اس کے قبول کرنے میں کوئی وجہ نہیں ہونی چاہیے

سعید بن ابی عروبۃ کا اخبرنا وحدثنا قتادہ کا ثبوت:

(1)[أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ: الْحُسَيْنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ بُرْهَانَ وَأَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ وَأَبُو مُحَمَّدٍ: عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ السُّكَّرِيُّ بِبَغْدَادَ قَالُوا أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي صَلاَتِهِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.] (سنن الکبریٰ للبیہقی:2/71رقم2614)

(2)[قال: أخبرنا أبو القاسم على بن أحمد بن محمد بن بيان الرزاز قراءة عليه وأنا أسمع، قال: أخبرنا أبو الحسن محمد بن محمد بن مخلد البزاز، قال: أخبرنا أبو على إسماعيل بن محمد الصفار، قال: أخبرنا أبو على الحسن بن عرفة العبدى، قال: حدثنا خالد بن الحارث الهجيمى البصرى، قال: حدثنا سعيد بن أبى عروبة، قال: أخبرنا قتادة عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث أنه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه فى صلاته إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع حتى يحاذى بهما فروع أذنيه]

(ذیل تاریخ مدینۃ السلام: ابوعبداللہ محمد بن سعید ابن الدبیثی (637ہجری):3/518 تحقیق: بشار عواد معروف)

(3)[أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلاتِهِمْ، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ: لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ.] (شرح السنۃ:3/258رقم739)

(4)[حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ

أَنَس بْنَ مَالِكٍ ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم صَعِدَ أُحُدًا فَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ : اثْبُتْ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ.] (مسند ابی یعلی:3/242رقم2964)

(5)[حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ آيَةُ الرِّبَا، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْ هَا فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّيبَةَ](مسند احمد:1/36رقم246)

(6)[حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَمَّنْ لَقِيَ الْوَفْدَ ،وَذَكَرَ أَبَا نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ ......]

(مسند احمد:3/23رقم11193)

(7)[حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ](مسند احمد:3/116رقم12177)

(8)[قال الإمام أحمد حدثنا يحى عن ابن أبي عروبة حدثنا قتادة عن سعيد بن المسيب] (مسند الفاروق لابن کثیر:2/571)

سعید بن ابی عروبہ کا متابع اور شاہد:

سنن نسائی:2/205رقم1085بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ میں [شعبہ]اور سنن نسائی :2/206رقم1087بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ میں ہشام،اور مسند احمد: 5/53رقم20537 میں ہمام متابع اور شاہد موجود ہے تفصیل کے لئے دیکھئے [حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے سجدوں میں رفع یدین کا ثبوت] اسی لئے محدثین ان روایات کو صحیح فرمارہے ہیں

[وأما كونه يرفعها إلى حيال أذنيه فلما روى النسائي بإسناد صحيح إلى مالك بن الحويرث : (أن النبي صلى الله عليه وسلم : كان يرفع يديه إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا سجد وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه)] (شرح زادا مستقنع : الشيخ حمد بن عبد الله الحمد:5/61)

اسی طرح سعید بن ابی عروبہ سے بھی کوئی ایک آدمی روایت نہیں کر رہا بلکہ محمد بن جعفر کے ساتھ ساتھ

عبدالاعلیٰ روایت کرتے ہیں، ابن عدی بھی یہی بات سعید بن ابی عروبہ سے روایت کر رہے ہیں

تدلیس قتادہ اور نصر بن عاصم سے قتادہ کے سماع کی تصریح کا ثبوت:

حضرت قتادہ کی تدلیس کا جہاں تک مسئلہ ہے تو وہ بھی بخاری و مسلم کے راوی ہیں اور دوسرے درجہ کے مدلس ہیں جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی نے [تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس: ص 43 رقم 92 المرتبہ الثانیہ] میں لکھا ہے، اس کے باوجود قتادہ کی سماعت نصر بن عاصم ملاحظہ فرمائیے:

(1)[أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ نَصْرَ بْنَ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.] (سنن نسائی؛2/121 رقم 880)

(2)[حدثنا إسحاق بن إبراهيم أنا النضر ثنا شعبة عن قتادة قال: سمعت نصر بن عاصم يحدث عن مالك بن الحويرث قال: رأيت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما فروع أذنيه، وإذا أراد أن يركع رفع يديه كذلك، وإذا قال: سمع الله لمن حمده رفع يديه كذلك.]

(مسند السراج: ص 63 رقم 93 ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد 1423 ہجری 2002م، الطبع الاول تحقیق: إرشاد الحق الاثری)

(3)[قال: أَخْبَرَنَا مُحَمد بن المُثَنَّى، قال: حدَّثنا مُعَاذ بن هِشَام، قال: حدَّثني أَبي.ستتهم (سَعِيد بن أَبي عَرُوبَة، وشُعْبة، وهِشَام الدَّسْتَوَائِي، وهَمَّام، وحَمَّاد بن سَلَمَة، وأبو عَوَانَة) عن قَتَادَة، قال: سَمِعْتُ نَصر بن عاصم،

فذ کرہ.]   (المسند الجامع السید ابو المعاطی النوری: جز35/ 34)

(4)[وأخرجه مسلم (2/ 7) قال: حدثنی أبو کامل الجحدری، قال: حدثنا أبو عوانة. ستتهم - سعید، وشعبة، وهشام، وهمام، وحماد، وأبو عوانة عن قتادة، قال: سمعت نصر بن عاصم، فذ کرہ.]

(جامع الاصول فی احادیث الرسول لابن الاثیر (م 606 ہجری):5/ 308)

نتیجہ تحقیق: لہٰذا یہ روایات صحیح ہیں ان کو نہ ماننا صرف ضد کی وجہ سے ہے حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ میں صرف تین مقامات پر رفع یدین کا بیان ہے جبکہ غیر مقلدین چار مرتبہ یعنی تیسری رکعت کو کھڑے ہوتے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں جس کا ثبوت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی روایت میں نہیں، اسی طرح حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے سجدوں کا رفع یدین تو ثابت ہے جیسا کہ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا مگر ان کی کسی روایت میں سجدوں کے رفع یدین کی نفی نہیں یعنی جو ثابت ہے وہ غیر مقلدین کرتے نہیں اور جو ان سے ثابت نہیں اس پر عمل کرتے ہیں اسی طرح اس روایت میں وفات تک یا آخری نماز تک کا بیان نہیں لہٰذا یہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ روایت غیر مقلدین کے دعویٰ پر پوری نہیں اترتی لہٰذا دعوٰی اور، دلیل اور کی وجہ سے قبول نہیں ہم احناف تو اس ان روایات پر عمل اس لئے نہیں کرتے کیونکہ ہمارے پاس تکبیر تحریمہ کے سوا باقی تمام مقامات پر رفع یدین متروک ومنسوخ ہے اللہ ورسولہ اعلم

دلیل نمبر 3:

{حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت کی تحقیق}

[عن وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ.]

ترجمہ: (سیدنا) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نماز میں داخل ہوئے جب تکبیر کہی رفع یدین کیا ہمام (راوی) نے کانوں تک بیان کیا پھر کپڑا لپیٹ لیا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا اور جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے نکالے اور رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا (رکوع سے کھڑے ہوئے) تو رفع یدین کیا پس جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا

(صحیح مسلم مع شرح النووی: 4/114 ح 401)

زبیر علی زئی غیر مقلد نے یہ روایت پیش کر کے لکھا ہے کہ وائل بن حجر 9 ہجری کو مسلمان ہوئے اور دوبارہ اگلے سال 10 ہجری کو دوبارہ آئے اس سال بھی آپ نے رفع یدین کا مشاہدہ فرمایا (نور العینین جدید: ص 102، 103)

جواب:- اس روایت کے کئی جواب ہیں پہلا جواب یہ ہے

(1) حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ میں ہے

[فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا وَائِلُ بن حُجْرٍ، إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ....]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جب تو نماز پڑھنے لگے تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ

(1) المعجم الکبیر للطبرانی: 15/396 رقم 17497

(2) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 2/122 رقم 2594 رجالہ ثقات

(3) کنز العمال: 7/431 رقم 19640

(4) تنویر الحوالک لسیوطی: 1/74

[حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ قَالَ - ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى

صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ.]

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاتے ان کا بیان ہے پھر میں دوبارہ حاضر ہوا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ سینوں تک اٹھاتے اور ان کے اوپر جبے اور کمبل ہوتے

(1) سنن ابوداود: 1/265 رقم 728 (2) شرح السنۃ للبغوی: 3/27 رقم 564

ان روایات میں صراحتاً نماز کے شروع والا ہی رفع یدین مذکور ہے اور پہلی روایت میں تو حکم موجود ہے اگر اس کے علاوہ بھی نماز میں رفع یدین ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کی بھی تاکید فرماتے مگر کسی بھی روایت میں اختلافی رفع یدین کا حکم یا تاکید موجود نہیں اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ روایات ہمارے دعویٰ کو ثابت کرتی ہیں

(2) اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت مرجوح ہے اور اس روایت کو مرجوح قرار دینے والے حدیث کے صراف، بلند پایہ نقاد تابعی کبیر حضرت امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ہیں جن کے بارے میں امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

{قَالَ : وَسَمِعْتُ أَبَا خَالِدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ : كَانَ إِبْرَاهِيمُ صَيْرَفِيًّا فِي الْحَدِيثِ.}

ترجمہ: امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابراہیم رحمہ اللہ (نخعی) حدیث کے صراف تھے

(مسند ابی الجعد: ص 127 رقم 798)

یہی بات درج ذیل کتب میں بھی ہے

(1) الجامع الاخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب بغدادی: 4/398 رقم 1660

(2) العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد: 1/428 رقم 946

(3) تذکرۃ الحفاظ للذہبی: 1/59 ترجمہ ابراہیم نخعی

(4) موسوعۃ اقوال الامام احمد: 1/86

(5) جامع العلوم والحکم لابن رجب: 1/226

(6) الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 2/17

(7) المعرفۃ والتاریخ للفسوی: /346

(8) طبقات الحفاظ لسیوطی: 1/4

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے سامنے جب حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا

{قَالَ إِبْرَاهِيمُ مَا أَرَى أَبَاكَ رَأَى رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلاَّ ذَالِكَ الْيَوْمَ الْوَاحِدَ فَحَفِظَ ذَلِكَ وَعَبْدُ اللهِ لَمْ يَحْفَظْ ذَلِكَ مِنْهُ ، ثُمَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّمَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ}

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کے باپ نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے تو یاد رکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یاد نہ رکھا پھر فرمایا کہ رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہے

(1) سنن دار قطنی: 3/245 رقم 1131

(2) سنن الکبریٰ للبیہقی: 2/81 رقم 2638

(3) شرح ابی داؤد للعینی: 3/346

(4) التعلیق الممجد علی موطا امام محمد: 1/393

(5) تنقیح التحقیق لابن عبدالہادی: 2/140 رقم 661

(6) نصب الرایہ: /397

اسی طرح دوسرے مقام پر امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا

قال محمد: أخبرنا يعقوب بن إبراهيم أخبرنا حصين بن عبد الرحمن قال: دخلت أنا وعمرو بن مرة على إبراهيم النخعي قال عمرو: حدثني علقمة بن وائل الحضرمي عن أبيه: أنه صلى مع رسول الله فرآه يرفع يديه إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع قال إبراهيم: ما أدري لعله لم ير النبي صلى الله عليه وسلم يصلي إلا ذلك اليوم فحفظ هذا منه ولم يحفظه ابن مسعود وأصحابه ما سمعته من أحد منهم إنما كانوا يرفعون أيديهم في بدء الصلاة

حین یکبرون

ترجمہ: امام محمد بیان کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی یعقوب بن ابراہیم نے انہوں ے خبر دی کہ حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرۃ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے علقمہ بن وائل بن حجر رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ ﷺ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو انہوں نے اسی دن ہی حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے تو کیا انہوں نے یہ بات یاد کرلی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور آپ کے باقی ساتھیوں نے یاد نہ رکھا؟ میں نے تو یہ بات (یعنی رفع یدین والی) ان میں سے کسی سے سنی تک نہیں ہے بے شک وہ رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں جب تکبیر کہتے

(1) موطا امام محمد مترجم: ص 91 رقم 107

(2) الحجۃ علی اہل المدینۃ: 1/96

[حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ثنا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ، فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ: "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَبَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَغَضِبَ وَقَالَ: رَآهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَا أَصْحَابُهُ]

ترجمہ: حضرت عمرو بن مرۃ فرماتے ہیں میں حضر موت کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ علقمہ بن وائل بن حجر اپنے والد کی روایت پیش کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد میں اٹھاتے تھے میں نے یہ بات ابراہیم (نخعی) سے ذکر کی تو وہ غضب ناک ہوگئے اور فرمایا انہوں نے دیکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں دیکھا

(1) شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/224 رقم 1352

(2) اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب المنجی: 1/ 232

یہ روایت لکھنے کے بعد امام ابی محمد، علی بن زکریا المنجی متوفی 686ھ لکھتے ہیں:

{قلت وحدیث الرفع یحتمل أنه منسوخ}

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ حدیث میں رفع (یدین) کا احتمال ہے کہ وہ منسوخ ہے

(اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب المنجی: 1/ 232)

اس پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تابعی ہیں تو تابعی بات سے صحابی کی روایت کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اس روایت کو اپنی بات سے نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے رد کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یقیناً حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے فضیلت میں، حضور ﷺ کی صحبت اختیار کرنے میں، علم میں غرض ہر لحاظ سے افضل ہیں اسی طرح آپ کے دیگر ساتھی، تو بات ان کی ہی قبول ہوگی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک اس روایت کی حیثیت

قیل لأبی عبد اللہ نذهب لرفع الیدین فی القیام من اثنتین أیضا قال لا أنا أذهب إلی حدیث سالم عن أبیه ولا أذهب إلی حدیث وائل بن حجر لأنه مختلف فی ألفاظه حدیث عاصم بن کلیب خلاف حدیث عمرو بن مرة.

ترجمہ: امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ دوسری رکعت سے اٹھتے وقت بھی ہم رفع یدین کریں تو فرمایا نہ کرو میں سالم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتا ہوں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل نہیں کرتا کیونکہ اس کے الفاظ مختلف ہیں عاصم بن کلیب کی حدیث کے الفاظ عمرو بن مرة کی حدیث کے خلاف ہیں (التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید: 9/ 224)

علامہ ابن عبدالبر مالکی لکھتے ہیں:

قال أبو عمر والسنن لا تثبت إذا تعارضت وتدافعت ووائل بن حجر

إنما رآه أياما قليلة فى قدومه عليه وابن عمر صحبه إلى أن توفى صلى الله عليه وسلم فحديث ابن عمر أصح عندهم وأولى أن يعمل به من حديث وائل بن حجر

ترجمہ: ابوعمر (علامہ ابن عبدالبر) فرماتے ہیں کہ جب روایتوں میں تعارض ہو تو سنتیں ثابت نہیں ہوتیں اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے چند دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ابن عمر رضی اللہ عنہ تا وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ رہے پاپس ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ اس پر عمل کیا جائے (التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید: 9/227)

احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری متوفیٰ 840ھ کے نزدیک اس روایت کی حیثیت

امام بوصیری نے [باب رفع الیدین عند الرکوع وترکہ] لکھا اس کے بعد وائل بن حجر کی روایت کو لکھا اور پھر بعد میں ابن عمر کی روایت لکھ کر یہ ثابت کیا کہ یہ روایت متروک ہے ملاحظہ فرمائیے {35-باب رفع الیدین عند الرکوع وترکہ

[1307] قال أبوداود الطيالسى : ثنا شعبة، أخبرنى عمرو بن مرة، سمعت أبا البخترى، يحدث عن عبدالرحمن أبن اليحصبى، عن وائل الحضرمى "أنه صلى مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فكان يكبر إذا خفض وإذا رفع، ويرفع يديه عند التكبير، ويسلم عن يمينه وعن يساره". قال شعبة: قال لى أبان بن تغلب: إن فى ذا الحديث: "حتى يبدو وضح وجهه" فذكرت ذلك لعمرو: فى هذا الحديث "حتى يبدو وضح وجهه"؟ فقال عمرو: نحو ذلك. قلت: رواه مسلم فى صحيحه من طريق علقمة بن وائل، وأبوداود من طريق وائل بن علقمة، كلاهما عن وائل بن حجر بغير هذا اللفظ، وبنقص ألفاظ عما سقته.

[1308] وقال أبوبكر بن أبى شيبة : ثنا وكيع، عن حماد، عن بشر ابن حرب سمع ابن عمر يقول: "والله إن رفعكم أيديكم فى الصلاة لبدعة، والله

ما زال رسول الله صلى الله عليه وسلم على هكذا يعني: بأصبعيه". قلت:
الترمذي بشر بن حرب ضعيف، وله شاهد من حديث ابن مسعود}
(اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة:2/56 باب رفع اليدين عند الركوع وترکہ)

(3) اس روایت کا تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سجدوں میں بھی رفع یدین مروی ہے جبکہ اکثر غیر مقلدین اس کے منکر ہیں خاص کر زبیر علی زئی اور ان کے دیگر ہمنوا وغیرہ جیسا کہ سجدوں والی روایات پہلے پیش ہو چکیں اب ذرا کچھ دیگر غیر مقلدین کے ان روایات کے بارے میں فتاویٰ پیش کرتے ہیں۔

فتویٰ نمبر:4723

سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین؟

21june2013,09:39AM

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: ایک شخص سنن نسائی، ابو داود، ابن ماجہ، دارقطنی، مسند احمد، جزء رفع الیدین للبخاری رحمہ اللہ، طبرانی، بیہقی، صحیح ابی عوانہ، ابو یعلی، ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق اور تلخیص الحبیر کی احادیث کی بنا پر سجدے میں جاتے ہوئے اور بین السجدتین (پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے) احیانا رفع الیدین کرتا ہے۔

(۱) مانعین مصیب ہیں یا عامل؟ (۲) کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ (۳) اگر صحیح ہے تو اس زمانے میں متروک العمل کیوں ہو چکی ہے؟ (۴) اگر مجروح ہے تو سنن نسائی کی دو روایتوں (جو من طریق شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ مروی ہیں) ان پر کیا جرح ہے؟ مبہم جرح نہ ہو اصل بنا انہی دو حدیثوں کو وہ شخص قرار دیتا ہے باقی سب روایات ان ہی کی تائید میں ہیں عام اس سے کہ صحاح سے یا ضعاف سے (۵) رفع یدین منسوخ ہو چکی ہے؟ (۶) اگر منسوخ ہو چکی ہے تو حدیث ناسخ مع الاسناد تحریر فرما دیں؟ (۷) اگر منسوخ نہیں ہوئی تو کون کون سے صحابہ اس پر عامل تھے؟ (۸) اور کون کون سے تابعین اس طرف گئے؟ (۹) کیا اس کے عامل کی اقتداء میں نماز درست ہو سکتی

ہے؟(۱۰) کیا

اس کو مردہ سنت قرار دیا جاسکتا ہے؟(۱۱) جو شخص اس کو زندہ کرے وہ من احی سنتی الحدیث کا مصداق ہوسکتا ہے؟(۱۲) جو شخص اس فعل سے ناراض ہو کر اس کی مخالفت کرے، روافض وغیرہ فریق مبتدعہ کے ساتھ تشبیہہ دے اس کا عند الشرع کیا حکم ہے؟ بینوا بالسنة والکتاب لا باقوالی العلماء ذوی الانتساب توجروا عند اللہ یوم الحساب

(نوٹ) جواب از راہِ کرم بالترتیب نمبر دار مفصلاً مع حوالہ مکمل تحریر فرمائیں۔

المستفتی ابو حفص العثمانی الداجلی از ملتان۔محلہ قدیر آباد جامع اہل حدیث ۲۱،۱، ۶۳

الجواب بعون الوھاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

۱: عامل رفع بین السجود پر جو دائماً یہ عمل رکھے مصیب نہیں ہے کیوں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس پر ادامت نہیں ہے وکان لا یفعل ذلك فی السجود اس کا مخطی ہونا ثابت کرتا ہے اور مطلقاً مانع جو ہو وہ بھی حق پر نہیں ہے۔

۲: حدیث ہذا صحیح ہے۔متروک العمل نہیں ہے۔

۳: عامل بالسنۃ لوگ وقتاً فوقتاً جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

۴: جہاں تک مجھ کو معلوم ہے ان دونوں احادیث میں سے کسی حدیث پر کوئی جرح نہیں ہے

۵: اس حدیث کا کوئی ناسخ اس وقت تک نظر نہیں آیا۔

۶: اوپر جواب آچکا ہے۔

۷: بعض صحابہ نے اس پر عمل کیا ہے اور اسی طرح بعض تابعین نے بھی۔

۸: اوپر جواب آچکا ہے۔

۹: نماز ایسے امام کے پیچھے بلا نکیر جائز ہے۔

۱۰: مردہ سنت اسے کہتے ہیں جس کا کوئی عامل نہ ہو اور اس سنت پر عمل رہا ہو۔

۱۱: اوپر جواب آچکا ہے۔

۱۲: اس فعل پر ناراض ہونے والا غالی ہے اور محب سنت نظر نہیں آتا۔ ھٰذا واللہ اعلم

محمد عبدالتواب بقلم خود تاب اللہ علیہ

جواب سوال (۱): عامل رفع الیدین عند ارادۃ السجد و بین السجدتین مصیب ہے اور مانع مخطی لان المنع وقع علی الامر المشروع وکل منع وقع علی الامر المشروع فھو خطاء۔

جواب سوال (۲): بلاشک حدیث صحیح ہے فتح الباری ملاحظہ ہو۔

جواب سوال (۳): یہ حدیث تغافل یا تساہل کی وجہ سے متروک العمل ہوئی ورنہ کوئی وجہ ترک کی نہیں۔

جواب سوال (۴): اس حدیث میں سوائے تدلیس قتادہ کے اور کوئی جرح نہیں، لیکن شعبہ کے قول سے یہ تدلیس مرتفع ہے شعبہ کی عادت تھی کہ قتادہ سے مدلس حدیث کو روایت نہیں کرتا تھا۔

جواب سوال (۵): یہ رفع یدین منسوخ نہیں بلکہ یہ نبی ﷺ کا آخری عمر کا فعل ہے کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا ہے اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی ہے جس سے نسخ ثابت ہوا احتمالات سے نسخ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ابن عمر کا اس رفع کو قبول کرنا بعد روایت منع رفع الیدین عند السجود اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا ہے۔

جواب سوال (۶،۷،۸): اس رفع یدین کے عامل صحابہ کرام سے ابن عمر، ابن عباس اور تابعین سے طاؤس اور نافع اور عطاء مجھے معلوم ہیں باقی صحابہ کی موافقت معلوم نہیں تو مخالفت بھی کہیں مروی نہیں علاوہ بریں حدیث بنفسہٖ محتاج عمل عامل نہیں ہوتی۔

قال الشافعی فی الام فاذا کان الحدیث عن رسول اللہ ﷺ لا مخالف له عنه

وکان یروی عمن دون رسول اللہ ﷺ حدیث یوافقه لم یزده قوة و حدیث رسول اللہ ﷺ مستغن بنفسه وان کان یروی عمن دون رسول اللہ ﷺ حدیث یخالفه لم التفت الی ما خالفه وحدیث رسول اللہ ﷺ اولی ان یؤخذ به اھ

جواب سوال (۹): بلاشک اس رفع یدین کے عامل کے پیچھے اقتداء جائز ہے اقتداء کو ناجائز کہنے والا جاہل اور اسرار شریعت سے محروم۔

جواب سوال (۱۰،۱۱): بلاشبہ اس کا عامل محی السنۃ المتیۃ ہے اور مستحق اجر سوشہید کا ہے کما ورد فی الحدیث۔

جواب سوال (۱۲): جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس رفع یدین سے ناراض ہو اور اس کے عامل کو فرقہ مبتدعہ رافضہ سے تشبیہہ دے باوجودیکہ اس کو یہ حدیث صحیح بھی معلوم ہے تو وہ شخص معاندِ حق ہے۔

وقد قال الله تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا۔

هٰذا ما عندی والله سبحانه وتعالی اعلم بالصواب

حررہ محب السنۃ ابو محمد عبد الحق العمرے المحمدے عفی عنہ من ریاست بہاولپور

الصحیح انه ﷺ قد فعله مرة وترکه اخریٰ فلا یقالی انه بدعة بل هو سنة

العبد: فیض الکریم سندھی از یارو شاہ سندھ ضلع نواب شاہ

فتاویٰ علمائے حدیث جلد 04 ص 304-307

انٹرنیٹ پر یہ فتویٰ دیکھنے کے لئے درج ذیل ایڈریس وزٹ کریں

{www.urdufatwa.com/indexphp

?/knoledgebase/article/veiw/4723/153/}

فتویٰ نمبر: 967

کیا رفع الیدین بھول جانے پر سجدہ سہو ہوگا؟

شروع از بتاریخ: 03JUNE2012,09:37AM

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: کیا فرماتے ہیں قرآن وصحیح حدیث اس شخص کے بارے میں جو عند الرکوع رفع یدین بھول

جائے اسکی تلافی سجدہ سہو سے ہو گی یا نہیں۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

رفع الیدین بھول جانے پر سجدہ سہو نہیں ہو گا علمائے کرام نے نماز کی سنتوں کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

1۔سنتوں کی پہلی قسم وہ ہے جن کے بھول جانے پر سجدہ سہو لازمی ہے، جیسے پہلا تشہد۔

2۔سنتوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کے بھول جانے پر سجدہ سہو نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ تعوذ، دعائے استفتاح اور رفع الیدین وغیرہ۔

لہذا رفع الیدین بھول جانے پر سجدہ سہو نہیں کیا جائے گا۔واللہ أعلم.

وباللہ التوفیق

فتویٰ کمیٹی محدث فتویٰ

(4) اس روایت میں غیر مقلدین کا پورا موقف نہیں تو اس روایت کو پیش کرنے کا فائدہ، ان کی کسی روایت میں حضور ﷺ کی وفات تک انکے دعویٰ کے مطابق رفع یدین کا ذکر نہیں لہذا یہ روایت کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے

دلیل نمبر 5:

{حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب}

زبیر علی زئی نے نور العینین ص 104،103 پر حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، مختصر المنتقی ابن الجارود، جامع ترمذی، جزء رفع یدین وغیرہا پیش کی، عبد الحمید بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے دس صحابیوں میں سنا جس میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں انہوں نے کہا کہ آپ نہ تو ہم سے پہلے مسلمان ہوئے نہ ہم

سے زیادہ صحبت اختیار کی (نہ ہم سے زیادہ ان کی اتباع کی) ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات ٹھیک ہے تو انہوں نے کہا اچھا پھر پیش کریں ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ جب نماز کے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی پھر قراءت کرتے، پھر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھتے، رکوع میں نہ سر اونچا رکھتے اور نہ نیچا پھر سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن کہتے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔۔۔۔پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے (دس کے دس) صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے کہا آپ نے سچ کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔۔۔انتہی (نور العنین جدید ص 104)

جواب نمبر 1:

اس کی سند میں ایک راوی عبدالحمید بن جعفر ہے جو متکلم فیہ ہے ائمہ نے اس پر کلام کیا ہے:

(1) امام ابوحاتم الرازی:

لا یحتج به: اس سے احتجاج نہ کیا جائے (میزان الاعتدال للذہبی: 2/539)

(2) امام ابن حبان:

ربما أخطأ: یہ بہت غلطیاں کرتا ہے (کتاب الثقات لابن حبان: 7/122)

(3) امام یحیی بن سعید القطان:

یضعفه: ضعیف ہے (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: 2/84)

(4) امام سفیان الثوری:

یضعفه: ضعیف ہے (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: 2/84)

(5) امام ابن حجر عسقلانی:

رمی بالقدر وربما وهم:

یہ قدری ہے (یعنی تقدیر کا منکر ہے) اور اس کو وہم ہوتا تھا (تقریب التہذیب: ص 333)

(6) امام نسائی:

لیس بالقوی: یہ قوی نہیں ہے (الضعفاء والمتروکین للنسائی: ص 211)

(7) امام یحیٰ بن معین:

وکان یری القدر : یہ تقدیر کا منکر ہے۔ (تہذیب الکمال للمزی: 30/6)

(8) امام ابو جعفر الطحاوی:

قَالَ الطَّحَاوِیُّ: وَعَبْدُ الْحَمِیدِ بْنُ جَعْفَرٍ ضَعِیف

(تہذیب سنن ابی داؤد وایضاح مشکلاتہ: 1/131)

(9) حافظ ابن القیم لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِیثُ مِنْ رِوَایَةِ عَبْدِ الْحَمِیدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ رَافِعِ بْنِ سِنَانٍ الْأَنْصَارِیِّ الْأَوْسِیِّ وَقَدْ ضَعَّفَهُ إِمَامُ الْعِلَلِ یَحْیَى بْنُ سَعِیدٍ الْقَطَّانُ وَكَانَ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ یَحْمِلُ عَلَیْهِ وَضَعَّفَ ابْنُ الْمُنْذِرِ الْحَدِیثَ وَضَعَّفَهُ (زاد المعاد: 5/411)

فَأَمَّا الْأَوَّلُ فَالْحَدِیثُ قَدْ ضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُهُ وَضَعَّفَ یَحْیَى بْنُ سَعِیدٍ وَالثَّوْرِیُّ عَبْدَ الْحَمِیدِ بْنَ جَعْفَرٍ (زاد المعاد: 5/420)

(10) قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

روایة عبد الحمید بن جعفر وقال ابن المنذر لا یثبته أهل النقل وفی إسناده مقال (نیل الاوطار للشوکانی: 7/86)

(11) علامہ ابن جوزی:

وَتَكَلَّمَ فِیهِ ابْنُ الْجَوْزِیِّ مِنْ أَجْلِ عَبْدِ الْحَمِیدِ بْنِ جَعْفَرٍ فَإِنَّ فِیهِ مَقَالًا

(التلخیص الحبیر لابن حجر: 1/573)

(12) مولانا شمس الحق عظیم آبادی:

مولانا نے بھی باب مسح الذکر میں حضرت قیس بن طلق کی روایت میں عبد الحمید بن جعفر کے بارے میں محدثین سے جرح وتعدیل نقل کی ہے لکھتے ہیں وفیه عبد الحمید ضعفه

الثوری والعجلی وثقه ابن معین وابن سعد۔ (التعلیق المغنی علی الدار قطنی:1/273)

(13) عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد:

عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ رَافِعِ الْأَنْصَارِيُّ، صَدُوقٌ رُمِيَ بِالْقَدَرِ وَرُبَّمَا وَهَمَ مِنَ السَّادِسَةِ (تحفۃ الاحوذی:5/359)

(14) محمد بن إسماعيل الأمير الكحلانی الصنعانی:

قال ابن المنذر لا يثبته أهل النقل وفي إسناده مقال وذلك لأنه من رواية عبد الحميد بن جعفر بن رافع ضعفه الثوری ويحيى بن معين

(سبل السلام:3/228)

(15) امام ترمذی نے عبدالحمید کی روایت سے عبدالعزیز بن محمد کی حدیث کو اصح قرار دیا:

قال أبو عيسى حديث عبد العزيز بن محمد أطول وأتم وهذا أصح من حديث عبد الحميد بن جعفر (سنن الترمذی:5/297 تحت رقم 3125)

دوسری روایت میں ایک راوی فلیح بن سلیمان ہے اس کے بارے محدثین کی رائے ملاحظہ فرمائیے:

فلیح بن سلیمان:

(1) ابن الملقن سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری (المتوفی:804ھ)

وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: لَا يُحْتَجُّ بِهِ. وَقَالَ أَبُو دَاوُد: لَيْسَ بِشَيْءٍ. وَقَالَ السَّاجِي: إِنَّه يهم. (البدر المنير فی تخريج الأحاديث والآثار الواقعة فی الشرح الكبير:3/509)

(2) امام نسائی فرماتے ہیں:

قال أبو عبد الرحمن فليح بن سليمان ليس بالقوی

(سنن نسائی:3/262 تحت رقم 1802)

فليح بن سليمان ليس بالقوی مدنی (الضعفاء والمتروکین للنسائی: ص 226 رقم 486)

(3) ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

ناصر الدین البانی فلیح بن سلیمان کی ایک روایت کے بارے لکھتے ہیں

قال الشیخ الألبانی: ضعیف الإسناد (سنن نسائی: 3/262 تحت رقم 1802)

(4) امام بیہقی لکھتے ہیں:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأُشْنَانِيُّ، قَالُوا: أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّرَائِفِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: فُلَيْحٌ ضَعِيفٌ

(الاسماء والصفات للبیہقی: 2/200 رقم 763)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ، يَقُولُ: فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ

(الاسماء والصفات للبیہقی: 2/199 رقم 762)

(5) شعیب الارناؤوط مسند احمد کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

قال النسائی: فلیح بن سلیمان لیس بالقوی.

(مسند احمد بتحقیق شعیب الارناؤوط: 44/354)

(6) امام دارقطنی لکھتے ہیں:

فلیح بن سلیمان: لیس بالقوی. (سوالات ابن بکیر للدارقطنی: ص 4 رقم 22)

(7) ابوزرعہ لکھتے ہیں

وَقال أبو زُرْعَة: فلیح بن سُلَيمان ضعیف الحدیث

(الضعفاء وأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: 2/366)

(8) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

فقال هلال قال وسمعت يحيى يقول فليح بن سليمان ضعيف

(معرفة الرجال لابی معین: 1/69)

(9) امام عقیلی لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن أحمد، حدثنا معاوية بن صالح قال: سمعت يحيى قال:

فلیح بن سلیمان ضعیف حدثنی أحمد بن محمود، حدثنا عثمان بن سعید قال: سمعت یحیی یقول: فلیح بن سلیمان ضعیف (الضعفاء الکبیر للعقیلی: 7/239)

(10) علامہ ابن القیم لکھتے:

فلیح بن سلیمان ضعیف

(عون المعبود شرح سنن أبی داود، مع شرح الحافظ ابن قیم الجوزیة: 13/215)

(11) علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: ضعیف (شرح سنن أبی داود للعینی: 6/109)

(12) امام زیلعی لکھتے ہیں:

ضعیف (نصب الرایة: 2/291)

(13) امام ابن قطان فاسی لکھتے ہیں:

ضعیف (بیان الوہم والایہام فی کتاب الأحکام: 3/234)

(14) أبو عبدالرحمن یحییٰ بن علی الحجوری لکھتے ہیں:

فلیح بن سلیمان ضعیف (صحیح وضعیف المفارید: ص 132)

(15) امام ذہبی لکھتے ہیں:

قال بن معین وأبو حاتم والنسائی لیس بالقوی

(الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة: 2/125 رقم 4496)

(16) امام ابن عدی لکھتے ہیں

ضعیف (الکامل فی ضعفاء الرجال: 6/30)

(17) أبی حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن شاہین لکھتے ہیں:

ضعیف الحدیث (المختلف فیہم لابن الشاہین: ص 14)

فلیح بن سلیمان. لیس بشیء. (تاریخ أسماء الضعفاء والکذابین: ص 156 رقم 511)

(18) مظفر بن مدرک فرماتے ہیں:

لیس بشیء (المقتنی فی سرد الکنی: 2/145 رقم 6635)

(19) امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وقال ابن أبي شيبة قال على بن المدينى كان فليح وأخوه عبد الحميد ضعيفين وقال البرقي عن ابن معين (تهذيب التهذيب:8/273)

(20) عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أیوب البغدادی لکھتے ہیں:

ضعيف الحديث (ذکر من اختلف العلماء ونقاد الحدیث فیہ: ص79 رقم35)

(21) علی بن عبداللہ بن جعفر المدینی أبوالحسن لکھتے ہیں:

وسألت عليا عن فليح بن سليمان فقال كان فليح وأخوه عبد الحميد ضعيفين۔ (سؤالات محمد بن عثمان بن أبی شیبۃ لعلی بن المدینی: ص117 رقم137)

(22) أبی اسحاق ابراہیم بن عبداللہ بن الجنید الختلی لکھتے ہیں:

سألت يحيى عن فليح بن سليمان فقال ضعيف الحديث.

(سؤالات ابن الجنید لأبی زکریا یحییٰ بن معین: ص438 رقم817)

(23) تقی الدین أحمد بن علی المقریزی لکھتے ہیں:

فليح بن سليمان أبو يحيى - مدنى قال ابن معين: ضعيف

(مختصر الکامل فی الضعفاء: ص628 رقم1575)

(24) امام ابوداؤد فرماتے ہیں:

وقال أبو داود: لا يحتج بفليح. (میزان الاعتدال:3/366)

ان جم غفیر کے مقابلے چند محدثین نے ان کو ثقہ کہا ہے مگر وہ جمہور کے مقابلے میں کیسے قبول کیا جاسکتا ہے

عبدالحمید بن جعفر قدری تھا اور قدریوں کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے

قدریوں کے بارے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ، فَإِنْ كَانَ قَدْ

أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَكُونُ فِي هٰذِهِ الأُمَّةِ أَوْ فِي أُمَّتِي، الشَّكُّ مِنْهُ، خَسْفٌ أَوْ مَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

ترجمہ: نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے آپ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے دین میں نئی بات (عقیدہ قدریہ) پیدا کی ہے اگر ایسا ہے تو اسے میری طرف سے سلام نہ کہنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس امت میں یا میری امت میں زمین میں دھنسا دینا یا چہروں کا مسخ کر دینا اہل قدر میں ہے یہ حدیث حس صحیح غریب ہے

(1) سنن ترمذی: 4/25 رقم 2152 (2) سنن ابن ماجہ: 5/182 رقم 4061
(3) مسند الدارمی: 1/388 رقم 407 (4) الاحکام الشرعیہ للاشبیلی: 3/462

قدری راوی کے بارے میں محدثین کیا فرماتے ہیں:

(1) قدریوں کے متعلق امام مالک بن انس رحمہ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے:

حدثنا إسماعيل، حدثنا أبو مصعب، قال: سمعت مالكا يقول: لا يصلى خلف القدرية

ترجمہ: امام مالک فرماتے ہیں قدری کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے (القدر للفریابی: ص193 رقم 193)

لا يصلى خلف القدرية ولا يحمل عنهم الحديث.

نہ قدریہ کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس سے حدیث لی جائے

(الکفایہ فی علم الروایہ ص 124)

أبو الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن أیوب بن وارث الباجی الأندلسی (المتوفی: 474ھ) لکھتے ہیں:

وقد روى يونس بن عبد الاعلى عن بن وهب سمعت مالكا يقول لا يصلى خلف القدرية ولا يحمل عنهم الحديث فرواه على الاطلاق ولم

يشترط أن يكون داعيا

ترجمہ: نہ قدریہ کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس سے حدیث لی جائے اور یہ مطلق ہر راوی پر حکم ہے اور اس میں یہ شرط نہیں کہ اپنی طرف دعوت دے

(مقدمۃ الباجی للجرح والتعدیل: ص13)

(2) امام لالکائی لکھتے ہیں:

أخبرنا محمد بن عبد الرحمن أخبرنا عبد الله بن محمد البغوي قال ثنا داود بن رشيد قال ثنا خلف قال كان سيار أبو الحكم يقول لا يصلى خلف القدرية فإذا صلى خلف أحد منهم أعاد الصلاة

ترجمہ: ابو الحکم سیار فرماتے تھے کہ قدریہ کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اور اگر ان کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کا اعادہ کرے (اعتقاد اہل السنۃ اللالکائی: 4/731 رقم 1349)

(3) امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

وأخبرنا أحمد بن محمد أخبرنا أحمد بن الحسن قال ثنا عبد الله أحمد بن حنبل قال سمعت أبي يقول لا يصلى خلف القدرية والمعتزلة

ترجمہ: امام احمد بن حنبل فرماتے قدریہ اور معتزلہ کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے

(اعتقاد اہل السنۃ اللالکائی: 4/732 رقم 1354)

لہٰذا ایسے راوی کی روایت ضعیف ہے۔

جواب نمبر 2:

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح البخاری میں موجود ہے لیکن اس میں شروع نماز میں رفع الیدین کا تو ذکر ہے بعد والی رفع الیدین کا ذکر نہیں ۔کیونکہ اس میں عبد الحمید بن جعفر موجود نہیں ہے۔ثابت ہوا کہ یہ رکوع والا رفع الیدین عبد الحمید بن جعفر کی خطاء کی وجہ سے زائد ہوا ہے، پس نا قابل حجت ہے۔

جواب نمبر 3:

اس روایت میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان دس صحابہ کرام میں شمار کیا گیا ہے جو اس

محفل میں موجود تھے آئیے دیکھتے ہیں کہ آپ کا سن وفات کون سا ہے تاکہ راوی حدیث کی اس بات کو سمجھا جائے کہ وہ تو راوی کی پیدائش سے بھی پہلے فوت ہو چکے تھے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات

(1) موسیٰ بن عبداللہ بن یزید (ثقہ) تابعی (المتوفیٰ 244ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ : صَلَّى عَلِيٌّ عَلَى أَبِي قَتَادَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا.

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عبداللہ بن یزید نے فرمایا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور ان پر سات تکبیریں کہیں (مصنف ابن ابی شیبہ: 3/304 رقم 11578)

شعیب الارناؤوط غیر مقلد اس روایت کے بارے سیر اعلام النبلاء کی تحقیق میں لکھتے ہیں: رجالہ ثقات

(سیر اعلام النبلاء بتحقیق شعیب الارناؤوط: 2/456)

اس روایت کے ایک راوی اسماعیل بن ابی خالد کے بارے میں بعض الناس لکھتے ہیں کہ یہ مدلس ہے اور اس کا عنعنہ قبول نہیں لہذا یہ راوی ضعیف ہے اور اس کی یہ روایت قبول نہیں، اس کے جواب میں گزارش ہے کہ مدلسین کے طبقات بنائے گئے ہیں جس میں پہلا اور دوسرا قابل قبول ہے

مدلس راوی کا حکم:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے النکت علی ابن صلاح ص ۶۱۴ پر محدثین کرام کے مختلف مذاہب تدلیس کے بارے میں نقل کیے اور امام علی بن مدینی کے مسلک کو راجح اور جمہور کے مطابق قرار دیا اور امام علی بن مدینی کا مسلک ہے کہ مدلس کی وہ معنعن روایت (عن والی) قبول ہوگی جس کی تدلیس والی روایتیں قلیل یا کم ہوں (الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب ص ۳۶۲)

امام ابن حجر عسقلانی نے مدلسین کے طبقات پر کتاب ہے {طبقات المدلسین} اس کے ص 28 رقم 36 طبقہ الثانیہ میں درج کیا ہے اور دوسرے درجے کے مدلسین کی تدلیس قابل قبول ہے

(طبقات المدلسین لابن حجر عسقلانی: ص 28 رقم 36 طبقہ الثانیہ)

جامع التحصیل میں ہے

[[لقلة تدليسه فی جنب ماروی اولأنه لا يدلس الا عن ثقة وذلك كالزهری و سليمان الاعمش و ابراهيم النخعی و اسماعيل بن ابی خالد و سليمان التيمی و حميد الطويل و الحكم بن عتبة و يحيیٰ بن ابی كثير و ابن جريج والثوری وابن عيينة]]..الخ

ترجمہ: یا تدلیس کم کی ہے بہ نسبت روایات کے تدلیس ثقہ سے کی ہے جیسے زہری وسلیمان الاعمش وابراہیم نخعی واسماعیل بن ابی خالد وسلیمان التیمی وحمید الطویل وحکم بن عتبہ ویحییٰ بن ابی کثیر وابن جریج وثوری اورابن عیینہ (جامع التحصیل فی احکام المراسیل: ص 113)

اسماعیل بن ابی خالد کی صحیح بخاری میں 101 روایات ہیں دیکھئے

الدکتور عواد الخلف لکھتے ہیں کہ المرتبۃ الثانیۃ کے مدلسین کی روایات جن کو اتصال پر محمول کیا جائے گا ان کے نام یہ ہیں اور پھر دوسرے نمبر پر اسماعیل بن ابی خالد کا نام لکھا

(خلاصۃ کتاب روایات المدلسین فی صحیح بخاری للدکتور عواد الخلف: ص 11)

امام ابن العجمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے بھی حافظ العلائی کی طرح کے الفاظ لکھے ہیں دیکھئے ''التبیین الاسماء المدلسین'' ص ٦٥

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مدلس کا حکم یہ ہے کہ جس کی تدلیس کم ہو اسکی دیگر روایات کے مقابلہ میں تو اس کی تدلیس مضر نہیں جیسا کہ امام بخاری، حافظ ابن کثیر، حافظ صلاح الدین العلائی اور ابن العجمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا اور یہی تحقیق محدثین کے نزدیک راجح ہے لہٰذا یہ اعتراض مردود ہے

ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیشاپوری (المتوفیٰ 319ھ) لکھتے ہیں:

حدثنا الحسن بن علی بن عفان العامری، قال: ثنا أبو أسامة، قال: ثنا إسماعيل، قال: ثنا موسى بن عبد الله بن يزيد الأنصاری، قال: » صلى علی علی أبی قتادة فكبر عليه سبعا

ترجمہ: موسیٰ بن عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور ان پر سات تکبیریں کہیں (الاوسط لابن المنذر: 9/353 رقم 3088)

خطیب بغدادی نے بھی اسی سند سے یہی بات روایت کی ہے (تاریخ بغداد: 1/161)

(2) امام شعبی (ثقہ) پیدائش 17 ھ، متوفی 104 ھ تابعی فرماتے ہیں

حدثنا خلف بن قاسم، حدثنا الحسن بن رشيق، قال: حدثنا أبو بشر الدولابي قال: أخبرني محمد بن سعدان عن الحسن بن عثمان قال: حدثنا هشيم حدثنا إسماعيل بن أبي خالد وزكريا عن الشعبي أن علياً كبر على أبي قتادة ستاً وكان بدرياً

ترجمہ: امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اوران پر چھ تکبیریں کہیں اور وہ بدری تھے (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: 2/56)

(3) حسن بن عثمان فرماتے ہیں:

وقال الحسن بن عثمان ومات أبو قتادة سنة أربعين وشهد أبو قتادة مع علي مشاهده كلها في خلافته.

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ 40 ھ میں فوت ہوئے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کی ساری خلافت میں تمام جنگوں میں شریک ہوئے

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: 2/56)

(4) مشہور مورخ و محدث استاذ امام بخاری، خلیفہ بن خیاط (ثقہ) متوفی 240 ھ فرماتے ہیں:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ 38 ھ میں کوفہ فوت ہوئے (تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی: 12/86)

(5) محدث ابن سعد لکھتے ہیں

وَكَانَ قَدْ نَزَلَ الْكُوفَةَ وَمَاتَ بِهَا، وَعَلِيٌّ بِهَا وَهُوَ صَلَّى عَلَيْهِ

آپ (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) کوفہ میں تشریف لائے اور وہیں وفات پائی اوران پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (طبقات الکبریٰ: 6/15)

(6) حنبل بن اسحاق (ثقہ) متوفی 273 ھ فرماتے ہیں:

أخبرنا بن رزق أنبأنا عثمان بن أحمد نا حنبل بن إسحاق قال وبلغني توفي أبو قتادة الحارث بن ربعي سنة ثمان وثلاثين في خلافة علي وصلى عليه علي بالكوفة

ترجمہ: حنبل بن اسحاق فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حارث بن ربعی 38ھ میں خلافت علی میں کوفہ میں فوت ہوئے (تاریخ بغداد:1/161)

(7) خطیب بغدادی (ثقہ) لکھتے ہیں:

آپ بھی یہی بات لکھتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ خلافت علی میں فوت ہوئے

(تاریخ بغداد:1/159)

(8) ابن قطان فاسی (ثقہ) فرماتے ہیں:

وقال القطان ما ملخصه فيجب التثبت؟؟ في قوله فيهم أبو قتادة فان ابا قتادة قتل مع علي وهو صلى عليه هذا هو الصحيح وقتل علي سنة اربعين ومحمد بن عمر ولم يدرك ذالك وقيل توفي أبو قتادة سنة اربع وخمسين وليس بصحيح

ترجمہ: جو لوگ اس روایت کو صحیح کہتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ ثابت کریں کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں تھے اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور یہی صحیح بات ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ 40ھ میں شہید ہوئے اور محمد بن عمرو اس زمانے کو نہیں پا سکتے اور یہ بھی کہا گیا ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ 54ھ میں فوت ہوئے ہیں یہ روایت صحیح نہیں (الجوہر النقی:2/128)

(9) امام طحاوی (ثقہ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ: " أَنَّ عَلِيًّا، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَّى عَلَى قَتَادَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا " قِيلَ لَهُ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّمَا فَعَلَ ذَلِكَ لِأَنَّ أَهْلَ بَدْرٍ كَانَ كَذَالِكَ حُكْمُهُمْ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ، يُزَادُ فِيهَا مِنَ التَّكْبِيرِ، عَلَى مَا يُكَبَّرُ عَلَى غَيْرِهِمْ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَالِكَ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر نماز سات تکبیرات سے پڑھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تکبیریں زائد اس لئے کہیں کہ اہل بدر کا جنازہ اسی طرح پڑھایا جاتا تھا جو کوئی اس بات پر اعتراض کرے تو اس کو یہ جواب دیا جائے گا

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/ 496،497رقم 2848)

(10) علامہ محدث بدرالدین عینی (ثقہ) فرماتے ہیں

وقال ابن عبد البر: هو الصحيح، وقيل: توفى بالكوفة سنة ثمان و ثلاثين، ومحمد بن عمرو بن عطاء توفى فى خلافة وليد بن يزيد بن عبد الملك، وكانت خلافته فى سنة خمس وعشرين ومائة، ولهذا قاله ابن حزم ولعله وهم يعنى عبد الحميد.

ترجمہ: اور ابن عبدالبر فرماتے ہیں یہ صحیح ہے کہ آپ (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) کوفہ میں 38ھ کو فوت ہوئے اور محمد بن عمرو بن عطاء ولید بن یزید کی خلافت میں فوت ہوئے اور ان کی خلافت 125ھ میں شروع ہوئی تھی اس لئے ابن حزم نے کہا کہ شاید عبدالحمید (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے بیان کرنے میں) بھول گیا

(البنایہ شرح الھدایہ: 2/259)

(11) موسیٰ الانصاری فرماتے ہیں:

حدثنى ابن زنجويه وزهير قالا: نا يعلى بن عبيد نا إسماعيل بن أبى خالد عن موسى الأنصارى قال: أتانا على فصلى على أبى قتادة فكبر سبعة.

ترجمہ: موسیٰ انصاری فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی (معجم الصحابہ لابی القاسم البغوی: 2/25رقم 436)

(12) ابوالقاسم عبداللہ بن محمد البغوی المتوفی 317ھ لکھتے ہیں:

حدثنى ابن زنجويه نا الفريابى قال حدثنى جرير البجلى عن الشعبى عن عبد [الله] بن يزيد: أن عليا صلى على أبى قتادة فكبر عليه سبعا وكان بدريا.

ترجمہ: عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے (معجم الصحابہ لابی القاسم البغوی: 2/26رقم 437)

(13) علامہ ابن الترکمانی لکھتے ہیں:

ذکر فیہ من حدیث عبید اللہ بن موسی (عن اسمعیل بن ابی خالد عن موسی بن عبد اللہ بن یزید ان علیا صلی علی ابی قتادۃ فکبر علیہ سبعا وکان بدریا

ترجمہ: موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے (الجوہر النقی: 4/36)

(14) قاضی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

سب کا اتفاق ہے کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان (سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) کی نماز جنازہ پڑھائی تھی نماز جنازہ میں سات یا چھ تکبیریں ادا کی تھیں اہل بدر کی نماز جنازہ اسی طرح پڑھی جایا کرتی تھی

(اصحاب بدر قاضی محمد سلیمان: ص 196 سیدنا ابو قتادہ اسلمی رضی اللہ عنہ رقم 247 مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

(15) علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

وَأَبُو قَتَادَةَ قُتِلَ مَعَ عَلِيٍّ، وَلَمْ يُدْرِكْهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو۔۔۔

اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فوت ہوئے اور محمد بن عمرو ابو قتادہ کو نہیں پہنچ سکتے (المحلیٰ بالآثار لابن حزم: 3/43)

فَإِنَّمَا ذَكَرَ أَبَا قَتَادَةَ: عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، وَلَعَلَّهُ وَهِمَ فِيهِ،

پس عبد الحمید کا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا اس کا وہم ہے (المحلیٰ بالآثار لابن حزم: 3/44)

(16) الشیخ العلامہ أحمد بن یحیی النجمی:

ما رواہ موسی بن عبد اللہ بن یزید: (أن علیاً صلّی علی أبی قتادۃ فکبّر علیہ سبعاً وکان بدریاً) أخرجہ الطحاوی والبیہقی 36/4 بسند صحیح علی شرط مسلم.

ترجمہ: موسیٰ عبد اللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات

تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے اس کو طحاوی اور بیہقی نے بسند صحیح مسلم کی پر تخریج کیا

(تاسیس الاحکام بشرح عمدۃ الاحکام علی ماصح عن خیر: 3/ 87)

(17) علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی الهندی (متوفی 975ھ) لکھتے ہیں

عن موسی بن عقبة بن یزید أن علیا صلی علی أبی قتادة فکبر علیه سبعا و کان بدریا.

ترجمہ: موسی بن عقبۃ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے (کنز العمال: 14/ 74، رقم 37974)

(18) علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

الثالث: عن موسی بن عبد الله بن یزید. " أن علیا صلی علی أبی قتادة فکبر علیه سبعا، و کان بدریا " أخرجه الطحاوی والبیقهی بسند صحیح علی شرط مسلم - لکن أعله البیهقی بقوله: " إنه غلط. لان أبا قتادة رضی الله عنه بقی علی رضی الله عنه مدة طویلة ". و رده الحافظ فی " التلخیص " بقوله: " قلت: وهذه علة غیر قادحة. لانه قد قیل: إن أبا قتادة مات فی خلافه علی، وهذا هو الراجح وسبقه إلی هذا ابن الترکمانی فی " الجوهر النقی " فراجعه

موسیٰ عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے اس کو طحاوی اور بیہقی نے بسند صحیح مسلم کی پر تخریج کیا لیکن بیہقی نے کہا کہ یہ غلط ہے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی طویل مدت تک زندہ رہے اس کو حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں رد کیا اور فرمایا میں کہتا ہوں کہ امام بیہقی کی یہ جرح درست نہیں ہے کیونکہ کہا گیا ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے اور یہ ہی بات راجح اور درست ہے اور یہی بات ابن ترکمانی نے جوہر النقی میں لکھی اور اسی کو راجح قرار دیا

(احکام الجنائز للالبانی: 1/ 113، 114)

(19) قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں

وقيل مات أبو قتادة فی خلافة علی رضی الله عنه ولا یمکن علی هذا أن محمدا أدرکه لأن عليا قتل فی سنة أربعين وقد أجيب عن هذا أنه إذا صح موته فی خلافة علی فلعل من ذکر مقدار عمر محمد أو وقت وفاته وهم

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے تو اس روایت کی بنا پر ممکن ہی نہیں کہ محمد بن عمرو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو پاسکے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، 40ھ میں شہید ہوئے اور اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات صحیح روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہی ہوئی ہے اور شاید محمد بن عمرو کو ان کے وقت وفات بتانے میں وہم ہوا ہے (نیل الاوطار: 2/198)

(20) ابو یوسف یعقوب بن سفیان الفسوی (المتوفی 347ھ) لکھتے ہیں:

حدثنا عبيد الله بن موسى عن إسماعيل بن أبي خالد عن موسى بن عبد الله بن يزيد: أن علياً صلى على أبي قتادة فكبر عليه سبعاً وكان بدرياً.

موسیٰ بن عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے۔ (المعرفۃ والتاریخ: 1/76)

(21) علی بن محمد الخزاعی لکھتے ہیں:

کہ حضرت ابو قتادہ بدری صحابی ہیں اور ان کا وصال 38ھ میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا (تخریج الدلالات السمعیہ لہ (ص) من الحرف والصنائع والعمالات: ص 727)

(22) حضرت عبداللہ بن نمیر بھی یہی بات روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی (مصنف ابن ابی شیبہ: 3/304 رقم 11578)

(23) غسان بن ربیع فرماتے ہیں:

قال حنبل بن إسحاق حدثنا غسان بن الربيع قال وبلغني أنه توفي أبو قتادة سنة ثمان وثلاثين في خلافة علي وصلى عليه علي

ترجمہ: غسان بن ربیع فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

کی خلافت میں 38ھ میں فوت ہوئے اور ان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر 152/67)

(24) صلاح الدین خلیل بن أیبک الصفدی (المتوفی:764ھ):

علامہ صلاح الدین نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت علی میں لکھی ہے

(الوافی بالوفیات:4/68)

(25) مجد الدنین أبو السعادات المبارک بن محمد الجزری ابن الأثیر (المتوفی:606ھ):

انہوں نے بھی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت علی میں لکھی ہے

(جامع الأصول في أحادیث الرسول:12/284 رقم 493)

(26) علامہ ابن کثیر نے لکھا

أنه توفی بالکوفة سنة ثمان وثلاثین، وصلی علیه علی بن أبی طالب

ترجمہ: بے شک ان (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) کی وفات 38ھ میں کوفہ میں ہوئی اور ان کا جنازہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا (البدایہ والنہایہ:8/74)

(27) أبی العباس أحمد بن الخطیب المتوفی 810ھ لکھتے ہیں:

ومنهم أبو قتادة الأنصاری فارس رسول الله صلی الله علیه وسلم وتوفی بالکوفة سنة أربعین وصلی علیه علی بن أبی طالب رضی الله عنه وكبر سبعا

ترجمہ: اور ان میں حضرت ابوقتادہ انصاری صحابی رسول ان کی وفات 40ھ میں کوفہ میں ہوئی اور ان کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سات تکبیروں سے پڑھائی

(وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام: ص 82)

(28) علامہ ابن عساکر لکھتے ہیں ص

قال یعقوب بن سفیان حدثنا عبید الله بن موسی عن إسماعیل بن أبی خالد عن موسی بن عبد الله بن یزید أن علیا صلی علی أبی قتادة فكبر علیه سبعا وكان بدریا

ترجمہ: موسیٰ بن عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے (تاریخ دمشق لابن عساکر 152/67)

(29) امام بیہقی لکھتے ہیں:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ : أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَّى عَلَى أَبِي قَتَادَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا وَكَانَ بَدْرِيًّا.

ترجمہ: موسیٰ بن عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے (سنن الکبریٰ للبیہقی:4/36رقم 7193)

(30) حضرت وکیع بھی یہی بات روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی (مصنف ابن ابی شیبہ:3/304رقم 11578)

(31) علامہ مغلطائی نے یہی بات لکھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے (شرح ابن ماجہ للمغلطائی:1/1357)

(32) ابن الملقن سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری (المتوفی:804ھ) لکھتے ہیں

رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيّ وَالْبَيْهَقِيّ فِي »سُنَنِهِمَا« وَعنهُ أَيضا : »أنه صَلَّى عَلَى أبي قَتَادَةَ فَكبر عَلَيْهِ سبعا.... توفّي أَبُو قَتَادَةَ بِالْكُوفَةِ وَعلي بهَا ،وَهُوَ صَلَّى عَلَيْهِ

ترجمہ: دارقطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھی گئی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں فوت ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان پر نماز پڑھائی

(البدر المنیر فی تخریج الاحادیث:5/262)

(33) علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى عَلَى أَبِي قَتَادَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ إِنَّهُ غَلَط لِأَنَّ أَبَا قَتَادَةَ عَاشَ بَعْدَ ذَالِكَ قُلْت وَهَذِهِ عِلَّةٌ غَيْرُ قَادِحَةٍ لِأَنَّهُ قَدْ قِيلَ إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَدْ مَاتَ فِي خِلَافَةِ عَلِيٍّ وَهَذَا هُوَ الرَّاجِحُ.

ترجمہ: بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اس کو بیہقی نے روایت کیا لیکن بیہقی نے کہا کہ یہ غلط ہے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہے میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ امام بیہقی کی یہ جرح درست نہیں ہے کیونکہ کہا گیا ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے اور یہ ہی بات راجح ہے۔

(تلخیص الحبیر لابن حجر عسقلانی:2/284)

(34) الشیخ حمد بن عبداللہ الحمد لکھتے ہیں:

وثبت عند الطحاوی بإسناد صحیح - أنه أی علی -: صلی علی أبی قتادة فکبر سبعاً و کان بدریاً

اور باسناد صحیح ثابت کیا ہے امام طحاوی نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی اور وہ بدری تھے۔ (شرح زاد المستقنع للحمد:8/193)

(35) ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیشاپوری (المتوفی 319ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ رُوِّينَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى أَبِي قَتَادَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا

ترجمہ: اور روایت کیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر سات تکبیروں سے نماز پڑھائی۔ (الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف:5/432 رقم 3149)

(36) محمد بن عمر بن سالم بازمول لکھتے ہیں:

دلیل التکبیرات السبع: ما جاء عن موسی بن عبید الله بن یزید: "أن علیاً رضی الله عنه صلی علی أبی قتادة، فکبر علیه سبعاً، و کان بدریاً

ترجمہ: سات تکبیروں کی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ بن عبداللہ بن یزید نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نماز سات تکبیروں کے ساتھ پڑھائی اور وہ بدری تھے۔

(بغیۃ المتطوع فی صلاۃ التطوع: ص 65)

(37) امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

قال: وروی أهل الکوفة أنه توفی بها، وأن علیا صلی علیه.

اور بے شک اہل کوفہ نے روایت کیا کہ وہ (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) کوفہ میں فوت ہوئے اور ان کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا (سیر اعلام النبلاء :2/453)

زبیر علی زئی کی ایک زبردست دلیل کا جواب

زبیر علی زئی نور العینین ص 113 پر لکھتے ہیں:

ایک زبردست دلیل: ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کا انتقال 50ھ اور 60ھ کے درمیان ہوا (التاریخ الصغیر للبخاری ج1 ص.128,125)

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم کا جنازہ پڑھایا گیا تو لوگوں میں ابن عمر، ابو ہریرہ، ابو سعید اور ابوقتادہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی موجود تھے

(مصنف عبدالرزاق 3/465ح 6337، سنن نسائی 4/71ح 1978 واسنادہ صحیح)

اس قسم کی روایت عمار مولیٰ الحارث بن نوفل سے بھی مروی ہے یہ جنازہ سعید بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے دور امارت میں پڑھایا گیا سعید بن العاص 48ھ سے 55ھ تک اقتدار میں رہے (تہذیب السنن:2/423)

یہ بات عقلاً محال ہے کہ 38ھ میں فوت ہونے والا 50ھ اور 60ھ کے درمیان (54ھ) میں ہونے والے جنازہ میں شریک ہو لہذا درج بالا روایت نص قاطع ہے کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ 50 ھ کے بعد فوت ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔

الجواب:

حضرت ام کلثوم اور اُن کے بیٹے زید بن عمر بن خطاب کا جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا یا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے، یہ روایت اضطراب کا شکار ہے محمد بن سعد لکھتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الْبَهِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ وَزَيْدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَعَلَ زَيْدًا فِيمَا يَلِي الْإِمَامَ وَشَهِدَ ذَلِكَ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ.

ترجمہ: عبداللہ البہی کہتے ہیں کہ میں وہاں موجود تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم

اور زید بن عمر بن خطاب کا جنازہ پڑھایا جنازہ پڑھانے کے لئے ان کو قریب کیا ان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے (الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 8/464 رقم 10917)

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وأخرج بسند صحيح أن بن عمر صلى على أم كلثوم وابنها زيد فجعله مما يليه وكبر أربعا

اور بسند صحیح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں نماز میں کہیں (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ: 8/294)

امام عبدالرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں:

عبد الرزاق عن الثوري عن أبي حصين وإسماعيل عن الشعبي أن بن عمر صلى على أم كلثوم بنت علي بن أبي طالب وزيد بن عمر فجعل زيدا يليه والمرأة أمام ذلك

ترجمہ: امام شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ پڑھایا اور ان کو امام کے قریب کیا

(مصنف عبدالرزاق: 3/465 رقم 6336 سندہ صحیح)

جو روایت زبیر علی زئی نے پیش کی مصنف عبدالرزاق سے اور سنن نسائی سے اس کے الفاظ یہ ہیں عبد الرزاق عن بن جريج قال سمعت نافعا يزعم أن بن عمر ---تو یہ صرف نافع کا گمان ہے کہ اس جنازہ میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے ابو قتادہ کون سے تھے؟ حضرت ابو قتادہ الحارث بن ربعی الانصاری کی تصریح نہیں کی تو یہ نص قاطع کیسے ہوگئی اگر یہ گمان کیا جائے کہ ابو قتادہ عدوی ہیں تو یہ ممکن ہے کیونکہ ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں

ابو قتادہ (العدوی) بالاتفاق ثقہ ہیں اور بعض نے انہیں صحابی بھی کہا ہے

(توضیح الکلام: 1/519)

ایک اور نکتہ کے تحت زبیر علی زئی نور العینین ص 113، 114 پر لکھتے ہیں

محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) کے شاگرد ہیں، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ان کی ایک

روایت سنن ترمذی وغیرہ میں ہے، آپ 77 سال کی عمر میں 110ھ کو فوت ہوئے، یعنی آپ 33ھ کو پیدا ہوئے، ابوحمید کے شاگرد محمد بن عمرو العامری 83 سال کی عمر میں ہشام بن عبد الملک کی خلافت کے آخر میں فوت ہوئے، ہشام 125ھ میں فوت ہوا یعنی محمد بن عمرو 42ھ کو پیدا ہوئے یعنی آپ محمد بن سیرین سے 9 سال چھوٹے تھے جب ابن سیرین سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر سکتے ہیں تو کیا امر مانع ہے کہ محمد بن عمرو کی بھی ان سے ملاقات ہوئی ہو مخلصاً۔ (نور العینین جدید: 113، 114)

الجواب:

مجھے بڑی حیرانگی ہوئی جب اس تحریر کو پڑھا کہ ویسے تو یہ لوگ ہم احناف پر پھبتیاں باندھتے ہیں کہ جی یہ قیاس کرتے ہیں یہ اہل الرائے ہیں رائے پر چلنے والے ہیں اہل الرائے اور اہل الحدیث کا مقام وفرق، میرا مضمون پڑھ لیا جائے تو یہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی یہ مضمون البرہان الحق مجلہ، شمارہ نمبر 21 اپریل تا جون 2016ء میں دیکھا جاسکتا ہے، اور پر ساری کہانی میں قیاس کے ذریعے ایک نقطہ نکالا گیا ہے اور آخر میں رونا رویا گیا ہے کہ یہ کیوں نہیں ہو سکتا، جناب ذرا بھی عقل ہوتی تو یہ بات نہ کہتے کہ وہ آپ کے کلیے کے مطابق ابن سیرین رحمہ اللہ سے 9 سال چھوٹے تھے 9 سال کی عمر میں تو کسی سے سنا جاسکتا ہے مگر ابھی بچہ پیدا ابھی نہ ہوا ہو تو کیسے سنا جاسکتا ہے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ تحقیق سے پچھلے صفحات میں ثابت ہوا کہ وہ 38ھ میں فوت ہوئے اور محمد بن عمرو 42ھ میں پیدا ہوئے 5 یا 7 سال کا بچہ تو حدیث کو سن سکتا ہے لہٰذا اس پر یہ قیاس درست نہیں جو کہ ابھی پیدا نہ ہوا

ہو، اگر غیر مقلدین حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی 54ھ میں وفات کی دلیل دیتے ہیں تو ذرا ان دلائل کو بھی مدنظر رکھیں تو یقیناً ان دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء جو کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا ہوا وہ ان سے روایت کر رہا ہو ممکن نہیں لہٰذا یہ عبد الحمید بن جعفر کو وہم ہوا ہے اسی بات کی دوسری دلیل حاضر خدمت ہے

حضرت محمد بن مسلمہ کی وفات کی تاریخ کی تحقیق

نور العینین جدید ص 105 میں جن صحابہ کرام کا ذکر کیا ان میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ صحابی

ہیں ان کی وفات کی تاریخ کی تحقیق حاضر خدمت ہے:

(1) أبو نعیم أحمد بن عبداللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسیٰ بن مہران الأصبہانی (المتوفی 430ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُبَيْشٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُوسِ بْنِ كَامِلٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: "مَاتَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فِي صَفَرَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِينَ

ترجمہ: محمد بن عبداللہ بن نمیر فرماتے ہیں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ 43ھ صفر میں فوت ہوئے

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: 1/157 رقم 586)

(2) ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی لکھتے ہیں:

محمد بن مسلمة الأنصاری الحارثی،.....وکانت وفاته بها فی صفر سنة ثلاث وأربعين.

ترجمہ: محمد بن مسلمہ انصاری حارثی صفر 43ھ میں وفات پائی (الاستیعاب: 1/429)

(3) الحافظ أبو الولید سلیمان بن خلف بن سعد ابن أیوب الباجی المالکی (403-474ھ) لکھتے ہیں:

محمد بن مسلمة بن سلمة الانصاری الحارثی.....قال بن بکیر مات سنة ثلاث وأربعين

محمد بن مسلمہ بن سلمہ انصاری حارثی ابن بکیر فرماتے ہیں صفر 43ھ میں وفات پائی

(التعدیل والتجریح لمن خرج عن البخاری فی الجامع الصحیح: 2/667)

(4) امام حاکم لکھتے ہیں:

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنْبَأَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: مَاتَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِينَ.

محمد بن عبداللہ بن نمیر فرماتے ہیں محمد بن مسلمہ انصاری نے صفر 43ھ میں وفات پائی

(المستدرک للحاکم: 3/433 رقم 5835)

(5) أبو العباس أحمد بن حسن بن الخطیب الشہیر با بن قنفذ القسنطینی لکھتے ہیں:

وتوفی محمد بن مسلمة بن سلمة الأنصاری سنة ثلاث وأربعین

ترجمہ: محمد بن مسلمہ انصاری حارثی صفر 43ھ میں وفات پائی (الوفیات لابن قنفذ: ص 2)

(6) أبی العباس أحمد بن حسن بن علی بن الخطیب 809ھ لکھتے ہیں:

وتوفی محمد بن مسلمة بن سلمة الأنصاری سنة ثلاث وأربعین

ترجمہ: محمد بن مسلمہ انصاری حارثی صفر 43ھ میں وفات پائی (الوفیات: ص 60)

(7) محمد بن عبداللہ بن أحمد بن سلیمان بن زبر الربعی المتوفی 397ھ لکھتے ہیں:

قال ابن نمیر مات محمد بن مسلمة فی صفر سنة ثلاث وأربعین سنة أربع وأربعین

ترجمہ: ابن نمیر فرماتے ہیں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ 43ھ صفر میں فوت ہوئے

(تاریخ مولد العلماء ووفیاتہم: 1/142)

(8) العلامہ أبی زکریا محی الدین بن شرف النووی (المتوفی 676ھ) لکھتے ہیں:

وتوفی بالمدینة فی صفر سنة ثلاث وأربعین

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ 43ھ صفر مدینہ میں فوت ہوئے

(تہذیب الأسماء واللغات: ص 125 رقم 25)

(9) امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال ابن البرقی توفی سنة اثنتین وأربعین

ترجمہ: ابن البرقی نے کہا کہ آپ (محمد بن مسلمہ) 42ھ میں فوت ہوئے

(تہذیب التہذیب: 9/402 رقم 739)

(10) سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی أبو القاسم الطبرانی (م 60ھ) لکھتے ہیں۔

مُحَمَّدُ بن مَسْلَمَةَ الأَنْصَارِيُّ بَدْرِيٌّ أَقَامَ بِالْمَدِينَةِ إِلَى أَنْ مَاتَ بِهَا سَنَةَ ثَلاثٍ وَأَرْبَعِينَ

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بدری 43ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے

(معجم الکبیر للطبرانی:14/110)

(11) امام ذہبی لکھتے ہیں:

قَالَ يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ، وَإِبْرَاهِيْمُ بنُ المُنْذِرِ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَشَبَابٌ، وَجَمَاعَةٌ: مَاتَ مُحَمَّدُ بنُ مَسْلَمَةَ فِي صَفَرٍ، سَنَةَ ثَلاَثٍ وَأَرْبَعِيْنَ.

ترجمہ: یحیی بن بکیر اور ابراہیم بن منذر اور ابن نمیر اور شباب اور ایک جماعت نے کہا کہ محمد بن مسلمہ 43ھ صفر میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء:3/328)

امام ذہبی محمد بن مسلمہ کو 43ھ میں وصال پانے والوں میں لکھتے ہیں

(العبر فی خبر من غبر:1/37)

(12) علامہ مزی لکھتے ہیں:

وَقَال ابن البرقي: توفي بالمدينة سنة اثنتين وأربعين وَقَال بعض أهل الحديث: توفي في صفر سنة ثلاث وأربعين

ترجمہ: اور ابن البرقی نے کہا کہ آپ (محمد بن مسلمہ) مدینہ میں 42ھ کو فوت ہوئے اور بعض محدثین نے فرمایا آپ 43ھ صفر میں فوت ہوئے (تہذیب الکمال:26/457)

(13) أحمد بن محمد بن الحسین بن الحسن، أبو نصر البخاری الکلاباذی (المتوفی:398ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ مُحَمَّد بن يَحْيَى الذهلي النَّيْسَابُورِي حَدثنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْن عبد الله بن بكير الْمَخْزُومِي الْمصْرِيّ مَاتَ مُحَمَّد بن مسلمة بِالْمَدِينَةِ سنة ثَلَاث وَأَرْبَعين

ترجمہ: عبداللہ بن بکیر فرماتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ مدینہ میں 43ھ کو فوت ہوئے

(الھدایۃ والارشاد فی معرفۃ أہل الثقۃ والسداد:2/635رقم 1006)

(14) أبو بكر أحمد بن علي بن منجويہ الأصبہانی (المتوفی 428) لکھتے ہیں:

مات سنة ثلاث وأربعين في صفر في ولاية معاوية بالمدينة

ترجمہ: (محمد بن مسلمہ) 43ھ صفر میں مدینہ میں حضرت امیر معاویہ کی ولایت میں فوت ہوئے

(رجال صحیح مسلم: 208 رقم 1512)

(15) خلیفہ بن خیاط ابو عمر اللیثی العصفری لکھتے ہیں:

مات سنة ثلاث وأربعين

ترجمہ: آپ (محمد بن مسلمہ) کی وفات 43ھ ہے (طبقات ابن خیاط: ص 80)

(16) ابی حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی البستی (المتوفی 354ھ) لکھتے ہیں:

مات سنة ثلاث وأربعين

ترجمہ: آپ (محمد بن مسلمہ) کی وفات 43ھ ہے (مشاہیر علماء الأمصار: ص 44 رقم 93)

(17) علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

محمد بن مسلمة بن سلمة الأنصارى الحارثى المدنى ..... مات بالمدينة سنة اثنين وأربعين

ترجمہ: محمد بن مسلمہ بن سلمۃ انصاری حارثی المدنی 42ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے

(اسعاف البطاء برجال الموطاء: ص 26)

(18) عبدالحی بن أحمد بن محمد العکری الحنبلی (متوفی 1089ھ) لکھتے ہیں:

آپ نے بھی محمد بن مسلمہ کو 43ھ میں فوت ہونے والوں میں شمار کیا ہے

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: 1/53)

(19) امام یافعی لکھتے ہیں:

آپ نے بھی 43ھ میں فوت ہونے والوں میں شمار کیا ہے (مرآۃ الجنان: 1/56)

(20) علامہ ابن عساکر لکھتے ہیں:

أخبرناه أبو القاسم بن السمرقندى أنبأنا أبو على بن المسلمة وأبو القاسم بن العلاف قالا أنبأنا أبو الحسن بن الحمامى أنبأنا الحسن بن محمد ثنا محمد بن عبد الله ابن سليمان ثنا ابن نمير قال مات محمد بن مسلمة بالمدينة فى صفر سنة ثلاث وأربعين

ترجمہ: ابن نمیر فرماتے ہیں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں 43ھ صفر میں فوت ہوئے

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 55/ 287)

اس تحقیق سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ محمد بن عمرو بن عطاء جو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد پیدا ہوا وہ ان سے کیسے روایت کر سکتا ہے لہٰذا یہ عبدالحمید بن جعفر کا وہم ہی ہے کہ ان صحابہ کرام کو اس محفل میں شمار کرتا ہے اور ایسے تقدیر کے منکر اور وہمی راوی کی روایت کیسے قبول کی جا سکتی ہے جو حقائق کے خلاف ہو۔ واللہ اعلم

{صحیح بخاری اور رفع یدین}

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، وَحَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، "أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ"

(امام بخاری فرماتے ہیں کہ) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے لیث نے خالد کے واسطہ سے (حدیث بیان کی) ان سے سعید نے ان سے محمد بن عمرو بن {حلحلہ} نے ان سے محمد بن عمرو بن {عطاء} نے (حدیث بیان کی)۔۔۔اور (دوسری سند سے امام بخاری

فرماتے ہیں) کہا کہ مجھ سے لیث نے یزید بن ابی حبیب اور یزید بن محمد کے واسطہ سے بیان کی. ان سے محمد بن عمرو بن {حلحلہ} نے ان سے محمد بن عمرو بن {عطاء} نے (حدیث بیان کی)....کہ وہ چند صحابہ (رضی اللہ عنھم) کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے. نماز نبوی کا ذکر ہوا تو (صحابی رسول) حضرت ابو حمید ساعدی (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ مجھے. نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز (کی تفصیلات) تم سب سے زیادہ یاد ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر (تحریمہ) پڑھی، تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں کے مقابل تک اٹھائے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا، تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جما لئے، اپنی پیٹھ کو جھکا دیا. جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر (رکوع سے) اٹھایا تو اس حد تک سیدھے ہو گئے کہ ہر ایک عضو (کا جوڑا) اپنے اپنے مقام پر پہنچ گیا، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ اپنے زمین پر رکھ دیئے، نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے، اور نہ سمیٹے ہوئے تھے، اور پیر کی انگلیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ رخ کر لی تھیں، پھر جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پیر پر بیٹھے، اور داہنے پیر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑا کر لیا، جب آخری رکعت میں بیٹھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بائیں پیر کو آگے کر دیا، اور دوسرے پیر کو کھڑا کر لیا، اور اپنی نشست گاہ کے بل بیٹھ گئے.

[صحیح البخاری « كِتَاب الْأَذَانِ « أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ « بَاب سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ، رقم الحدیث: 828]

فقہ الحدیث:

(1) صحابی رسول ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوی کیا کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد ہے، اور اس پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا یعنی ان کے دعوے پر خاموش اتفاق کیا.

(2) اور اس صحیح سند والی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز میں نماز کے شروع میں رفع یدین کیا اور پھر

پوری نماز میں رفع یدین نہیں کیا حالانکہ رکوع اور رکوع سے کھڑے ہونے کا بیان بھی کیا

(3) اس حدیث (کی سند) سے معلوم ہوتا ہے کے یہ واقعہ دورِ نبوت کے بعد کا ہے، تو اس سے آخری طریقہ نماز معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ: محمد بن عمرو بن {عطاء} نے (حدیث بیان کی)......کہ وہ چند صحابہ (رضی اللہ عنھم) کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز نبوی کا ذکر ہوا تو (صحابی رسول) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (کی تفصیلات) تم سب سے زیادہ یاد ہے....

(4) نماز نبوی کا احوال سب سے زیادہ محفوظ (یاد) رکھنے والے صحابی سے تابعی پوچھ رہا ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ سوال کرنا دورِ نبوی کے بعد تھا۔

یہی روایت درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیے:

(1) صحیح ابن خزیمہ: 1/324 رقم 643 (2) سنن الکبریٰ للبیہقی: 2/127 رقم 2881

(3) شرح السنۃ للبغوی: 3/14 رقم 557 (4) خلاصۃ الاحکام للنووی: 1/344 رقم 1041

ان تمام کتب میں اس روایت کی سند میں چونکہ عبد الحمید بن جعفر نہیں ہے اس لئے یہ صحیح ترین روایت بھی ہے اور اختلافی رفع یدین کے بغیر بھی مگر چونکہ غیر مقلدین کے خلاف ہے اس لئے اس صحیح ترین روایت کو نہیں قبول کرتے بلکہ جس روایت میں بہت ساری علتیں ہیں جو عبد الحمید بن جعفر والی روایت کو ضعیف بناتی ہیں اس کو قبول کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سمجھ عطاء فرمائے

{نماز میں رفع یدین نہ کرنے کی دلیل بخاری پر اعتراض کا، کامل جواب}

أصول: السکوت فی معرض البیان بیان

ترجمہ: وہ مقام جہاں ایک شے کو بیان کرنا چاہیے، وہاں اس بیان کو چھوڑنے کا مطلب اس شے کا عدم (نہ ہونا) بیان کرنا ہوتا ہے۔

(مراعاۃ المصابیح لعبید اللہ المبارکبوری: 3/385، روح المعانی: 7/18)

شہاب الدین محمود ابن عبد اللہ الحسینی الآلوسی لکھتے ہیں:

فإن السکوت فی معرض البیان یفید الحصر: ترجمہ: پس جہاں بیان ہونا

چاہیے وہاں وہاں بیان نہ کرنا حصر کو مفید ہے

(1) روح المعانی نسخہ محققہ: 211/9

(2) الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البہیۃ: 95/1

(3) حاشیہ نداء الریان فی فقہ الصوم وفضل رمضان: 351/2

(4) بریقۃ المحمودیہ للخادمی: 20/6

(5) احکام زکوٰۃ الفطر للنداء ابو احمد: ص 21

(6) ابجد العلوم: 431/1

ان دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر مقلدین کی پیش کردہ روایت سے ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا جو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری کی بالاتفاق صحیح سند سے مروی ہے، سے احناف کا موقف ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سمجھ عطاء فرمائے



دلیل نمبر 6:

{حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب}

نور العینین ص 115 نمبر 6 کے تحت یہ روایت لکھی ہے

سليمان بن داود الهاشمي أخبرنا عبد الرحمن بن أبي الزناد عن موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل الهاشمي أخبرنا عبد الرحمن الأعرج عن عبيد الله

بن أبي رافع عن علي بن أبي طالب: عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا قام إلى الصلاة المكتوبة كبر ورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك إذا قضى قراءته وأراد أن يركع ويصنعه إذا رفع من الركوع ولا يرفع يديه في شيء من صلاته وهو قاعد وإذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك وكبر

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز (ادا کرنے) کو کھڑے ہوتے تو تکبیر کہہ کر کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور قرات ختم کر کے رکوع جاتے وقت بھی اسی طرح کرتے اور رکوع سے اٹھ کر بھی اسی طرح کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں کسی بھی جگہ رفع الیدین نہ کرتے اور جب دو رکعتیں (سجدتین کی تشریح دیگر مرفوع احادیث میں رکعتین کے لفظ سے ملتی ہے) پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے تھے (صحیح ابن خزیمہ: 1/ 295،294)

الجواب:

جواب نمبر 1: اس روایت میں ایک راوی عبد الرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف ہے اس راوی کے ضعف کے بارے تحقیق ملاحظہ فرمائیے:

(1) ابوالحسن ابن القطان فاسی لکھتے ہیں:

ضعف ابن أبي الزّناد عبد الرّحمن. (بیان الوہم والایہام فی کتاب الأحکام: 3/ 436)

(2) امام نسائی کے نزدیک بھی ضعیف ہے:

عبد الرحمن بن أبی الزناد ضعیف
(الضعفاء والمتروکین للنسائی: ص 160 رقم 367 مطبوعہ بیروت)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ ضَعِيفٌ
(سنن الکبریٰ للنسائی: 9/137 تحت رقم 10106)

دوسرا نسخہ (سنن الکبریٰ للنسائی: 6/94 تحت رقم 10178 مطبوعہ بیروت)

(عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ص 291 تحت 346 مطبوعہ بیروت)

قال أبو حاتم. وضعفه النسائی. (میزان الاعتدال: 2/575 رقم 4908)

(3) امام نور الدین ہیثمی لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن أبی الزناد وقد وثقه غیر واحد وضعفه جماعة
(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 4/8 تحت رقم 5854)

عبد الرحمن بن أبی الزناد وثقه النسائی وغیره وضعفه الجمهور
(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 4/260 تحت رقم 7137)

یہاں پر امام ہیثمی کی خطاء ہے کہ انہوں نے امام نسائی کی اس کی ثقاہت منسوب کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ امام نسائی کے نزدیک بھی یہ ضعیف ہے

عبد الرحمن بن أبی الزناد وهو لین الحدیث.
(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 8/369 تحت رقم 14426)

امام ہیثمی نے عبد الرحمٰن بن ابی الزناد کو جس جگہ ضعیف لکھا دیکھئے درج ذیل مقامات مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:

1/158، 1/171، 2/61، 2/78، 3/58، 274/4، 9/4، 187/4، 310/5

5/331، 6/12، 6/102، 6/379، 7/98، 8/17، 9/100

(4) ابن حزم لکھتے ہیں: عبد الرحمن بن أبی الزناد ضعیف جدا

(1) المحلیٰ بالآثار: 10/3 (2) فتح الباری لابن حجر عسقلانی: 9/480

(5) زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی المناوی لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن أبي الزناد ضعيف۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: 3/600)

(6) ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ) لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن أبي الزناد ضعيف (الکامل فی الضعفاء الرجال: 4/274)

(7) احمد بن علی ابو بکر الخطیب البغدادی لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن أبي الزناد ضعيف (تاریخ بغداد: 10/228)

(8) محمد بن ابی بکر الانصاری التلمسانی المعروف بالبری لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن أبي الزناد ضعيف (الجوہرۃ فی نسب النبی واصحابہ العشرۃ: ص 275)

(9) امام مالک بھی انہیں ضعیف جانتے تھے:

دیکھئے (1) تذکرۃ الحفاظ: 1/182 (2) تاریخ بغداد: 10/228

(10) محمد بن عبد الوہاب نجدی لکھتے ہیں:

وعبد الرحمن بن أبي الزناد ضعيف۔ (الکبائر: ص 50، تحت رقم 122)

(11) فیصل بن قزار الجاسم لکھتے ہیں:

وفيه أيضا عبد الرحمن بن أبي الزناد وهو إلى الضعف أقرب. قال أبو حاتم: لا يحتج به (تجرید التوحید من درن الشرک وشبہ التندید: ص 74)

(12) امام احمد فرماتے ہیں:

وَقَال صالح بن أحمد بن حنبل، عَن أبيه: مضطرب الحديث
(تہذیب الکمال: 17/98)

(13) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

وَقَال أحمد بن محمد بن القاسم بن محرز، عن يحيى بن مَعِين: ليس ممن يحتج به أصحاب الحديث، ليس بشيء (تہذیب الکمال: 17/98)

(14) امام علی بن مدینی فرماتے ہیں:

كان عند أصحابنا ضعيفا (تہذیب الکمال: 17/99)

(15) خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

كان عبد الرحمن يعني بن مهدي يخط على حديثه

عبدالرحمٰن بن مہدی نے ان کی تمام روایات کو مٹا دیا تھا (یعنی اس کی روایات درست نہ تھیں) (تہذیب الکمال:17/100)

(16) زکریا بن یحییٰ الساجی فرماتے ہیں:

وقال زكريا بن يحيى الساجي فيه ضعف (تہذیب الکمال:17/100)

(17) ابوالحسن عبید اللہ بن محمد المبارکفوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن أبي الزناد وقد ضعفه النسائي وغيره

(مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح:8/470)

(18) علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن أبي الزناد مجروح. (الموضوعات لابن الجوزی:2/122)

(19) ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں:

ومنهم عبد الرحمن بن أبي الزناد وقد وثقه قوم ، وضعفه آخرون ، منهم يحيى بن معين (شرح علل الترمذی لابن رجب:2/214)

(20) علی بن نایف الشحود لکھتے ہیں:

وقال الحافظ فى الفتح: " عَبْد الرَّحْمَن بْن أَبِي الزِّنَاد قَدْ قَالَ فِيهِ اِبْن مَعِين " لَيْسَ مِمَّنْ يُحْتَجّ بِهِ أَصْحَاب الْحَدِيث، لَيْسَ بِشَيْءٍ " وَفِي رِوَايَة عَنْهُ " ضَعِيف " وَعَنْهُ " هُوَ دُونَ الدَّرَاوَرْدِيّ " وَقَالَ يَعْقُوب بْن شَيْبَة " صَدُوق وَفِي حَدِيثه ضَعْف " سَمِعْت عَلِيّ بْن الْمَدِينِيّ يَقُول " حَدِيثه بِالْمَدِينَةِ مُقَارِب وَبِالْعِرَاقِ مُضْطَرِب " وَقَالَ صَالِح بْن أَحْمَد عَنْ أَبِيهِ " مُضْطَرِب الْحَدِيث " وَقَالَ عَمْرو بْن عَلِيّ نَحْو قَوْل عَلِيّ، وَقَالَا " كَانَ عَبْد الرَّحْمَن بْن مَهْدِيّ يَخُطّ عَلَى حَدِيثه " وَقَالَ أَبُو حَاتِم وَالنَّسَائِيُّ " لَا يُحْتَجّ بِحَدِيثِهِ

(الحافظ ابن حجر ومنهجه فی تقریب التهذیب: ص 34)

(21) محمد بن إسحاق بن محمد بن مندہ انہیں متروک راویوں میں ذکر کرتے ہیں:
دیکھئے (شروط الائمۃ: ص 76)

(22) محمد خلف سلامہ لکھتے ہیں:

وكذلك قول على بن المديني في عبد الرحمن بن أبي الزناد: حديثه بالمدينة مقارب وبالعراق مضطرب (لسان المحدثین: 5/152)

(23) أبو حفص عمرو بن علی فرماتے ہیں:

أخبرنا بن الفضل أخبرنا عثمان بن أحمد الدقاق حدثنا سهل بن أحمد الواسطى حدثنا أبو حفص عمرو بن على قال عبد الرحمن بن أبي الزناد فيه ضعف (تاریخ بغداد: 10/228)

(24) محمد بن سعد فرماتے ہیں:

قال عبد الرحمن بن أبي الزناد قدم بغداد في حاجة له فسمع منه البغداديون وكان كثير الحديث وكان يضعف لروايته عن أبيه (تاریخ بغداد: 10/228)

(25) صالح بن محمد فرماتے ہیں:

فقال قد روى عن أبيه أشياء لم يروها غيره وتكلم فيه مالك بن أنس بسبب روايته كتاب السبعة عن أبيه (تاریخ بغداد: 10/228)

(26) امام طحاوی لکھتے ہیں:

وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ خَطَأٌ، فَقَدِ ارْتَفَعَ بِذَلِكَ أَنْ يَجِبَ لَكُمْ بِحَدِيثٍ خَطَأٍ حُجَّةٌ (شرح معانی الآثار: 1/225)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ زبیر علی زئی کا یہ لکھنا کہ وہ (عبد الرحمٰن بن ابی الزناد) جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہے صرف مغالطہ ہے ورنہ حقیقت قارئین کے سامنے ہے صرف امام ترمذی والعجلی وغیرہا کا صدوق کہنے سے جم غفیر کے ضعیف ومتروک کہنے کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے

جواب نمبر 2: امام خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

أخبرني علي بن محمد المالكي أخبرنا عبد الله بن عثمان الصفار أخبرنا محمد بن عمران الصيرفي حدثنا عبد الله بن علي بن المديني قال سمعت أبي يقول ما حدث عبد الرحمن بن أبي الزناد بالمدينة فهو صحيح وما حدث به ببغداد أفسده البغداديون

ترجمہ: امام علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے جو روایت مدینہ میں بیان کی وہ صحیح ہے اور جو بغداد میں بیان کی ہے اس کو بغداد والوں نے خراب کر دیا ہے

(تاریخ بغداد: 10/228 تحت رقم 5359)

یہی بات درج ذیل کتب میں موجود ہے

(1) تہذیب الکمال: 17/99　　(2) سیر اعلام النبلاء: 15/168

(3) تاریخ الاسلام للذہبی: 11/235　　(4) فتح الباری لابن حجر: 1/457

(5) تحفۃ الاحوذی: 1/111　　(6) تہذیب التہذیب: 6/156

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

عبدالرحمن ابن أبي الزناد عبدالله ابن ذكوان المدني مولى قريش صدوق تغير حفظه لما قدم بغداد

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عبداللہ ابن ذکوان مدنی مولیٰ قریش صدوق اس کا حافظہ خراب ہو گیا جب یہ بغداد آیا　　(تقریب التہذیب: 1/340 رقم 3861 مطبوعہ حلب)

اس سند میں اس کا شاگرد سلیمان بن داوٗد الہاشمی بغداد کا رہنے والا ہے، عبداللہ بن وہب مصری ہے لہٰذا اوپر جو ایک ضابطہ بیان ہوا کہ مدینہ میں بیان کی گئی حدیث صحیح ہے اور بغداد میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا لہٰذا اس کی بغداد والی روایت درست نہیں یہاں بھی بغدادی راوی سلیمان بن داوٗد الہاشمی ہے لہٰذا قبول نہیں

جواب نمبر 3: اس روایت کی سند میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کا استاد موسیٰ بن عقبہ ہے محدث ابن عدی ایک روایت کے بارے فرماتے ہیں:

وهذا لا أعلم يرويه عن موسى بن عقبة غير عبد الرحمن بن أبي الزناد

مع أحاديث أخر يرويها بن أبي الزناد وهذا عن موسى بن عقبة، عَن أبي الزبير عن جابر لا يرويها غيره عن موسى ولعبد الرحمن بن أبي الزناد من الحديث غير ما ذكرت وبعض ما يرويه، لاَ يُتَابَعُ عَلَيه، وَهو ممن يكتب حديثه..

ترجمہ: اور میرے علم میں یہ روایت موسیٰ بن عقبہ سے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے کوئی بیان نہیں کرتا اس حدیث کے علاوہ بھی موسیٰ بن عقبہ سے ابن ابی الزناد کا یہی حال ہے اور یہ روایت بھی موسیٰ بن عقبہ عن ابی الزبیر عن جابر سے مروی ہے موسیٰ سے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی دیگر روایات بھی مذکورہ روایات کے علاوہ موجود ہیں ان میں بعض ایسی ہیں جن میں یہ متفرد ہے اور کوئی دوسرا اس کی اس پر موافقت نہیں کرتا یہ ان راویوں میں سے ہے کہ اس کی حدیث لکھ لی جائے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال: 5/453 رقم 1106)

امام ابن عدی کی بات کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم دیکھتے ہیں تو یہاں اس روایت میں بھی موسیٰ بن عقبہ موجود ہے اور اس میں متفرد ہے کوئی دوسرا اس کے موافق موسیٰ بن عقبہ سے روایت نہیں کرتا اس لئے یہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی غلطی ہے حالانکہ ابن جریج نے بھی اپنے استاد موسیٰ بن عقبہ سے یہ روایت ذکر کی لیکن رفع یدین کا ذکر نہیں

{ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم......} دیکھئے سنن دار قطنی: 2/57 رقم 1138

{حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا روح ثنا بن جريج أخبرني موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن الأعرج عن عبيد الله بن أبي رافع عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه و سلم كان إذا ركع.......} (مسند احمد بن حنبل: 1/119 رقم 960)

{أخبرنا أبو طاهر نا أبو بكر نا الحسن بن محمد و أبو يحيى محمد بن عبد

الرحيم البزاز قالا حدثنا روح بن عبادة نا ابن جريج أخبرني موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن الأعرج عن عبيد الله بن أبي رافع عن علي بن أبي طالب: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا ركع۔۔۔}

(صحیح ابن خزیمہ:1/306رقم 607)

{أخبرنا إبراهيم بن إسحاق الأنماطي قال: حدثنا أحمد بن إبراهيم الدورقي قال: حدثنا حجاج بن محمد عن بن جريج قال: أخبرني موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن الأعرج عن عبيد الله بن أبي رافع عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا ابتدأ الصلاة المكتوبة۔۔۔۔}

(صحیح ابن حبان:5/70رقم 1772)

لہٰذا یہ روایت اس قابل نہیں کہ اس سے غیر مقلدین کا دعوٰی ثابت ہو جبکہ اس کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلافی رفع یدین کا ترک ثابت ہے

امام بخاری اور امام مسلم کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہ حدیث روایت کرتے ہیں:

{حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قِطَافٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ عَلِيًّا، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ}

ترجمہ: امام ابو بکر بن ابی شیبہ بیان فرماتے کہ ان سے وکیع (بن الجراح) نے اور ان سے ابو بکر بن عبد اللہ بن قطاف النہشلی نے اور ان سے عاصم بن کلیب نے اور ان سے ان کے والد (کلیب بن شہاب) نے روایت کیا ہے کہ بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اس کے بعد (پھر) رفع یدین نہیں کرتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبہ:1/213رقم 2442)

اس حدیث کی سند پر تحقیق:

(1) ابو بکر بن ابی شیبہ:

اس حدیث کے پہلے راوی خود امام بخاری اور امام مسلم کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہ

ہیں جو ثقہ ترین حافظ الحدیث ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

(2) وکیع بن الجراح:

دوسرے راوی وکیع بن الجراح ہیں جن کے بارے میں محدثین یہ فرماتے ہیں:

(1) امام عجلی فرماتے ہیں: {ثقة عابد} (معرفۃ الثقات: رقم 1938)

(2) امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: {مطبوع الحفظ} (الجرح والتعدیل: رقم 168)

(3) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: {ثقة} (الجرح والتعدیل رقم 168)

(4) امام ذہبی لکھتے ہیں: {حافظ الثبت محدث} (تذکرۃ الحفاظ: 1/223)

(5) امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: {ثقه حافظ} (تقریب التہذیب: رقم 7414)

(6) امام الخزرمی فرماتے ہیں: {الحافظ} (خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال: 1/415)

(7) امام الکلاباذی نے لکھا: {فی رجال البخاری} (رجال صحیح البخاری: رقم 1288)

(8) امام ابن منجویہ لکھتے ہیں: {فی رجال المسلم} (رجال صحیح مسلم: رقم 1775)

(9) امام ابن حبان فرماتے ہیں: {من الحفاظ المتقنین}

(مشاہیر علماء الامصار: 1/272)

(10) امام ابراہیم بن شماس فرماتے ہیں: {وکیع احفظ الناس}

(شرح علل الترمذی: 1/170)

(11) امام سہل بن عثمان فرماتے ہیں: {ما رایت احفظ} (الجرح والتعدیل: رقم 168)

(3) ابوبکر بن عبداللہ بن قطاف النہشلی:

اس حدیث کے تیسرے راوی ابوبکر بن عبداللہ بن قطاف النہشلی ہیں جن کے بارے میں محدثین یہ فرماتے ہیں:

(1) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: {ثقة} (تاریخ ابن معین: 1/47)

(2) امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: {ثقة} (العلل والمعرفۃ: رقم 4371)

(3) امام ابوحاتم فرماتے ہیں: {شیخ صالح} (الجرح والتعدیل: رقم 1536)

(4)امام ذہبی لکھتے ہیں:{ثقة} (الکاشف:رقم 6548)

(5)امام احمد بن یونس فرماتے ہیں:{شیخا صالحا}(تاریخ الدوری:رقم 943)

(6)امام ابن منجویہ لکھتے ہیں:{فی رجال المسلم} (رجال صحیح مسلم:رقم 1961)

(7)امام ابوداود فرماتے ہیں:{ثقة} (تہذیب التہذیب:رقم 8329)

(8)امام عجلی فرماتے ہیں:{ثقة} (معرفۃ الثقات:رقم 2102)

(9)امام ابن العماد الحنبلی لکھتے ہیں:{صدوق} (شذرات الذہب:1/254)

(10)امام ابن مہدی فرماتے ہیں:{ثقات مشیخة الکوفة}

(تہذیب التہذیب:رقم 8329)

(11)امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:{صدوق}. (تقریب التہذیب:رقم 8001)

(4)عاصم بن کلیب:

اس حدیث کے چوتھے راوی عاصم بن کلیب ہیں جن کے بارے میں محدثین یہ فرماتے ہیں:

(1)امام عجلی فرماتے ہیں:{ثقة} (معرفۃ الثقات العجلی:رقم 815)

(2)امام ابوحاتم لکھتے ہیں:{صالح} (الجرح والتعدیل:رقم 1929)

(3)امام احمد فرماتے ہیں:{لا باس به} (الجرح والتعدیل:رقم 1929)

(4)امام ابن شاہین لکھتے ہیں:{ثقة} (تاریخ اسماء الثقات:رقم 833)

(5)امام احمد بن صالح المصری فرماتے ہیں:{من الثقات}

(تاریخ اسماء الثقات رقم 833)

(6)امام ابن منجویہ لکھتے ہیں:{فی رجال المسلم} (رجال صحیح مسلم:رقم 1245)

(7)امام عسقلانی لکھتے ہیں:{صدوق} (تقریب التہذیب:رقم 3705)

(8)امام ذہبی فرماتے ہیں:{ثقة} (ذکر من تکلم رقم 170)

(9)امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں:{ثقة} (من کلام ابی زکریا:رقم 63)

(10) امام ابن حبان نے کہا: {متقنی الکوفین} (مشاہیر علماء الامصار: رقم 1305)

(5) کلیب بن شہاب:

اس حدیث کے پانچویں راوی کلیب بن شہاب ہیں جن کے بارے میں محدثین یہ فرماتے ہیں:

(1) امام عجلی فرماتے ہیں: {تابعی ثقة} (معرفۃ الثقات العجلی: رقم 1555)

(2) امام ابوزرعہ نے کہا: {ثقة} (الجرح والتعدیل: رقم 946)

(3) امام ابن سعد فرماتے ہیں: {ثقة} (طبقات الکبریٰ: 6/123)

(4) امام ابن حبان نے ثقات میں درج فرمایا (الثقات لابن حبان: رقم 5111)

(5) امام عسقلانی لکھتے ہیں: {صدوق} (تقریب التہذیب: رقم 5660)

(6) امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ:

اسی حدیث کے چھٹے راوی خود امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں جو بھی ان پر جرح کرے گا وہ ضرور منافق ہوگا سرکار مدینہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس حدیث کے تمام راوی صحیح مسلم کے ہیں سوائے کلیب بن شہاب کے جو کہ ثقہ تابعی ہیں

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کی سند بے غبار اور صحیح ہے آج تک کوئی بھی غیر مقلد محدث اس حدیث میں سے ایک راوی ضعیف ثابت نہ کرسکا نہ ہی قیامت تک ثابت کر سکے گا۔ (انشاءاللہ)

اب آتے ہیں غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضات پر پھر ایک ایک اعتراض کو چن چن کر رد بلیغ کرتے ہیں۔

غیر مقلد زبیر علی زئی نے اپنی کتاب نور العینین ص 165 پر اس حدیث پر اور اعتراضات تو کیے ہیں لیکن سند پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی اس حدیث میں سے کوئی راوی جمہور محدثین سے ضعیف ثابت کر پایا لہٰذا اور اعتراضات کا جائزہ لے کر اس کا رد بلیغ کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر 1: زبیر زئی نور العینین ص 165 پر پہلا اعتراض نقل کرتا ہے۔

{مروی ہے کہ سفیان ثوری نے اس اثر کا انکار کیا ہے} (جزء رفع الیدین للبخاری: 11)

اس اعتراض کا رد: زبیر علی زئی نے یہاں بڑی چالاکی اور منافقت سے اس اعتراض کی سند چھپالی اگر سند ظاہر کر دیتا تو اس کا اعتراض عام لوگوں کے لیے گمراہی کا باعث نہ بنتا لہٰذا ہم اس اعتراض کی سند نقل کر کے زبیر علی زئی کی چالاکی کو واضح کرتے ہیں۔

محمود بن اسحٰق (مجہول راوی) امام بخاری سے یہ بات نقل کرتا ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: ذَكَرْتُ لِلثَّوْرِيِّ حَدِيثَ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، فَأَنْكَرَهُ (جزء رفع الیدین للبخاری: 11)

ترجمہ: اور عبدالرحمن بن مہدی نے کہا: میں نے امام (سفیان) ثوری کے سامنے النہشلی عن عاصم بن کلیب کی حدیث بیان کی تو انہوں نے انکار کیا۔

اس جرح میں امام بخاری کا سماع عبدالرحمن بن مہدی سے ثابت نہیں کیونکہ امام بخاری کی پیدائش 194 ہجری میں ہوئی اور عبدالرحمن بن مہدی کی وفات 198 ہجری کو ہوئی۔ لہٰذا امام بخاری نے چار سال کی عمر میں معلوم نہیں یہ جرح کیسے سن لی جب کہ اس عمر میں ان کو حدیث کے علم کی خبر تک نہیں لہٰذا جرح منقطع اور ضعیف مردود ہے جب کہ خود جزء رفع الیدین للبخاری کا راوی محمود بن اسحٰق مجہول ہے اور جمہور محدثین کے نزدیک اس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں۔

اعتراض نمبر 2: زبیر علی زئی دوسرا اعتراض نور العینین ص 165 پر لکھتا ہے۔

امام عثمان بن سعید الدارمی نے اس کو واہی (کمزور) کہا

(السنن الکبریٰ للبیہقی: 2/80,81 و معرفۃ السنن والآثار: 1/550)

اس جرح کا رد:

ہم اوپر تحقیق سے ثابت کر چکے ہیں کہ جمہور کے مطابق اس حدیث میں ایک راوی بھی ضعیف نہیں پھر اس روایت کو امام دارمی کا واہی (کمزور) کہنا خود ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ وصدوق ہیں پھر بھی ہم امام دارمی کا اعتراض نقل کر کے پھر انکے اعتراض کا رد آئمہ حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

امام بیہقی امام دارمی کی جرح نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ: فَهَذَا قَدْ رُوِيَ مِنْ هَذَا الطَّرِيقِ الْوَاهِي، عَنْ عَلِيٍّ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَرْفَعُهُمَا عِنْدَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ" فَلَيْسَ الظَّنُّ بِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ يَخْتَارُ فِعْلَهُ عَلَى فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: امام عثمان الدارمی نے کہا: یہ حدیث اس سند سے کمزور ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج نے روایت کیا ہے عبید اللہ بن ابی رافع سے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو رکوع اور رکوع کے بعد سر اٹھاتے رفع یدین کرتے دیکھا تو یہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود نبی ﷺ سے رفع یدین کرنے کی روایت کریں پھر اس کی مخالفت کریں (السنن الکبریٰ للبیہقی: 2/80,81)

اب ہم امام دارمی کے اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں کہ جو حدیث انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رفع یدین کی نقل کی وہ خود ضعیف ہے کیونکہ اس میں عبدالرحمن بن ابی الزناد ضعیف راوی موجود ہے امام ترمذی نے یہ سند روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الخَلَّالُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الهَاشِمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جامع الترمذی: رقم 3423)

اسی سند میں عبدالرحمن بن ابی الزناد موجود ہے جس کو امام دارمی نے نقل کیا ہے اس راوی کے متعلق ہم نے تفصیلاً بتایا ہے کہ وہ ضعیف راوی ہے پچھلے صفحات کا دوبارہ مطالعہ کرلیا جائے تو بات واضح ہو جائے گی لہذا امام دارمی کا اعتراض اور پیش کردہ روایت خود ضعیف ہے۔

اس لیے امام ابن ترکمانی امام دارمی کی جرح کارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت كيف يكون هذا الطريق واهيا ورجاله؟ ثقات فقد رواه عن

النهشلی جماعة من الثقات ابن مهدی واحمد بن یونس وغیرهما واخرجه ابن ابی شیبة فی المصنف عن وکیع عن النهشلی والنهشلی اخرج له مسلم والترمذی والنسائی وغیرهم ووثقه ابن حنبل وابن معین وقال أبو حاتم شیخ صالح یکتب حدیثه ذکره ابن ابی حاتم وقال الذهبی فی کتابه رجل صالح تکلم فیه ابن حبان بلا وجه وعاصم تقدم ذکره وابوه کلیب بن شهاب اخرج له أبو داود والترمذی والنسائی وابن ماجة وقال محمد بن سعد کان ثقة

ترجمہ: میں (ابن ترکمانی) کہتا ہوں اس کی سند اور رجال کمزور کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو نہشلی سے روایت کیا ہے ثقہ لوگوں کی جماعت نے ابن مہدی اور احمد بن یونس وغیرہم نے اور تخریج کی اس روایت کی امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں وکیع عن النہشلی سے۔ اور امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی وغیرہم نے نہشلی سے روایت لی۔ امام احمد اور ابن معین نے توثیق کی ہے۔ اور امام ابو حاتم نے شیخ صالح کہا اور امام ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ اور امام ذہبی نے اپنی کتاب میں کہا کہ نیک آدمی ہے ابن حبان نے بلا وجہ اس پر کلام کیا۔ عاصم کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس کے باپ کلیب بن شہاب سے امام ابو داود، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت لی اور امام محمد بن سعد نے ثقہ کہا۔ (الجوہر النقی :2/79)

آگے لکھتے ہیں:

فکیف یکون هذا الطریق واهیا بل الذی روی من الطریق الواهی هو ما رواه ابن ابی رافع عن علی لان فی سنده عبد الرحمن بن ابی الزناد وقد تقدم ذکره فی الباب السابق

ترجمہ: یہ سند کیسے کمزور ہو سکتی ہے بلکہ کمزور سند وہ ہے جو کہ ابن ابی رافع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن ابی الزناد (ضعیف) ہے۔ اس کا ذکر پچھلے باب میں گزر چکا ہے۔ (الجوہر النقی :2/79)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

قلت ابن ابی الزناد هو عبد الرحمن قال ابن حنبل مضطرب الحدیث وقال هو وابو حاتم لا یحتج به وقال عمرو بن علی ترکه

ترجمہ: میں (ابن ترکمانی) کہتا ہوں کہ ابن ابی الزناد عبدالرحمن ہے اور امام احمد نے کہا کہ وہ مضطرب الحدیث ہے اور انہوں نے اور امام ابوحاتم نے کہا اس سے احتجاج (دلیل) نہیں کیا جا سکتا۔ اور عمرو بن علی نے اسکو ترک کر دیا۔ (الجوہر النقی:2/73)

امام طحاوی امام دارمی کی جرح کارد لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَحَدِیثُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، إِذَا صَحَّ، فَفِیهِ أَکْثَرُ الْحُجَّةِ لِقَوْلِ، مَنْ لَا یَرَی الرَّفْعَ

ترجمہ: پس جب حدیث علی رضی اللہ عنہ صحیح ہو چکی ہے تو اس میں تارکین رفع یدین کے لیے بھاری حجت ہے۔ (شرح معانی الآثار:1/255 رقم 1356)

امام دارمی کی پیش کردہ رفع یدین کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَحَدِیثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ خَطَأٌ

ترجمہ: اور (عبدالرحمن) بن ابی الزناد کی (رفع یدین والی) روایت (اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے) خطا ہے (شرح معانی الآثار:1/255 رقم 1356)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

أَنْ یَکُونَ فِي نَفْسِهِ سَقِیمًا

ترجمہ: کہ یہ روایت (امام دارمی کی رفع یدین کی پیش کردہ حدیث) خود اپنے آپ میں ضعیف ہے۔ (شرح معانی الآثار:1/255 رقم 1354)

امام دقیق بن العید شافعی امام دارمی کی جرح کارد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وتعقبه ابن دقیق العید فی الامام بان مَا قَالَهُ ضَعِیفٌ، فَإِنَّهُ جَعَلَ رِوَایَةَ الرَّفْعِ - مَعَ حُسْنِ الظَّنِّ بِعَلِيٍّ فِي تَرْكِ الْمُخَالَفَةِ، دَلِیلًا عَلَی ضَعْفِ هَذِهِ الرِّوَایَةِ، وَخَصْمُهُ یَعْکِسُ الْأَمْرَ، وَیَجْعَلُ فِعْلَ عَلِيٍّ بَعْدَ الرَّسُولِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ دَلِيلًا عَلَى نَسْخِ مَا تَقَدَّمَ،

امام ابن دقیق العید نے اپنی کتاب الامام میں اس کا تعاقب کیا اور کہا کہ امام دارمی نے جو کچھ کہا ہے وہ ضعیف ہے کیونکہ انہوں نے بقول خود رفع یدین کی روایت کو جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے ترک رفع یدین کے عمل کے ضعیف ہونے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر حسن ظن کرتے ہوئے دلیل پکڑی ہے تو اس صورت میں مخالف (احناف) کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ معاملہ میں اس کے برعکس کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ترک رفع یدین کے عمل کو رسول ﷺ کے بعد حسن ظن کرتے ہوئے دلیل کے طور پر رفع یدین کے لیے ناسخ بنا ڈالے۔

(التعلیق الممجد ص 92، نصب الرایۃ: 1/413)

اعتراض نمبر 3: زبیر زئی نور العینین ص 165 پر تیسرا اعتراض نقل کرتا ہے۔

امام شافعی نے اسے غیر ثابت کہا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: 2/81)

اس اعتراض کا رد:

اس جرح کی زبیر علی زئی نے سند نقل نہیں کی کیونکہ اس جرح کی سند امام بیہقی سے لے کر امام زعفرانی تک نامعلوم ہے لہٰذا زبیر علی زئی کو چاہیئے تھا کہ وہ متصل سند کے اس جرح کو ثابت کرتا مگر وہ نامعلوم اسناد سے عوام کو گمراہ کر رہا ہے کیونکہ امام بیہقی نے اس جرح کی سند کو معلق اور منقطع نقل کیا ہے جو کہ جمہور کے نزدیک ضعیف اور مردود ہے جبکہ امام بیہقی اس جرح کو اس طرح نقل کرتے ہیں

قَالَ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيمِ: وَلَا يَثْبُتُ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ، يَعْنِي مَا رَوَوْهُ عَنْهُمَا مِنْ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ (السنن الکبریٰ للبیہقی: 2/81)

اس جرح کی سند منقطع ہے کیونکہ امام بیہقی اور امام حسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی کے درمیان ملاقات ثابت نہیں کیونکہ امام زعفرانی کی وفات 259ھ یا 260 ہجری میں ہوئی اس وقت تو امام بیہقی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کیونکہ امام بیہقی کی پیدائش 384 ہجری کو ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بیہقی اور امام زعفرانی کے درمیان سند نامعلوم اور مجہول رواۃ سے ہے لہٰذا یہ

جرح ضعیف اور مردود ہے

اعتراض نمبر 4: زبیر علی زئی اپنا چوتھا اعتراض اپنی کتاب نورالعینین ص 165 پر نقل کرتا ہے۔

امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے (المسائل لاحمد ج 1 ص 343)

اس اعتراض کا رد:

یہ اعتراض نقل کرنے میں زبیر علی زئی نے بہت زیادہ چالاکی کا ثبوت دیا ہے امام احمد نے تو اس حدیث کی سند اور متن کا انکار تک نہیں کیا مگر زبیر علی زئی نے عوام کو گمراہ کرنے کے لیے یہ اعتراض لکھ ڈالا آیئے اس اعتراض کی حقیقت دیکھتے ہیں۔

امام عبداللہ بن احمد اپنے والد امام احمد سے لکھتے ہیں:

قال ابی لم یروہ عن عاصم غیر ابی بکر النھشلی ما اعلمہ

ترجمہ: میرے والد (امام احمد) نے کہا کہ عاصم (بن کلیب) سے ابو بکر نہشلی کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کی جو میں جانتا ہوں۔(یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین والی حدیث عاصم بن کلیب سے ابو بکر نہشلی نے روایت کی ہے)۔

(العلل ومعرفۃ الرجال: رقم 717)

دیکھا آپ نے کہ امام احمد نے حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ سند میں عاصم بن کلیب سے ابو بکر نہشلی کے اکیلے روایت کرنے کے بارے میں کہا ہے۔

حدیث میں یہ اصول ہے کہ ثقہ راوی کی روایت قبول ہوتی ہے چاہے وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو ایک ہی سند میں۔

دوسری بات یہ کہ امام احمد نے یہاں {اعلمہ} کہا ہے یعنی اپنے علم کے مطابق کہا ہے ورنہ ابو بکر نہشلی کی متابعت محمد بن ابان نے کر رکھی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے اس حدیث کی سند میں ابو بکر نہشلی اکیلا راوی نہیں ہے۔

اگرچہ اس روایت میں ابو بکر نہشلی اکیلا کیونکہ نہ ہو پھر بھی اس کی روایت قبول کی جائے گی

جب تک کوئی اس سے زیادہ اوثق راوی اس کی مخالفت نہ کرے اور یہ قول امام احمد کا نہیں ہے بلکہ ان کے بیٹے عبداللہ بن احمد کا ہے کیونکہ المسائل لاحمد ان سے روایت ہے اور ان کا فہم امام احمد کے فہم سے زیادہ مضبوط نہیں۔

عرب کے ایک مشہور محدث بشیر علی عمر اس روایت میں امام احمد کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و فی هذه الرواية ينفی الامام احمد العلم بوجود متابع لابی بکر النهشلی، و هذا دون مطلق النفی و مع ذلك فهم ابنه عبدالله انه ينكره، و هذا لمعرفة بان من منهجة اطلاق الانكار علی الحديث الذی تفرد به رواية. و ابو بكر النهشلی هو ابو بکر بن عبدالله بن قطاف و قد ثقة احمد و الصحيح ان هذا الحديث لم ينفرد بروايته عن عاصم بن كليب، فقد تابعه محمد بن ابان عن عاصم بمثله، اخرجه محمد بن الحسن الشيبانی و ذكره الدارقطنی تعليقا، و لعل من اجل هذا لم يجزم امام احمد ينفی وجود المتابع له، بل نفی علمه بذلك فحسب."

ترجمہ: اس روایت میں امام احمد اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ ان کے علم کے مطابق ابو بکر نہشلی کے لیے کوئی متابع نہیں ۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی دوسرا متابع موجود نہ ہو دوسری بات یہ کہ ان کے بیٹے نے یہ سمجھا کہ امام احمد نے متابع کی نفی کی لہذا یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا ان کا بیٹا جو سمجھے وہ صحیح بھی ہو ابو بکر نہشلی سے مراد ابو بکر بن عبداللہ بن قطاف ہیں ان کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا ہے صحیح یہ ہے کہ عاصم بن کلیب سے یہ حدیث کلیب سے روایت کرنے میں منفرد نہیں بلکہ عاصم سے محمد بن ابان نے ان کی متابعت کی ہے امام محمد نے اس کی تخریج کی اور امام دارقطنی نے اسے تعلیقاً ذکر کیا اس لیے امام احمد نے یقینی طور پر اس کی متابع کی نفی نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ میرے علم کے مطابق اس کا کوئی متابع نہیں۔ (المنہج امام احمد:2/789)

لہذا امام احمد نے متابع کا انکار کیا ہے (حدیث کا نہیں) مگر اس کا متابع بھی ثابت ہو چکا ہے اگر متابع نہ بھی ہوتا تو پھر بھی یہ روایت اصول حدیث کے مطابق صحیح ہے

اعتراض نمبر 5:

غیر مقلد زبیر علی زئی پانچواں اعتراض نورالعینین ص 165 پر نقل کرتا ہے۔

امام بخاری نے جرح کی۔ (جزء رفع یدین: 11)

اس اعتراض کا رد:

زبیر علی زئی نے اس جرح کو نقل کرنے میں بہت جھوٹ بولا ہے امام بخاری نے اس حدیث کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا یہاں ترجیح دی ہے۔

امام بخاری کی اصل عربی عبارت یہ ہے۔

وَحَدِيثُ عُبَيْدِ اللهِ أَصَحُّ مَعَ أَنَّ حَدِيثَ كُلَيْبٍ هٰذَا لَمْ يَحْفَظْ رَفْعَ الْأَيْدِي ,وَحَدِيثُ عُبَيْدِ اللهِ هُوَ شَاهِدٌ.

ترجمہ: اور عبید اللہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے ساتھ اس کے کلیب کی اس حدیث میں رفع یدین کو یاد نہیں رکھا گیا اور عبید اللہ کی حدیث گواہ ہے۔

دیکھا آپ نے امام بخاری اپنے علم کے مطابق ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دے رہے ہیں لیکن امام بخاری سے خود یہاں تساہل ہو گیا کیونکہ عبید اللہ کی حدیث کیسے زیادہ صحیح ہو سکتی ہے جب کہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن ابی الزناد ضعیف موجود ہے جس کو ہم اوپر جمہور محدثین سے ضعیف ثابت کر آئے ہیں۔

اور دوسرا جواب یہ کہ اس جرح کی امام بخاری تک صحیح سند نہیں ہے اس کی سند یہ ہے۔

امام عسقلانی اس سند کو نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَلَّامَةُ الْحَافِظُ الْمُتْقِنُ بَقِيَّةُ السَّلَفِ زَيْنُ الدِّينِ أَبُو الْفَضْلِ عَبْدُ الرَّحْمنِ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْعِرَاقِيِّ وَالشَّيْخُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ نُورُ الدِّينِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْهَيْثَمِيُّ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِمَا قَالَا: أَخْبَرَتْنَا الشَّيْخَةُ الصَّالِحَةُ أُمُّ مُحَمَّدٍ سِتُّ الْعَرَبِ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ الْبُخَارِيِّ قَالَتْ: أَخْبَرَنَا جَدِّي الشَّيْخُ فَخْرُ الدِّينِ بْنُ الْبُخَارِيِّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

حَاضِرَةً وَإِجَازَةً لِمَا يَرْوِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ طَبَرْزَدَ سَمَاعًا عَلَيْهِ أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْبِنَاءِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَسْنُونَ النَّرْسِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُوسَى الْمَلَاحِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ مَحْمُودُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ مَحْمُودٍ الْخُزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبُخَارِيُّ

(جزء رفع یدین:11)

اس سند میں ابو اسحاق محمود بن اسحاق الخزاعی مجہول راوی ہے اس کی جمہور محدثین سے توثیق ثابت نہیں باقی زبیر علی زئی کا یہ کہنا کہ امام عسقلانی نے اسکی ایک روایت کو نقل کر کے اسے حسن کہا ہے اور یہ امام عسقلانی کے نزدیک صدوق ہے، یہ بھی جھوٹ ہے زبیر علی زئی کا کیونکہ امام عسقلانی نے دو ضعیف روایات کی اسناد کو لکھا پھر متابع کو دیکھا تو اسی حدیث کی سند میں محمود بن اسحاق الخزاعی مجہول راوی کی متابعت ایک ضعیف راوی کر رہا تھا تو اس لیے امام ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو حسن کہا وہ بھی حسن لغیرہ کی قسم میں دیکھیں حوالے کے لئے امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب {موافقۃ الخبر الخبر: 1/421} جبکہ امام عسقلانی نے اپنی کسی بھی کتاب میں محمود بن اسحاق الخزاعی مجہول راوی کو صدوق نہیں لکھا لہذا یہ جرح ضعیف اور مردود ہے۔

اعتراض نمبر 6: زبیر علی زئی اپنا چھٹا اعتراض نور العینین ص 165 پر نقل کرتا ہے۔

ابن ملقن نے اسے ضعیف لا یصح عنہ کہا۔ (البدر المنیر: 3/499)

اس اعتراض کا رد:

امام ابن ملقن نے یہاں تحقیق سے کام نہیں لیا بلکہ امام بخاری اور امام سفیان ثوری کی ضعیف اسناد والی جرحوں سے دھوکہ کھا گئے جس سے انھوں نے ایک صحیح سند والی حدیث کو ضعیف کہہ دیا اگر یہاں خود تحقیق کرتے راویوں پر تو پھر کبھی ضعیف نہ کہتے حالانکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی بھی ضعیف نہیں۔

امام ابن ملقن کی ہم جرح نقل کر کے اس کا رد بیان کرتے ہیں۔

امام ابن ملقن کی جرح یہ ہے۔

وأما الْآثار فأثر عَلّی رَضِیَ اللهُ عَنْه ضَعِيف لَا يَصح عَنهُ، وَمِمَّنْ ضعفه الْبُخَارِیّ ثُمَّ رُوِیَ تَضْعِيفه عَنْ سُفُيَان الثَّوْرِیّ، وَرَوَی الْبَيْهَقِیّ فِی سنَنه و خلافياته عَنْ عُثْمَان الدَّارِمِیّ أنه قَالَ: قد رُوِیَ هٰذَا الحَدِيث عَنْ عَلّی من هٰذَا الطَّرِيق الواهی (البدرالمنير:3/499)

دیکھا آپ نے امام ابن ملقن نے وہی پرانی ضعیف جرحوں کونقل کیا ہے امام بخاری کی جرح کی سند میں محمود بن اسحاق مجہول راوی ہے امام سفیان کی سند میں امام بخاری کی ملاقات امام عبدالرحمن بن مہدی سے ثابت نہیں سند منقطع ہے اور امام دارمی کی جرح خود ضعیف ہے کیونکہ ان کی پیش کردہ روایت میں عبدالرحمن بن ابی الزناد ضعیف موجود ہے اور امام شافعی کی جرح کی سند میں امام بیہقی سے لے کر امام زعفرانی تک سند نامعلوم اور منقطع ہے اور امام ابن ملقن ان تمام ضعیف جرحوں سے خطا کھا گے اور خود ان سے دلیل لے بیٹھے لہذا جب تمام جرحیں ضعیف ہیں تو امام ابن ملقن کی جرح خود بخود ضعیف اور غیر مفسر ثابت ہو جاتی ہے ہم اس تمام اسناد کو اوپر ضعیف ثابت کرآئے ہیں۔ لہذا اس حدیث پر تمام جرحیں ضعیف اور مردود ہیں۔

اور ترک رفع یدین کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ثابت ہے۔

اعتراض نمبر 7: زبیر علی زئی کا ساتواں اعتراض نورالعینین ص 165 پر یہ ہے جمہور محدثین کے نزدیک یہ اثر ضعیف وغیر ثابت ہے لہذا اس سے استدلال مردود ہے۔

اس اعتراض کارد:

خود دیکھ لیں کہ زبیر علی زئی نے کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے حالانکہ اس کا حقیقت سے دور دور کا واسطہ بھی نہیں ہے ہم اوپر ثابت کرآئے ہیں یہ سب جرحیں ضعیف و مردود ہیں حیرت ہوتی ہے کہ اس زبیر علی زئی کے نزدیک ضعیف جرحیں ہی جمہور ہیں اللہ سمجھ عطاء فرمائے اس حدیث کی تصحیح کرنے والے ائمہ حدیث اور ان کے حوالہ جات:

(1) امام طحاوی نے کہا: {فحدیث علی اذا صح}

(شرح معانی الآثار: 1/155 رقم 1356)

(2) امام بدرالدین عینی نے کہا: {صحیح علی شرط مسلم}

(عمدۃ القاری:5/273)

(3) امام دار قطنی نے کہا: {موقوفا صوابا} (العلل الدرقطنی:4/106)

(4) امام ابن ترکمانی نے کہا: {رجالہ ثقات} (الجوہر النقی:2/78)

(5) امام ابن دقیق العید: {مائل بہ تصحیح} (نصب الرایۃ:1/413)

(6) امام زیلعی نے کہا: {وھو اثر صحیح} (نصب الرایۃ:1/406)

(7) امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: {رجالہ ثقات} (الدرایۃ:1/153)

(8) امام مغلطائی: {مائل بہ تصحیح} (شرح ابن ماجہ:1/1473)

(9) امام قاسم بن قطلو بغا نے کہا: {سندہ ثقات} (التعریف والاخبار ص 309)

(10) ملا علی قاری: } مائل بہ تصحیح { (اسرار المرفوعۃ:1/494)

تحقیق سے ثابت ہوا زبیر علی زئی جھوٹا ہے اور اس حدیث پر تمام جرحیں ضعیف اور مردود ہیں جبکہ سند صحیح سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلافی رفع یدین کا ترک ثابت ہے ملاحظہ فرمائیے

{حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قِطَافٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ.}

ترجمہ: عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے، پھر (رفع یدین) نہیں کرتے (مصنف ابن ابی شیبہ:1/236 رقم 2457)

اس کے رواۃ کی مختصر توثیق ملاحظہ فرمائیں:

(1) ابوبکر ابن ابی شیبہ: یہ بالاتفاق ثقہ ہیں

(2) وکیع بن الجراح: وکیع بن الجراح ثقہ راوی ہیں ان کی ثقات کے ملئے دیکھئے درج ذیل کتب:

(1) التاریخ لابن معین:630 (2) طبقات ابن سعد 6/394

(3) تاریخ خلیفہ:467 (4) التاریخ الکبیر للبخاری:8/179

(5) التاریخ الصغیر للبخاری:2/281، (6) المعارف:507

(7) تاریخ الفسوی:1/175،176،184 (8) تاریخ دمشق لابی زرعہ:1/303

و462و463و725/2

(9) الجرح والتعدیل: 1/219 (10) تہذیب الکمال: رقم 1462

(3) ابو بکر بن عبد اللہ بن قطاف النہشلی:

(1) امام ذہبی لکھتے ہیں

{وَثَّقَهُ: أَحْمَدُ، وَابْنُ مَعِيْنٍ. امام احمد اور ابن معین کے نزدیک ثقہ ہیں}

(سیر اعلام النبلاء: 7/333 رقم 117)

(2) امام ابو حاتم ان کو صدوق کہتے ہیں (سیر اعلام النبلاء: 7/334 رقم 117)

(3) امام ابو داؤد ان کو ثقہ فرماتے ہیں (تہذیب التہذیب: 12/39 رقم 8329)

(4) عبد الرحمٰن بن مہدی انہیں ثقات میں شمار کرتے ہیں

(تہذیب التہذیب: 12/40 رقم 8329)

(5) امام عجلی نے انہیں ثقات میں لکھا (الثقات العجلی: 2/390 رقم 2102)

(6) أحمد بن علی بن منجویہ الأصبہانی أبو بکر نے انہیں رجال صحیح مسلم میں لکھا

(رجال مسلم: 1/110 رقم 176)

(4) عاصم بن کلیب:

ان کا پورا نام عاصم بن کلیب بن شہاب الجرمی الکوفی ہے صغار تبع تابعین میں سے تھے روایت حدیث میں صدوق یعنی سچے ہیں بڑے عابد و زاہد تھے ۱۳۷ ہجری مین وفات پائی ان سے سوائے صحیح بخاری کے علاوہ تمام کتب صحاح نے احادیث لی ہیں صحیح بخاری میں بھی تعلیقات میں روایت لی ہے دیکھئے

(1) صحیح بخاری: ۳/ ۳۶۲ باب ۷۷ ۴ باب لبس القسی میں

(2) مظاہرہ حق ج ۵ اسماء الرجال ملحق مشکوٰۃ ص ۸۵

عاصم بن کلیب نے اپنے باپ، عبد الرحمن بن اسود، محارب بن دثار، علقمہ بن وائل، محمد بن کعب القرظی وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے ابن عون، شعبہ، قاسم بن مالک، سفیان ثوری

،سفیان بن عیینہ وغیرہ نے روایت کی ہے امام اثرم نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ ''لا باس بحدیثہ'' کہ اسکی حدیث میں کوئی ڈر نہیں امام ابن معین اور امام نسائی نے کہا ثقہ ہے امام ابو حاتم نے کہا صالح ہے ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا اور وہ ثقہ مامون ہے ابن المدینی نے کہا کہ جب منفرد ہو تو حجت نہیں لیکن امام ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہے اور حجت ہے (تہذیب التہذیب :3/40)

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''عاصم بن کلیب بن شہاب بن المجنون الجرمی الکوفی صدوق''، یعنی سچے ہیں

(تقریب التہذیب ص ١٦٠)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کوفہ والوں سے افضل ہیں امام احمد بن صالح المصری فرماتے ہیں ثقہ مامون، امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ ثقہ راویوں میں سے ہیں امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ان سے استدلال کیا جائے گا اور یہ زیادہ حدیث والے نہیں ہیں (تہذیب التہذیب :5/56)

تذکرۃ القاری میں عاصم بن کلیب کے ترجمہ میں لکھا ہے:

عاصم بن کلیب بن شہاب مجنون الجرمی صدوق و ثقة ،یحییٰ بن معین والنسائی روی لہ مسلم واصحاب السنن الاربعة و علق لہ البخاری۔

عاصم بن کلیب بن شہاب مجنون الجرمی صدوق ہے اور ثقہ کہا یحییٰ بن معین اور نسائی نے اور اس سے امام مسلم نے روایت کی اپنی صحیح میں اور روایت اصحاب سنن نے اور ان سے معلق روایت لی بخاری نے اپنی صحیح میں (کشف الرین ص ۵۳ مترجم)

(5) کلیب بن شہاب الجرمی والد عاصم بن کلیب:

(1) امام ابن حبان نے اسے ثقات میں لکھا (ثقات ابن حبان :3/356 رقم 1177)

(2) ابن ابی حاتم الرازی ان کو ثقہ فرماتے ہیں

(الجرح والتعدیل :ابن ابی حاتم :7/167 رقم 946)

(3) امام ذہبی ان کو ثقہ لکھتے ہیں

(الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ:2/1494671)

(4) ابن حبان اور ابن سعد نے ان کو ثقہ فرمایا (ذیل میزان الاعتدال:1/176 رقم 631)

(5) امام عجلی نے انہیں ثقات میں لکھا (الثقات للعجلی:2/228 رقم 1555)

(6) صدوق (سوالات ابی عبید الآجری اباداؤد فی الجرح والتعدیل:1/28 حاشیہ 7)

(6) حضرت علی رضی اللہ عنہ:

یہ خلیفہ راشد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد صحابی رسول ہیں جو بالاتفاق حجت ہیں لہٰذا یہ روایت ثقہ راویوں سے منقول ہے جیسا کہ تحقیق سے ثابت ہے غیر مقلدین کی پیش کردہ ضعیف روایت کے مقابلے میں اس ثقہ راویوں والی روایت کو قبول کیا جائے گا کیونکہ اس روایت کو محدثین نے صحیح کہا ہے

محدثین کی تصحیح

(1) امام زیلعی فرماتے ہیں وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيحٌ، یہ اثر صحیح ہے (نصب الرایۃ:1/406)

(2) فَجَعَلَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مَوْقُوفًا صَوَابًا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

دارقطنی نے بھی اسے موقوف صواب قرار دیا واللہ اعلم (نصب الرایۃ:1/406)

(3) امام بدر الدین العینی فرماتے ہیں وإسناد حديث عاصم بن كليب صحيح على شرط مسلم: اور حدیث عاصم بن کلیب کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر ہیں

(عمدۃ القاری للعینی: جز9/9)

(4) علامہ ماردینی فرماتے ہیں رجالہ ثقات اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں (الجوہر النقی:1/138)

(5) علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ: اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ موقوف ہے

(الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ:1/152 مطبوعہ بیروت)

(6) امام طحاوی فرماتے ہیں:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تاکین رفع یدین کے لئے بڑی

بھاری حجت ہے (شرح معانی الآثار للطحاوی:1/110)

اس روایت پر زبیر علی زئی نے دو طرح سے اعتراض کیے ہیں ان کے جواب ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر 1: اس کا پہلا جواب یہ ہے

1: مروی ہے کہ سفیان ثوری نے اس اثر کا انکار کیا ہے (جزرفع یدین للبخاری:11)

2: امام عثمان بن سعید الدارمی نے اس کو واہی (کمزور) کہا

(السنن الکبریٰ للبیہقی:2/80،81)

3: امام شافعی نے اسے غیر ثابت کہا (السنن الکبریٰ للبیہقی:2/81)

4: امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا (المسائل احمد: ج1ص343)

5: امام بخاری نے جرح کی (جزرفع یدین للبخاری:11)

6: ابن الملقن اسے ضعیف لا یصح عنہ کہا (البدر المنیر:3/499)

یعنی جمہور محدثین کے نزدیک یہ اثر ضعیف و غیر ثابت ہے لہٰذا اس سے استدلال مردود ہے

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں رکوع کا ذکر نہیں ہے یعنی یہ عام ہے اور رفع یدین والی روایات (من جملہ حدیث علی رضی اللہ عنہ) خاص ہیں اور یہ اصول ہے کہ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے

(نور العینین جدید: ص165)

جواب: زبیر علی زئی کی متعصبانہ رویہ دیکھئے لکھتے ہیں:

غیر جانب دارانہ تحقیق، قارئین کرام اس کتاب (نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین) میں اصول کو سختی کے ساتھ مدنظر رکھا گیا ہے راویوں کی توثیق و تضعیف اور کسی حدیث کی تصحیح و تضعیف میں جمہور محدثین کی تحقیقات کو لازمی ترجیح دی گئی ہے۔۔۔۔اسماء الرجال کے میدان میں خواہشات نفسانیہ کو مدنظر بالکل نہیں رکھا گیا (نور العینین جدید:49)

حدیث علی رضی اللہ عنہ کے بارے قارئین نے ملاحظہ فرمایا یہاں نہ ان کو اسماء الرجال کی تحقیق سے غرض

،نہ محدثین کی تصحیح سے غرض بس چند بے سند مبہم اقوال ملے تو ان کو جمہور کا نام دے کر اس صحیح سند والی روایت کو مردود کہہ دیا یہ ہے زبیر علی زئی کی غیر جانب دارانہ تحقیق اللہ سمجھ عطاء فرمائے اب ان کے پیش کردہ اقوال کے جواب ملاحظہ فرمائیں:

(1) سفیان ثوری کے انکار کا جہاں تک معاملہ ہے، امام بخاری اور اس قول کی سند میں عبدالرحمٰن بن مہدی کی ملاقات ثابت نہیں اس لئے عبدالرحمٰن کی سند سے جرح منقطع ہے، لہٰذا یہ جرح قبول نہیں اور ہے بھی مبہم جرح تو اصولاً یہ کیسے مقبول ہو سکتی ہے

(2) امام دارمی کی جرح کا جواب یہ ہے اس روایت کو خود احمد بن یونس حدثنا ابو بکر النہشلی کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے تو کیا وہ واہی قسم کی روایات بیان کرتے تھے جبکہ یہ بات بغیر کسی دلیل کے انہوں نے کہی ہے زبیر علی زئی نے یہ بے دلیل بات کیسے لکھ کر دلیل بنالی جب کہ ہم نے ثابت کیا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں اور یہ بات عثمان بن سعید الدارمی کو قبول ہے اسی لئے تو اس کو روایت کر رہے ہیں لہٰذا یہ مبہم جرح مردود ہے۔

وَرَوَى أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا. أَخْبَرَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ فَذَكَرَهُ. قَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ: فَهَذَا قَدْ رُوِيَ مِنْ هَذَا الطَّرِيقِ الْوَاهِي عَنْ عَلِيٍّ. (سنن الکبریٰ للبیہقی :80/2 رقم 2637)

(3) جہاں امام شافعی کی جرح کی بات ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں، تو یہ بے سند قول ہے جو زعفرانی سے امام بیہقی نے نقل کیا، کیا امام بیہقی کی زعفرانی سے ملاقات ثابت ہے؟ جب یہ سند صحیح ہے جیسا کہ تحقیق سے ثابت ہے تو یہ روایت غیر ثابت کیسے ہوگئی بالفرض یہ اگر تسلیم بھی کر لی جائے تو ان کے نزدیک اگر ثابت نہ تھا مگر ہم نے تو اس کو سند صحیح کے ساتھ ثابت کر دیا اور مبہم جرح کو زبیر صاحب نے بے دلیل قبول کر لیا جب کہ ان کے نزدیک بے دلیل بات قبول کرنا تقلید ہے اور اللہ و رسول کے سوا بے دلیل بات قبول کرنا شرک ہے اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے

(4) امام احمد نے گویا انکار کیا ہے یعنی اس بات میں خود زبیر علی زئی کو شک وشبہ ہے تو یہ بات ہی جب کمزور ہے تو اس کو لکھنے کا مقصد صرف نمبر بڑھانے کے لئے لکھا

(5) امام بخاری نے جرح کی، اس جرح کو بھی نقل کرتے تو بات واضح ہو جاتی اس کے چھپانے میں کوئی تو راز تھا ایسی مبہم جرح کیسے قبول ہو سکتی ہے

(6) ابن ملقن نے بے دلیل اس روایت کو ضعیف کہا اگر کوئی دلیل صحیح زبیر صاحب کے پاس ہوتی تو نقل کرتے یہ بے دلیل اقوال کی جرح مردود ہے

دوسرا اعتراض یہ کیا کہ اس میں رکوع کا ذکر نہیں یعنی یہ عام ہے اور رفع یدین والی روایات خاص ہیں اور خاص عام پر مقدم ہوتا ہے حالانکہ اس روایت میں واضح بات ہے کہ نماز کی شروع تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا پھر کسی بھی جگہ رفع یدین نہیں کیا تو تمام مقام میں عام نمازوں کے اندر رفع یدین کی نفی ہوگئی تو جو خاص مقام تھا اس کی وضاحت موجود ہے رہا وتر اور عیدین کی نمازوں کا مسئلہ تو یہ اجماعی مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے جھگڑا تو اختلافی رفع یدین کا ہے اب جب اس پر دلیل نہ دے سکے تو اجماعی مسائل کے اندر اختلاف پیدا کرنا شروع کر دیا اب آپ کے بقول جب دعویٰ خاص ہے تو پھر آپ دلیل عام کیوں دیتے اللہ تعالیٰ سمجھ عطاء فرمائے امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے تو پورا ایک باب باندھ کر صحابہ وتابعین سے صرف شروع نماز کا رفع یدین ہی ثابت کیا ہے دیکھئے

مَنْ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ لاَ يَعُودُ.

2455- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ وَعِيسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ لاَ يَرْفَعُهُمَا حَتَّى يَفْرُغَ.

2456- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرحمن بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَلاَ أُرِيكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ مَرَّةً.

2457- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قِطَافٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ

بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، ثُمَّ لاَ يَعُودُ.

2458- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ، ثُمَّ لاَ يَرْفَعُهُمَا.

2459- حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ؛ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرَةِ، ثُمَّ لاَ يَرْفَعُهُمَا.

2460- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِذَا كَبَّرْتَ فِي فَاتِحَةِ الصَّلاَةِ فَارْفَعْ يَدَيْكَ، ثُمَّ لاَ تَرْفَعْهُمَا فِيمَا بَقِيَ.

2461- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ، وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ، لاَ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلاَّ فِي افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ. قَالَ وَكِيعٌ: ثُمَّ لاَ يَعُودُونَ.

2462- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ وَمُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: لاَ تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلاَةِ إِلاَّ فِي الافْتِتَاحَةِ الأُولَى.

2463- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ وَإِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَا لاَ يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِلاَّ فِي بَدْءِ الصَّلاَةِ.

2464- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: كَانَ قَيْسٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلاَةِ، ثُمَّ لاَ يَرْفَعُهُمَا.

2465- حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: تُرْفَعُ الأَيْدِي فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، وَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَفِي عَرَفَاتٍ، وَفِي جَمْعٍ، وَعِنْدَ الْجِمَارِ.

2466- حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هُشَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُسْلِمٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ شَيْءٍ إِذَا كَبَّرَ.

2467- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلاَّ فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ.

2468- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ؛ أَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِذَا افْتَتَحَا، ثُمَّ لاَ يَعُودَانِ.

2469- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلاَتِهِ إِلاَّ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ، وَإِبْرَاهِيمَ، وَأَبَا إِسْحَاقَ، لاَ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلاَّ حِينَ يَفْتَتِحُونَ الصَّلاَةَ. (مصنف ابن ابی شیبہ: 1/236، 237 رقم 2455 تا 2469)

یہ ساری روایات بھی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تائید کرتی ہیں لہذا نتیجہ گفتگو کا یہ ہے کہ سند صحیح سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلافی رفع یدین کا ترک ثابت ہے اور اختلافی رفع یدین کا اثبات سند صحیح سے ثابت نہیں لہذا سند صحیح کو قبول کیا جائے گا ۔ اللہ ورسولہ اعلم



دلیل نمبر 7:

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس کا جواب

{عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ، ثُمَّ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَإِذَا سَجَدَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ.}

ترجمہ: سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا افتتاح کرتے تو تکبیر کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے جب رکوع (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب (رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور) سجدے (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت ایسا نہ کرتے تھے اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے تھے (صحیح ابن خزیمہ: 1/ 344 ح 694، 695 ولہ شاہد عند الدارقطنی فی العلل کما فی التلخیص الحبیر: 1/ 219 ورجالہ ثقات)

تنبیہ: اس روایت کی سند زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اسے سابقہ روایتوں کے شاہد کے طور پر پیش کیا گیا ہے (نور العینین جدید: ص 117، 118)

جواب:

(1) اس روایت کا پہلا جواب یہ ہے کہ اس روایت کا ترجمہ ہی غلط کیا گیا ہے کیونکہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں {وَإِذَا سَجَدَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ} اب زبیر علی زئی نے اس کا ترجمہ کیا ہے {اور جب (رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور) سجدے (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے} جبکہ صحیح ترجمہ یہ ہے {اور جب سجدہ کرتے تو اسی کی مثل کرتے} لیکن اگر اسی ترجمے کو دیکھا جائے جو زبیر علی زئی نے کیا تو پھر بھی ان کی بات نہیں بنتی کیونکہ اس ترجمے کے مطابق ایک رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور ایک سجدے کے ارادہ کے وقت رفع یدین کرتے تو یہ اس ترجمہ کے مطابق رکوع کے بعد

دو دفعہ رفع یدین ثابت ہوا جو کہ ان کو قبول نہیں دوبارہ اس ترجمہ کو پڑھ لیجئے جو ان کے زعم میں ذہبی زماں صاحب نے ترجمہ کیا ہے {اور جب (رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور) سجدے (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے}

(2) دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات خود بھی یعنی زبیر علی زئی مان رہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ اسی روایت کے تحت تنبیہ میں لکھا ہے دیکھئے

{تنبیہ: اس روایت کی سند زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اسے سابقہ روایتوں کے شاہد کے طور پر پیش کیا گیا ہے (نور العینین جدید: ص 117،118)}

جب تمہارے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے ہے ہمیں کیوں قبول کروار ہے ہیں اس کے علاوہ یہ ترجمہ غلط کر کے عوام کو دھوکھا دیا گیا ہے خود زبیر علی زئی لکھتے ہیں

{ غیر جانب دارانہ تحقیق، قارئین کرام اس کتاب (نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین) میں اصول کو سختی کے ساتھ مدنظر رکھا گیا ہے راویوں کی توثیق وتضعیف اور کسی حدیث کی تصحیح وتضعیف میں جمہور محدثین کی تحقیقات کو لازمی ترجیح دی گئی ہے۔۔۔۔اسماء الرجال کے میدان میں خواہشات نفسانیہ کو مدنظر بالکل نہیں رکھا گیا مثلاً رفع یدین کے حق میں دو روایتوں کو پیش نہیں کیا۔

1: حضرت جابر سے منسوب حدیث، 2: حضرت انس سے منسوب حدیث

اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں ابوالزبیر اور حمید الطویل مدلس راوی عن سے روایت کرنے کی وجہ سے ضعیف ہیں (نور العینین جدید: 49،50)}

گزارش ہے کہ پھر اس ضعیف روایت کو جو آپ کے بقول بھی ضعیف ہے کیوں پیش کیا گیا ،کیا اپنا اصول بھول گئے یا بے اصولی پر اتر آئے۔

دلیل نمبر 8:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت کی تحقیق

{عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ هَلْ أُرِيكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا فَاصْنَعُوا، وَلاَ يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ}

ترجمہ: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی نماز پڑھ کر دکھاؤں ؟ پس آپ نے اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کیا پھر (رکوع کے وقت) اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کیا پھر سمع اللہ لمن کہہ کر رفع الیدین کیا اور فرمایا کہ اسی طرح کیا کرو اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کیا جائے (سنن دارقطنی ج1 ص292 ح1111 وسندہ صحیح)

سند کی تحقیق: یہ حدیث بلحاظ سند صحیح ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی علت قادحہ نہیں ہے (نور العینین جدید: ص118)

جواب:

(1) اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ہر قسم کی علت سے پاک ہے تو بتائیے اس روایت میں تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت کا رفع یدین نہیں ہے تو اس وقت رفع یدین کرنے والوں کا شرعی حکم کیا ہو گا؟

(2) دوسرا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں کافی اختلاف ہے لیکن یہ روایت نہ تو مرفوعاً صحیح ہے اور نہ موقوفاً زبیر علی زئی تو یہ کہہ رہے تھے کہ اس میں کوئی علت قادحہ نہیں ہے جب کہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ اس میں علتیں ہیں جو اس کو ضعیف بناتی ہیں اس میں ایک علت یہ ہے مرفوع روایت کی پہلی سند یہ ہے

حَدَّثَنَا دَعْلَجُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شِيرُوَيْهِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ هَلْ أُرِيكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا فَاصْنَعُوا، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (سنن دار قطنی:2/47رقم 1124)

دوسری سند یہ ہے

حَدَّثَنَا دَعْلَجُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ الشَّامَاتِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَهُ (سنن دار قطنی:2/47رقم 1125)

اس کے بعد امام دار قطنی مرفوع اور موقوف کا اختلاف بیان کرتے ہیں لکھتے ہیں

رَفَعَهُ هٰذَانِ عَنْ حَمَّادٍ وَوَقَفَهُ غَيْرُهُمَا (سنن دار قطنی:2/47رقم 1125)

اس دوسری سند میں ایک راوی محمد بن حمید الرازی ہے دیکھئے (التعلیق المغنی:1/292)

اور محمد بن حمید سخت قسم کا ضعیف ہے بعض نے تو اسے جھوٹا بھی قرار دیا ہے

دیکھئے سیر اعلام النبلاء:11/504،505

(3) اس روایت کا تیسرا جواب یہ ہے کہ پہلی روایت مرفوع ہو یا دوسری موقوف روایت ان ساری روایات کا دارومدار حماد بن سلمہ پر ہے جیسا کہ روایات سے ظاہر ہے، بیان کردہ مرفوع روایت کا بھی دارومدار حماد بن سلمہ پر ہے۔ جو ثقہ ہے مگر ان کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے غلطی اور خطاء کر جاتے تھے لہٰذا ان کے متاخر السماع راوی کی روایت قبول نہیں ہو گی اس روایت میں بھی نضر بن شمیل، حماد بن سلمہ کا شاگرد متاخر السماع راوی ہے جس کی وفات 203ھ ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء:9/331، جب کہ حماد بن سلمہ کی وفات 167ھ ہے

دیکھئے سیر اعلام النبلاء:7/453

لہٰذا یہ روایت خراب حافظہ کے دور کی ہے قبول نہیں حماد بن سلمہ کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے جو غلطیاں ہوتی تھیں اس علت کی بناء پر ان کی روایات ضعیف ہوتی تھیں

(1) امام ترمذی فرماتے ہیں:

قال علی بن المدینی حدیث حماد بن سلمة عن أیوب عن نافع عن ابن

عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم [هو] غیر محفوظ وأخطأ فیه حماد بن سلمة

امام علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ حدیث حماد بن سلمہ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی ..غیر محفوظ ہے اور اس میں حماد بن سلمہ کی خطاء ہے (سنن ترمذی: 1/392 تحت حدیث 203)

(2) شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں

اِتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَالْبُخَارِيُّ وَالذُّهْلِيُّ وَأَبُو حَاتِمٍ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْأَثْرَمُ والدَّارَقُطْنِيُّ عَلَى أَنَّ حَمَّادًا أَخْطَأَ فِي رَفْعِهِ

علی بن مدینی، احمد بن حنبل، بخاری، ذہلی، ابو حاتم، ابو داود، ترمذی، اور اثرم اور دارقطنی ان سب ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ حماد بن سلمہ نے مرفوع روایت بیان کرنے میں غلطی کی ہے

(عون المعبود شرح سنن ابوداؤد: 2/237)

(3) ناصر احمد السوہاجی لکھتے ہیں

وقال أبو حاتم الرازي: حديث حماد خطأ.

اور ابو حاتم الرازی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حماد بن سلمہ کی خطاء ہے

(الاحادیث والآثار التی تکلم علیها الحافظ ابن رجب: ص 222)

(4) امام ابی محمد علی بن زکریا المنبجی 686ھ لکھتے ہیں

وأخطأ فيه حماد بن سلمة (اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب: ص 210)

(5) امام ابن کثیر لکھتے ہیں

وأخطأ فيه حماد بن سلمة (مسند الفاروق لابن کثیر: 1/147)

(6) عبداللہ بن صالح الفوزان شرح بلوغ المرام میں لکھتے ہیں:

وقال الترمذي: (هذا حديث غير محفوظ)، وَنَقَلَ عن علي بن المديني قوله: (حديث حماد بن سلمة عن أيوب عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلّى الله عليه وسلّم: هو غير محفوظ، وأخطأ فيه حماد بن سلمة)

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غیر محفوظ ہے نقل کیا کہ امام علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ حدیث حماد بن سلمہ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی ..غیر محفوظ ہے اور اس میں حماد بن سلمہ کی خطاء ہے (منحۃ العلام شرح بلوغ المرام عبداللہ بن صالح الفوزان: ص 215)

(7) امام ابن رجب لکھتے ہیں:

وروی [أبو داود، عن] حماد بن سلمة، عن ایوب، عن نافع، عن ابن عمر، أن بلالاً أذن بليل، فأمره النبی (أن ينادى، ألا إن العبد نام. وقال: تفرد به حماد. وذكر أن الدراوردی روی عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر، قال: كان لعمر مؤذن، يقال له: مسروح -فذكر نحوه. وقال: هذا أصح من ذلك.

يعنی: أنه موقوف على عمر، وأن حماد بن سلمة وهم فی رفعه. وحكی الترمذی عن علی بن المدينی، أنه قال: هو غير محفوظ، وأخطأ فيه حماد بن سلمة. و كذا قال الترمذی: هو غير محفوظ. و كذلك انكره الإمام أحمد على حماد. وقال أبو حاتم الرازی: حديث حماد خطأ

(فتح الباری لابن رجب: 3/512 مطبوعہ دار ابن جوزی الدمام السعودیہ)

(8) علامہ امیر یمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

وعن ابن عمر رضی الله عنهما أن بلالا أذن قبل الفجر فأمره النبی صلی الله عليه وسلم أن يرجع فينادی ألا إن العبد نام رواه أبو داود وضعفه فإنه قال عقب إخراجه هذا حديث لم يروه عن أيوب إلا حماد بن سلمة وقال المنذری قال الترمذی هذا محفوظ حديث غير محفوظ وقال علی بن المدينی حديث حماد بن سلمة هو غير محفوظ وأخطأ فيه حماد بن سلمة

(سبل السلام: 1/125 رقم 15 باب الاذان مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی)

(9) امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وقال البيهقی هو احد ائمة المسلمين إلا أنه لما كبر ساء حفظه فلذا تركه البخاری

اور امام بیہقی نے فرمایا کہ (حماد بن سلمہ) یہ مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام ہیں مگر جب بوڑھے ہو گئے تو ان کا حافظہ کمزور ہو گیا پس امام بخاری نے ان کو ترک کر دیا

(تہذیب التہذیب:3/13)

(10) امام ابن سعد فرماتے ہیں:

وقال ابن سعد کان ثقة کثیر الحدیث وربما حدث بالحدیث المنکر

(تہذیب التہذیب:3/14)

(11) امام نووی فرماتے ہیں

ولحماد أوهام في إسناده (نیل الاوطار:1/311)

لہٰذا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حماد بن سلمہ کا رفع یدین بیان کرنا غلطی وخطاء ہے

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حماد بن سلمہ کے سوا جو روایت بیان کی جاتی ہے اس میں تکبیر کے الفاظ ہیں اختلافی رفع یدین کا نام و نشان نہیں اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں

(1) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: لَقَدْ ذَكَّرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَاةً كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِمَّا نَسِينَاهَا، وَإِمَّا تَرَكْنَاهَا عَمْدًا يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَكَعَ، وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَكُلَّمَا سَجَدَ. (مسند احمد:4/392 رقم 19723)

(2) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ: لَقَدْ ذَكَّرَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَاةً صَلَّيْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَسِينَاهَا، وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ تَرَكْنَاهَا عَمْدًا، يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَكَعَ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ.

(مسند احمد:4/400 رقم 19814)

(3) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: لَقَدْ ذَكَّرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَاةً كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِمَّا نَسِينَاهَا، وَإِمَّا تَرَكْنَاهَا عَمْدًا يُكَبِّرُ

كُلَّمَا رَكَعَ، وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَكُلَّمَا سَجَدَ. (مسند احمد:4/411رقم 19927)

(4) اس روایت کا چوتھا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اختلافی رفع یدین کا ثبوت بھی ہوتا تو یہ روایت مرجوع قرار پاتی کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیا کرتے تھے اور فرماتے جب تک وہ زبردست عالم تم میں زندہ رہیں مجھ سے مسائل پوچھا ہی نہ کرو فقال: لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ.

(1) صحیح بخاری: رقم 6736 باب مِيرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ.

(2) سنن الکبریٰ للبیہقی: 6/229 رقم 12679

نصب الرایہ: 2/213 میں ہے

(1) أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ جَالِسًا، وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ، وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، فَسَأَلَهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَلِ الْأَشْعَرِيَّ، فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: سَلْ عَبْدَ اللهِ، فَإِنَّهُ أَقْدَمُنَا، وَأَعْلَمُنَا

(2) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، عَنْ حَدِيثِ عَلْقَمَةَ فَهُوَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، أَتَى أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فِي مَنْزِلِهِ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: تَقَدَّمْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَإِنَّكَ أَقْدَمُ سِنًّا وَأَعْلَمُ،

(مسند احمد:1/461رقم 4397)

یہی روایت مسند ابن ابی شیبہ 1/220 رقم 425 میں موجود ہے

ان دلائل کے پیش نظر یہ روایت قابل قبول نہیں کہ اس سے اختلافی رفع یدین ثابت نہیں ہوتا۔

اللہ و رسولہ اعلم



دلیل نمبر 9، 10:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وحضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایات کی تحقیق

زبیر علی زئی لکھتے ہیں

عن عطاءَ بنَ أبي رَبَاحٍ قَالَ صَلَّيتُ خَلفَ عَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ ، فَكَانَ يَرفَعُ يَدَيهِ إِذَا افتَتَحَ الصَّلاةَ ، وَ إِذَا رَكَعَ ، وَ إِذَا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكوعِ ، فَسَأَلتُهُ فَقَالَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ : صَلَّيتُ خَلفَ أَبِي بَكرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنهُ فَكَانَ يَرفَعُ يَدَيهِ إِذَا افتَتَحَ الصَّلاةَ ، وَ إِذَا رَكَعَ ، وَ إِذَا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ، وَقَالَ أَبُو بَكرٍ : صَلَّيتُ خَلفَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَكَانَ يَرفَعُ يَدَيهِ إِذَا افتَتَحَ الصَّلاةَ ، وَ إِذَا رَكَعَ ، وَ إِذَا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا میں نے عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے میں نے ان سے پوچھا تو عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے اور (سیدنا) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے

امام بیہقی، حافظ ذہبی اور ابن حجر نے کہا کہ اس (حدیث) کے راوی ثقہ ہیں

(نور العینین جدید: ص 120)

الجواب:

(1) اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی غیر مقلدین کا مکمل موقف نہیں ہے محمد بن اسماعیل السلمی سے لے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک کسی ایک فرد نے بھی اس روایت میں نہ تو تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع الیدین کیا نہ ہی کسی نے اس کا ذکر کیا اور نہ ہی کسی نے سجدوں کے وقت رفع الیدین کی نفی ہے اس سے مکمل رفع الیدین جو کہ غیر مقلدین کا موقف ہے ثبوت ہی نہیں تو اس کے پیش کرنے

کا مقصد، لہٰذا یہ دلیل بنتی نہیں تو قابل قبول بھی نہیں

(2) اس روایت کا دوسرا جواب یہ کہ اس روایت کا ایک راوی ایوب السختیانی کا عمل سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرنا تھا جس کے غیر مقلدین خصوصاً زبیر علی زئی منکر ہیں دیکھئے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: رَأَيْتُ طَاوُسًا وَنَافِعًا ،يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. قَالَ حَمَّادٌ: وَرَأَيْتُ طَاوُسًا وَأَيُّوبَ يَفْعَلَانِهِ،

ترجمہ: ایوب السختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے طاؤس اور نافع کو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے دیکھا اور حماد بن زید کہتے ہیں میں نے طاؤس (بن کیسان) اور ایوب (السختیانی) کو بھی اسی طرح (سجدوں کے درمیان رفع الیدین) کرتے دیکھا

(شرح مشکل الآثار للطحاوی: جز15/ 49 تحت رقم5832 تحقیق شعیب الارناووط)

ابی الحسین خالد محمود الرباط، تحفۃ الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار: 2/ 23 پر اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: رجالہ ثقات ورواہ ابن ابی شیبۃ: 1/ 271

(3) اس روایت کا تیسرا جواب یہ ہے کہ اسی روایت کا ایک اور راوی حماد بن زید بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرتا تھا دیکھئے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: كَانَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

ترجمہ: وہب بن جریر نے کہا کہ حماد بن زید سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرتے تھے

(شرح مشکل الآثار للطحاوی: جز15/ 49 تحت رقم5832 تحقیق شعیب الارناووط)

(4) اس روایت کا چوتھا جواب یہ ہے کہ اس روایت کا ایک راوی عطاء یہ بھی سجدوں کے وقت رفع الیدین کرتے تھے امام بخاری نقل فرماتے ہیں

وَقَالَ وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ قَالَ: رَأَيْتُ الْحَسَنَ، وَمُجَاهِدًا ، وَعَطَاءً ، وَطَاوُسًا ، وَقَيْسَ بْنَ سَعْدٍ ، وَالْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ : يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا رَكَعُوا ، وَإِذَا سَجَدُوا وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ.

ترجمہ: وکیع نے ربیع سے بیان کیا کہ میں نے حسن، مجاہد، عطاء طاؤس اور قیس بن سعد حسن بن مسلم کو دیکھا یہ سب حضرات رفع الیدین کرتے تھے رکوع کے وقت اور سجدوں کے وقت عبدالرحمٰن بن مہدی (استاذ الحدیث امام بخاری) نے فرمایا یہ (رفع الیدین) سنت ہے

(جزرفع الیدین للبخاری: ص 58 مطبوعہ کویت)

امام بخاری لکھتے ہیں:

قال البخاری وهؤلاء أهل مكة وأهل المدينة وأهل اليمن وأهل العراق قد تواطأوا على رفع الأيدی وقال و كيع عن الربيع قال: رأيت الحسن ومجاهدا وعطاء وطاوسا وقيس بن سعد والحسن بن مسلم يرفعون أيديهم إذا ركعوا وإذا سجدوا وقال عبد الرحمن بن مهدی هذا من السنة

(قرة العينين برفع اليدين فی الصلوٰة للبخاری: ص 50 رقم 67)

(5) اس روایت کا پانچواں جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرتے تھے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ عَنْ مَيْمُونٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَصَلَّى بِهِمْ يُشِيرُ بِكَفَّيْهِ حِينَ يَقُومُ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ وَحِينَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيرُ بِيَدَيْهِ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صَلَاةً لَمْ أَرَ أَحَدًا يُصَلِّيهَا فَوَصَفْتُ لَهُ هٰذِهِ الْإِشَارَةَ فَقَالَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاقْتَدِ بِصَلَاةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

ترجمہ: ابی ہبیرہ نے میمون مکی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ اپنی ہتھیلیوں سے اشارہ کرتے جب کھڑے ہوتے جب رکوع کرتے جب سجدہ کرتے اور جب کھڑے ہونے لگتے اور جب کھڑے ہو جاتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے پس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض گزار ہوا کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ کسی دوسرے کو اس طرح پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان اشاروں کے

متعلق بتایا انہوں نے فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جیسی نماز پڑھو (سنن ابو داؤد: 1/269 رقم 739)

یہ روایت غیر مقلدین خصوصاً زبیر علی زئی کے اصول کے مطابق صحیح ہے

ایک دوسری روایت بھی ملاحظہ فرمائیں:

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَأَى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو (نماز میں) رفع یدین کر کے دعا کر رہا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے حتّٰی کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے روایت کیا اس کو طبرانی نے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (تحفۃ الاحوذی: 1/290 تحت رقم الحدیث 238)

یہ روایت درج ذیل کتب میں موجود ہے

(1) معجم الکبیر للطبرانی: 13/129 رقم 324 (2) الاحادیث المختارہ للمقدسی: 3/486

(3) رفع الیدین بالدعاء لسیوطی: ص 86 رقم 42 (4) مجمع الزوائد: 11/38 رقم 17345

اسی طرح درج ذیل روایت بھی ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى جَاوَزَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ.

ترجمہ: عبد القدوس بن بکر فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی حجاج نے، انہوں نے عامر بن عبد اللہ بن زبیر سے انہوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) سے کہا عبد اللہ زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع الیدین کیا کانوں تک۔

(مسند احمد: 4/3 رقم 16197)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنْ عَامِرِ

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى جَاوَزَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ قَالَ قُرِءَ عَلَى سُفْيَانَ وَأَنَا شَاهِدٌ سَمِعْتُ ابْنَ عَجْلَانَ وَزِيَادَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو هَكَذَا وَعَقَدَ ابْنُ الزُّبَيْرِ (حم)

16144 قال الشيخ شعيب الأرناؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير ابن عجلان محمد فقد أخرج له مسلم متابعة والبخاري تعليقا، وقد توبع. (مسند الصحابة فی الکتب التسعة:40/71 رقم 21)

یہی روایت درج ذیل کتب میں موجود ہے

(1) حلیۃ الاولیاء:9/224　　(2) مسند الجامع ابو معاطی:18/267 رقم 5801

(3) مجمع الزوائد:2/120 رقم 2582　　(4) اطراف المسند لابن حجر:3/9 رقم 3132

(5) غایۃ المقصد فی زوائد المسند للہیثمی:1/995

جب اس روایت کے راوی ہی اس روایت کے عمل کے خلاف عمل کر رہے ہیں تو یہ روایت ہم پر کیسے حجت ہو سکتی ہے اس لئے یہ روایت غیر مقلدین کو مفید نہیں

(6) اس روایت کا چھٹا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز کی بھی بات ہوئی اور ان سے بھی اختلافی رفع یدین ثابت کرنے کی کوشش کی، حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق سے بھی اختلافی رفع یدین کا ترک ثابت ہے دیکھئے

(1) مسند ابی یعلی:6/36 رقم 5039　　(2) معجم الاسماعیلی:2/692

(3) سنن دار قطنی:2/52 رقم 1133　　(4) سنن الکبریٰ للبیہقی:2/79 رقم 2636

(5) مجمع الزوائد:2/120 رقم 2581　　(6) الجوہر النقی:2/78

اس روایت میں ایک راوی محمد بن جابر متکلم فیہ ہے مگر اس راوی کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔

(7) علاؤ الدین علی بن عثمان المعروف ابن ترکمانی امام زین الدین کے استاذ الحدیث فرماتے ہیں: {قلت السلمی تکلم فیہ أبو حاتم قال الدار قطنی وقال ابن ابی حاتم

تکلموا فیه ومحمد بن الفضل عارم تغیر واختلط بآخرہ وقال ابن حبان تغیر حتی کان لا یدری ما یحدث بہ فوقع فی حدیثہ المناکیر الکثیرۃ فیجب التنکیب عن حدیثہ فیما رواہ المتأخرون فإذا لم یعلم ھذا من ھذا ترک الکل ولا یحتج بشیء}

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس راوی (محمد بن اسماعیل السلمی) میں ابو حاتم نے کلام کیا ہے یہ بات دار قطنی نے کہی ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے اور محمد بن فضل عارم کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا اور ابن حبان فرماتے ہیں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا کہ یہ راوی یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہوں پس اس کی حدیثوں میں بکثرت منکر روایات شامل ہو گئیں ضروری ہے ان کو الگ کیا جائے پس جب نہ جانا گیا کہ کون سی روایت ثقہ ہے اور کون سی منکر تو ضروری ہوا کہ اس سے احتجاج کرنا ترک کر دیا جائے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

(الجوہر النقی:2/71)

اور یہی بات امام ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب:9/358،359 اور امام ذہبی نے میزان الاعتدال:4/8، اور سیر اعلام النبلاء:19/248، حافظ العراقی نے شرح التبصرۃ والتذکرۃ:ص288، امام السخاوی نے فتح المغیث:3/374، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ متوفیٰ 802ھ نے الشذ الفیاح من علوم ابن الصلاح:2/772، ابن الکیال نے الکواکب النیرات:ص388 میں ابن حبان کے حوالے سے لکھی ہے۔

چنانچہ محمد بن فضل السدوسی کا شاگرد محمد بن اسماعیل سلمی متاخرین شاگردوں میں سے ہے لہٰذا اس کی روایت قبول نہیں کی جا سکتی علامہ نیموی تعلیق الحسن:1/110 میں لکھتے ہیں۔

{قلت فیہ ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی وھو ثقۃ تغیر بالآخرہ رواہ عنہ ابو اسماعیل السلمی وھو لیس من اصحابہ القدماء ولم یخرج الشیخین فی صحیحھما الخ}

ترجمہ: اس حدیث کی سند میں ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی واقع ہے جو کہ ثقہ تھے مگر آخری عمر میں میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اس سے روایت کرنے والا ابو اسماعیل سلمی اس کے متقدمین شاگردوں

میں سے نہیں ہے امام بخاری و امام مسلم نے اس کی کوئی حدیث بھی صحیحین میں نہیں لی ہے

محمد بن فضل السدوسی 224ھ میں فوت ہوئے اور اس کا اس روایت میں شاگرد محمد بن اسماعیل سلمی 280ھ میں فوت ہوا لہذا یہ متاخرین شاگردوں میں سے ہے اس نے حالت اختلاط میں یہ روایت سنی ہے اور اصولاً اختلاط والی روایت قبول نہیں۔

اس روایت میں ایک علت یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

{أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ : مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ الزَّاهِدُ إِمْلَاءً مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ قَالَ قَالَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ : مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ......}

معلوم ہوا کہ یہ روایت محمد بن عبد اللہ الصفار الزاہد نے خود محمد بن اسماعیل سلمی سے سنی نہیں بلکہ کتاب سے لکھائی لہذا یہ روایت غیر متصل ہے لہذا اس روایت سے دلیل لانا درست نہیں۔

یہاں تک مرفوع روایت جو نور العینین میں ذکر کی گئیں ان کا جواب ہوا اب آثار صحابہ کرام کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔



باب دوم:

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوابات

اس باب میں زبیر علی زئی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اختلافی رفع الیدین کے اثبات میں پیش کیے ہیں ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیے۔

نور العینین جدید ص 159 میں زبیر علی زئی لکھتے ہیں۔

صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

الجواب:

ان کے بیان کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو روایات پیش کی گئی ہیں ان کے ترتیب وار جوابات ملاحظہ فرمائیے۔

(1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

اس روایت کا مفصل جواب باب اول دلیل نمبر 1 کے تحت دے دیا گیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(2) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

اس روایت کا تفصیلی جواب باب اول دلیل نمبر 2 کے دے دیا گیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(3) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

اس روایت کا جواب بھی باب اول دلیل نمبر 8 کے تحت دے دیا گیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(5،4) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب

ان روایات کا جواب بھی باب اول دلیل نمبر 10،9 کے تحت دے دیا گیا ہے وہیں ملاحظہ

فرمائیں۔

(6) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

جواب نمبر 1: اس روایت کا ایک راوی عبدالواحد بن زیاد متکلم فیہ ہے محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذہبی لکھتے ہیں:

عبد الواحد بن زياد العبدى عن الأعمش وغيره صدوق يغرب قال ابن معين ليس بشيء وقال أبو داود الطيالسى عمد إلى أحاديث كان يرسلها الأعمش فوصلها كلها ولينه القطان

(المغنی فی الضعفاء: 2/410 رقم 3868)

ابو جعفر محمد بن عمر بن موسیٰ بن حماد العقیلی لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا أحمد بن محمود، قال: حَدَّثَنا عثمان بن سعيد، قال: سَأَلْتُ يحيى عن عبد الواحد بن زياد فقال ليس بشيء (الضعفاء للعقیلی: 3/55 رقم 1015)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں۔

عبد الواحد بن زياد أبو بشر العبدى روى عن ابن مهدى قال يحيى ليس بشيء (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: 2/155 رقم 2195)

امام احمد لکھتے ہیں:

قال أبي وسمعت عفان قال كانوا يذكرون ليزيد بن زريع عبد الواحد بن زياد فيقول من هذا الكذاب الذى يحدث عن يونس لا أعرفه قال فلقيه يوما فى بعض الطريق فقيل له هذا عبد الواحد بن زياد فقال هذا كان جليسنا عند يونس فقالوا هذا عبد الواحد بن زياد

(العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد: 1/355 رقم 675)

جواب نمبر 2: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرنے کی روایات

(1) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ , حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ , عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

ترجمہ زبیر علی زئی: ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ہمیں حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن (ابی) اسحاق سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھ اٹھارہے تھے۔

(جزرفع الیدین للبخاری مع تحقیق وترجمہ زبیر علی زئی: ص 105 رقم 105 اسکی سند صحیح ہے ص 106)

(2) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن (ابی) اسحاق سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 1/271 رقم 2811)

(3) ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْجَسُورِ ثنا وَهْبُ بْنُ مَيْسَرَةَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ وَضَّاحٍ ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. قَالَ عَلِيٌّ: فَهَذِهِ آثَارٌ مُتَظَاهِرَةٌ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَأَنَسٍ، وَسِوَاهُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا يُوجِبُ يَقِينَ الْعِلْمِ. (المحلی بالآثار: 3/9)

علامہ احمد بن یحییٰ النجمی لکھتے ہیں:

وروى ابن حزم في المحلى بسنده إلى ابن أبي شيبة قال: حدثنا عبد الوهاب ابن عبد المجيد الثقفي، عن حميد، عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه في الركوع والسجود. قال الشيخ أحمد شاكر رحمه الله في تعليقه على المحلى: هذا إسناد صحيح جداً،

وھو کما قال. فإن رواته کلھم أئمة، أخرج لھم الجماعة. (تانیس الاحکام:2/37)

(4) وعن أنس: أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه فی الرکوع والسجود. قلت: رواہ ابن ماجة خلا قوله: والسجود. رواہ أبو یعلی ورجاله رجال صحیح. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:2/121 رقم 2585)

(5) امام بوصیری لکھتے ہیں:

قال أبو یعلی: وثنا أبو بکر، ثنا عبدالوھاب الثقفی، عن حمید، عن أنس قال: "رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه إذا افتتح الصلاة وإذا رکع، وإذا رفع رأسه من الرکوع والسجود". وإسناد رجاله رجال الصحیحین (اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ:2/46 رقم 1238)

(6) حدثنا الصغانی قال ثنا سلیمان بن حرب قال ثنا حماد بن زید عن ثابت قال قال لی أنس بن مالك إنی لم آل أن أصلی بکم کما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی قال ثابت فکان أنس یصنع شیئا لا أراکم تصنعونه کان إذا رفع رأسه من الرکوع قام حتی یقول القائل لقد نسی وکان إذا رفع رأسه بین السجدتین قعد حتی یقول القائل لقد نسی

(مسند ابی عوانۃ:1/459 رقم 1703)

(7) امام بیہقی لکھتے ہیں:

عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم کَبَّرَ فَحَاذَی بِإِبْهَامَیْهِ أُذُنَیْهِ، ثُمَّ رَکَعَ حَتَّی اسْتَقَرَّ کُلُّ مَفْصَلٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ، وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّی اسْتَقَرَّ کُلُّ مَفْصَلٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ انْحَطَّ بِالتَّکْبِیرِ حَتَّی سَبَقَتْ رُکْبَتَاهُ یَدَیْهِ.

(1) سنن الکبریٰ للبیہقی:2/99 رقم 2738 (2) مستدرک للحاکم:1/349 رقم 822

(3) نصب الرایۃ:1/311 (4) الدرایۃ:1/127 رقم 144

(5) سنن دارقطنی:2/150 رقم 1308 (6) الاحادیث المختارہ للضیاء:3/21 اسنادہ حسن

لہٰذا ان دلائل کے پیش نظر اس اثر کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے غیر مقلدین کا ان روایات پر عمل نہیں ہے ہمارے نزدیک یہ موقوف اثر حدیث مرفوع کے مقابلے میں مرجوح ہے۔

(7) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا يزيد بن إبراهيم، عن قيس بن سعد، عن عطاء قال: صليت مع أبي هريرة فكان يرفع إذا كبر وإذا ركع

ترجمہ: حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی پس انہوں نے جب اللہ اکبر کہا تو رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا (جز رفع یدین: ص 21 رقم 20) اس روایت کے الفاظ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے جو غیر مقلدین کے موقف کے خلاف ہے جبکہ زبیر علی زئی اس کا ترجمہ کچھ یوں کر کے عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

لکھتے ہیں: قال البخاری فی الجزء رفع اليدين: حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا يزيد بن إبراهيم، عن قيس بن سعد، عن عطاء قال: صليت مع أبي هريرة فكان يرفع إذا كبر وإذا ركع (واذا رفع)

یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ، (رکوع کے لئے) تکبیر کہتے وقت اور (رکوع سے) اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے (جز رفع الیدین: 22 وسندہ صحیح) (نور العینین: ص 160)

قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ اس ترجمہ میں کیا کچھ ملاوٹ ڈالی گئی ہے اصل الفاظ صرف اتنے تھے يرفع إذا كبر وإذا ركع مگر اس کا ترجمہ بریکٹوں میں ڈال کر اور توڑ موڑ کر اپنا مطلب نکالنا چاہا مگر ان کا موقف اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا

(8) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

اس روایت میں ایک راوی ہے ابو حمزہ عمران بن ابی عطاء الواسطی جو کہ متکلم فیہ ہے جس کا اقرار زبیر علی زئی کو بھی ہے زبیر علی زئی لکھتے کہ درج ذیل علماء نے اس کو ضعیف کہا ہے

(1) ابو زرعہ (2) ابو حاتم (3) نسائی (4) ابو داؤد

اور اس کو درج ذیل علماء نے ثقہ قرار دیا۔

(1) احمد بن حنبل (2) ابن معین (3) ابن نمیر (4) ابن حبان (5) مسلم (بتخریج حدیثہ)
(6) الذہبی فی سیر اعلام النبلاء (5/387)

لہٰذا بقول راجح ابوحمزہ ثقہ صدوق ہے (نور العینین: ص 160، 161)

(1) ابوزرعہ (2) ابوحاتم (3) نسائی (4) ابوداود، جبکہ ان چار کے علاوہ بھی محدثین نے اس راوی پر جرح کی ہے

(5) امام عقیلی لکھتے ہیں:

لا یُتابَعُ علی حدیثہ، ولا یُعرف إلا بہ. (الضعفاء للعقیلی: 3/299 رقم 1306)

(6) امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

صدوق لہ اوھام، سچا ہے وہمی ہے (تقریب التہذیب: 1/752 رقم 5179)

لہٰذا اس روایت میں بھی وہم ہی ہے۔

(9) سعید بن جبیر رحمہ اللہ تابعی کی روایت کا جواب:

غیر مقلدین کے ہاں تو صحابہ کرام کے اقوال و افعال حجت نہیں، تابعین کے اقوال کب سے حجت ہونے لگے، اور اگر واقعی تابعین کے اقوال ان کے لئے حجت ہیں تو حضرت شعبی، حجرت ابراہیم نخعی، حضرت ابی اسحاق، ابن ابی لیلیٰ، حضرت خیثمہ، حضرت قیس، حضرت اسود، حضرت علقمہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہم اجمعین وغیرہم سے ثابت ہے کہ یہ حضرات ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے بلکہ امام نخعی رحمہ اللہ رفع یدین کے بیان کرنے پر ناراض ہوتے تھے امام ابوبکر ابن ابی شیبہ ان حضرات سے ترک رفع یدین نقل فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیے

مَنْ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ لَا يَعُودُ.

2459- حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ؛ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرَةِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا.

امام شعبی سے مروی ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

2460- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ : إِذَا كَبَّرْتَ فِي فَاتِحَةِ الصَّلاَةِ فَارْفَعْ يَدَيْكَ ، ثُمَّ لاَ تَرْفَعْهُمَا فِيمَا بَقِيَ.

حصین اور مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم (نخعی) فرماتے تھے جب تم نماز کا افتتاح کرو اللہ اکبر سے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاؤ پھر بقیہ نماز میں ہاتھ نہ اٹھاؤ

2461- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، وَأَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، قَالَ : كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ ، وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ ، لاَ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلاَّ فِي افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ ، قَالَ وَكِيعٌ : ثُمَّ لاَ يَعُودُونَ.

ابو اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود نہیں رفع یدین کرتے تھے مگر نماز کے شروع میں اور وکیع فرماتے ہیں پھر دوبارہ نہیں کرتے۔

2462- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ حُصَيْنٍ وَمُغِيرَةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ : لاَ تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلاَةِ إِلاَّ فِي الافْتِتَاحَةِ الأُولَى.

2463- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، عَنِ الْحَجَّاجِ ، عَنْ طَلْحَةَ ، عَنْ خَيْثَمَةَ وَإِبْرَاهِيمَ ، قَالَ : كَانَا لاَ يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِلاَّ فِي بَدْءِ الصَّلاَةِ.

طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خیثمہ اور ابراہیم نخعی نماز کے شروع میں دونوں رفع یدین کرتے بعد میں نہیں کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، قَالَ : كَانَ قَيْسٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلاَةِ ، ثُمَّ لاَ يَرْفَعُهُمَا.

اسماعیل فرماتے ہیں کہ حضرت قیس نماز میں جب داخل ہوتے تھے تو رفع یدین کرتے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

2465 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : تُرْفَعُ الأَيْدِي فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ : إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ ، وَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَفِي عَرَفَاتٍ ، وَفِي جَمْعٍ ، وَعِنْدَ الْجِمَارِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سات جگہوں پر رفع یدین (دونوں ہاتھوں کو اٹھانا) کیا جاتا ہے: (1) شروع نماز میں، (2) بیت اللہ کے پاس، (3) صفا پر، (4) مروہ پر، (5) عرفات میں، (6) مزدلفہ میں، (7) جمرات کے پاس

2466- حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هُشَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُسْلِمٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ شَيْءٍ إِذَا كَبَّرَ.

مسلم جہنی فرماتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ شروع (نماز میں) جب تکبیر کہتے صرف اس وقت ہاتھ اٹھاتے۔

2467- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ.

حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ صرف نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

2469- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ، وَإِبْرَاهِيمَ، وَأَبَا إِسْحَاقَ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا حِينَ يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ.

اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے مگر نماز کے شروع میں، عبدالملک بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ شعبی، ابراہیم اور ابو اسحاق رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز کے شروع میں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 1/ 236، 237 رقم 2459 تا 2469)

علامہ ابن تیمیہ ممدوح غیر مقلدین لکھتے ہیں:

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَتَّبِعُوا إِمَامَهُمْ إِذَا فَعَلَ مَا يَسُوغُ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: {إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ} وَسَوَاءٌ رَفَعَ يَدَيْهِ أَوْ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَا يَقْدَحُ ذَالِكَ فِي صَلَاتِهِمْ وَلَا يُبْطِلُهَا لَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا الشَّافِعِيِّ وَلَا مَالِكٍ وَلَا أَحْمَدَ. وَلَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ دُونَ الْمَأْمُومِ أَوْ الْمَأْمُومُ دُونَ الْإِمَامِ لَمْ يَقْدَحْ ذَالِكَ فِي صَلَاةِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

ترجمہ: اور مومنین پر (لازم ہے) کہ اپنے امام کی اتباع کرے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اور برابر ہے کسی کا رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اس کی نماز میں کوئی نقص نہیں امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک کسی کے ہاں بھی نقص نہیں، اسی طرح امام اور مقتدی میں سے کسی ایک نے کیا تب بھی کوئی نقص نہیں۔

(مجموع الفتاویٰ:22/253)

مذکورہ مواضع میں رفع یدین کے اثبات میں اختلاف نہیں، غیر مقلدین کے ذمہ یہ ثابت کرنا ہے کہ مذکورہ یعنی رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کو کھڑے ہوتے ہوئے رفع یدین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوام تھا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری عمل تھا اور یہ اختلافی رفع یدین نماز میں کرنا ضروری ہے تمام روایت جو کہ مرفوع یا آثار صحابہ پیش کیے ان میں اس موقف کا ثبوت کہیں نہیں ملتا اس کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام تابعین اور محدثین سے ان مقامات پر رفع یدین کا ترک ثابت ہے اس کے لئے راقم کی کتاب سنت امام القبلتین فی ترک رفع الیدین کا مطالعہ مفید رہے گا۔

اصحاب عبداللہ بن مسعود اور اصحاب علی کا ترک رفع یدین جو جید تابعین تھے کا ثبوت

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ، وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَكِيعٌ: ثُمَّ لَا يَعُودُونَ.

ابواسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود نہیں رفع یدین کرتے تھے مگر نماز کے شروع میں اور وکیع فرماتے ہیں پھر دوبارہ نہیں کرتے (مصنف ابن ابی شیبہ:1/236)

{غالی غیر مقلد زبیر علی زئی کی قلابازیاں}

ایک راوی اسید بن زید کے حوالے سے میں نے لکھا تھا کہ اس کی روایت بخاری میں ہے اور پھر تفصیل سے اس کو ضعیف راوی ثابت کیا تھا بلکہ بعض محدث اسے کذاب کہتے ہیں، لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے زبیر علی زئی لکھتا ہے "وہ اسے ضعیف نہیں بلکہ صدوق سمجھتے تھے"۔

(الحدیث شمارہ: ۷۔۱۰ ص ۲۳)

اب کوئی ان سے پوچھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں اس راوی کو صدوق لکھا ہے بس اپنے ہی قیاس کو لوگوں پر ٹھونستے ہیں میں نے ایک روایت بخاری کی لکھی جس کو امام بخاری ضعیف سمجھتے تھے اس کے متعلق زبیر علی زئی لکھتا ہے [امام بخاری کا اسے ضعیف قرار دینا صحیح نہیں]

(الحدیث شمارہ: ۷۔۱۰ ص ۲۳)

زبیر علی زئی نے نور العینین ص ۱۳۳ نمبر ۱۱ کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے جارح میں لکھا جزء رفع الیدین (۳۲) جبکہ جزء رفع الیدین (۳۲) جو کہ جناب کی تخریج شدہ ہے اس میں (۳۲) کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حدیث عبد اللہ رضی اللہ عنہ لکھی پھر عبد اللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت لکھی پھر لکھا [فھٰذا أصح] یہ روایت زیادہ صحیح ہے اگر پہلی حدیث صحیح نہیں تو دوسری [أصح] کیسے ہوگئی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو حدیث عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو صحیح لکھا اب یہ کیا کہ ترجیح دے کر دوسری روایات پر عمل کیا بتاؤ کیا انھوں نے ضعیف کہا؟

زبیر علی زئی لکھتا ہے [والعمل علیٰ ھٰذا] کا مطلب اس روایت پر عمل کرنا نہیں ہے بلکہ اس مسئلہ پر عمل کرنا ہے یہ روایت واقعی ضعیف ہے (الحدیث شمارہ: ۷۔۱۰ ص ۲۰)

اب اس غیر مقلد کو کون سمجھائے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت لکھ کر ہی یہ بات لکھی ہے اب اگر اس روایت پر عمل ہی نہیں کرنا تھا تو لکھنے کا مقصد، اور پھر بعد میں یہ بھی تصریح کہ اس پر عمل ہے، بات کو پھیرنا کوئی اس غیر مقلد سے سیکھے۔

بسم اللہ پڑھے بغیر وضو نہیں ہوتا، اس روایت کے بارے میں لکھا کہ ابن ماجہ (۳۹۷) مسند

احمد(۳/۴۱) کی حدیث حسن لذاتہ ہے اس کو بوصیری نے حسن کہا ہے اب دیکھئے اس کو الحدیث شمارہ:۱۰۷ص:۲۴ میں دو کتابوں کی سند کو حسن لذاتہ کہا، اور پچھلے الحدیث شمارہ ۱۰۶ ص:۳ میں لکھا[سنن ابن ماجہ کی سند حسن لذاتہ ہے اور باقی تمام روایت بلحاظ سند ضعیف ہیں] حالانکہ اس سے اوپر[رواہ احمد] بھی لکھا ہے اب قارئین ہی بتائیں اس غالی غیر مقلد کو نسیان اور وہم کی بیماری ہے جس کی بنا پر یہ قلابازیاں کھاتا رہتا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

فَلِهَذَا قُلْنَا من تَرَكَ افْتِتَاحَ الصَّلَاةِ بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ وَالتَّكْبِيرِ فى الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فى الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَوْلِ سمع اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لك الْحَمْدُ وَيَجْلِسُ جِلْسَةً لم يَأْمُرْهُ بها فى الصَّلَاةِ فَقَدْ تَرَكَ الِاخْتِيَارَ وَلَيْسَتْ عليه إعَادَةُ صَلَاتِهِ

پس ہم کہتے ہیں کہ نماز کے شروع میں تکبیر کہنے کے بعد رکوع کو جھکتے وقت اور کھڑے ہوتے وقت تکبیر کو اور رکوع اور سجود کے وقت رفع یدینا ور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد اور جلسہ میں بیٹھنا ترک کرتا ہے ہم اس کو نماز میں حکم نہیں دیتے پس اسے ترک کا اختیار ہے اور نہ اسے نماز کے اعادہ کا کہتے ہیں (کتاب الام للشافعی:1/103)

بتدریج رفع یدین کے ترک کا ثبوت

{ہر تکبیر رکوع ورکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور سجدوں کی رفع یدین کا ثبوت}

(1)[كَمَا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: " أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ خَفْضٍ، وَرَفْعٍ، وَرُكُوعٍ، وَسُجُودٍ وَقِيَامٍ، وَقُعُودٍ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ہر اونچ نیچ اور رکوع وسجود، قیام و

قعود سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے اور بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔

(1) شرح مشکل الآثار للطحاوی: 15/46 رقم 5831

(2) بیان الوھم والایھام فی کتاب الاحکام: 5/613

(3) طرح التثریب للعراقی: 2/405، 406

(2) [حَدَّثَنَا (عَبْدُ الْوَهَّابِ) الثَّقَفِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ (الطويل)، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے رکوع اور سجود میں

اس کی سند صحیح ہے اور بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔

(1) مصنف ابن ابی شیبہ: 1/235 رقم 2449

(2) مسند ابی یعلی: 6/399 رقم 3752

(3) الاحکام الشرعیۃ للاشبیلی: 2/191

(4) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 2/121 رقم 2585 رواہ أبو یعلی ورجالہ رجال صحیح.

(5) کنز العمال: 8/96 رقم 22069

(6) تاسیس الاحکام: 2/37

(7) مشیخۃ الآبنوسی: ص 15 رقم 60

(8) اتحاف الخیرۃ المھرۃ: 2/46 رقم 1238 وإسناد رجالہ رجال الصحیحین

(9) الاحادیث المختارۃ: 2/416 رقم 2025 رجالہ ثقات

(3) [حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ فُرُوعِ أُذُنَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.]

ترجمہ: حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع وسجود میں کانوں کی لوؤں تک رفع یدین کرتے تھے

(1) مسند احمد: 5/53 رقم 20537 (2) متخرج ابی عوانۃ: 2/174 رقم 1263

(3) سنن النسائی المجتبیٰ: 2/204 رقم 1085 بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ)

(4) [حَدَّثَنَا الْمِقْدَامُ بن دَاوُدَ، ثنا أَسَدُ بن مُوسَى، ثنا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بن وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى، وَرَفَعَ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.]

ترجمہ: حضرت عبدالجبار بن وائل اپنے باپ حضرت وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کے پاس حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھا کہ وہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے اور رفع یدین ہر تکبیر کے ساتھ کرتے (المعجم الکبیر للطبرانی: 15/408 رقم 17542، 17545)

(5) [حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي قَالَ: فَحَدَّثَنِي وَائِلُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ الْتَحَفَ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالَ: مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، فَقَالَ: هِيَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.]

ترجمہ: حضرت وائل بن علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کرتے پھر ہاتھوں کو کپڑوں

میں چھپالیا پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا اور انہیں اپنے کپڑوں میں داخل کرلیا راوی کا بیان ہے کہ جب آپ ﷺ رکوع کا ارادہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو نکال کر رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھانے کا ارادہ فرماتے تو رفع یدین کرتے اور اپنے مبارک چہرہ کو ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی رفع یدین کرتے یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے محمد بن حجادہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کا ابوالحسن سے ذکر

کیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز یہی ہے کرنے والوں نے ایسا ہی کیا اور چھوڑنے والوں نے اسے چھوڑ دیا۔

(2) سنن ابوداؤد: 1/192 رقم 723

(2) الجوہر النقی لابن الترکمانی: 2/137 وھذا سند صحیح والصواب

{پہلی حالت سجدوں کی رفع یدین کے ترک کا ثبوت}

(1) [حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ.]

ترجمہ: عبد اللہ بن مسلمہ عن مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ اور وہ اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے جب نماز شروع کرتے اور رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے

(1) صحیح بخاری: 1/187 رقم 735
(2) سنن نسائی: 2/121 رقم 877
(3) مسند احمد: 2/47 رقم 5081
(4) مسند ابی یعلی: 9/415 رقم 5564

{دوسری حالت تیسری رکعت کو کھڑے ہوتے وقت کی رفع یدین کے ترک کا ثبوت}

(1)[واخبرنا القاضی ابو بکر الداودی قال حدثنا عمر بن احمد بن عثمان حدثنا احمد بن عبد الله الرقی حدثنا رزق الله بن موسی حدثنا یحیی بن سعید القطان حدثنا مالك بن انس عن نافع عن ابن عمر قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا دخل فی الصلاة رفع یدیه نحو صدره وإذا رکع رأسه من الرکوع ولا یرفع بعد ذالك]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اس کے بعد (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کرتے

(1) ناسخ الحدیث ومنسوخہ لابن الشاہین: ص 233 رقم 250

(2) فتح الباری لابن حجر: 2/221 أخرجه الدار قطنی فی الغرائب بإسناد حسن

اس روایت میں سجدوں کے ساتھ ساتھ تیسری رکعت کے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کے ترک کا بھی واضح ثبوت ہے۔

{تیسری حالت قبل الرکوع و بعد الرکوع کے وقت کی رفع یدین کے ترک کا ثبوت}

(1)[باب ما جاء أن النبی صلی الله علیه وسلم لم یرفع إلا فی أول مرة]

[حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلاَ أُصَلِّي بِكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. وَفِي البَابِ عَنِ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الكُوفَةِ.]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھ کے دکھاؤں؟ پس آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھ کے دکھائی تو اپنے ہاتھوں کو نہ اٹھایا مگر پہلی بار (تکبیر تحریمہ کے وقت) ہی اٹھایا اس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور کئی اہل علم صحابہ کرام اور تابعین اسی بات کے قائل ہیں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے متبعین) کا بھی یہی مسلک ہے

(1) سنن الترمذی: 1/343 رقم 257 اسنادہ حسن (2) سنن ابوداؤد: 1/272 رقم 748

(3) سنن نسائی: 2/195 رقم 1058 قال البانی صحیح (4) مسند احمد: 1/388 رقم 3681

(5) مسند ابی یعلی: 8/453 رقم 5040 قال حسین سلیم أسد: إسنادہ صحیح

(6) مستخرج الطوسی: 2/103 رقم 103 وحدیث ابن مسعود حسن

(7) مسند ابن ابی شیبہ: 1/166 رقم 323

(2) [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ.]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہاتھ کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز ختم ہونے تک رفع یدین نہیں کیا]

(1) سنن ابوداؤد: 1/200 رقم 750، 752 (2) شرح معانی الآثار: 1/110

(3) مصنف ابن ابی شیبۃ: 1/326 (4) مصنف عبدالرزاق: 2/70

اس حدیث کو علامہ شاکر غیر مقلد نے ترمذی بتحقیق وشرح: 2/409 طبع بیروت میں صحیح

قرار دیا

(3)[حدثنا الحمیدی قال ثنا سفیان ثنا الزہری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا ارادان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کی تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا اور جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کا ارادہ کیا تو رفع یدین نہیں کیا۔ اور نہ ہی دونوں سجدوں کے درمیان

(1) مسند حمیدی: 2/277 رقم 614 مطبوعہ بیروت (2) قلمی نسخہ خانقاہ سراجیہ ص 79
(3) مسند حمیدی قلمی نسخہ دیوبند ص 76 (4) تقریب الاسانید وترتیب المسانید: 1/22
(5) مسند حمیدی طبع مکتبۃ السلفیہ المدینۃ المنورہ السعودیہ (6) مسند حمیدی قلمی نسخہ پیر جھنڈے شاہ

(4)[حدثنی عثمان بن محمد قال قال لی عبید اللہ بن یحییٰ حدثنی بن سوادۃ بن عباد عن حفص بن میسرۃ عن زید بن اسلم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ ﷺ بمکۃ نرفع ایدینا فی بدء الصلاۃ و فی داخل الصلاۃ عند الرکوع فلما ہاجر النبی ﷺ الی المدینۃ ترک رفع الیدین فی داخل الصلاۃ عند الرکوع وثبت رفع الیدین فی بدء الصلاۃ]

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص 216)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں نماز کے شروع اور درمیان میں رکوع کے وقت رفع الیدین کیا۔

کرتے تھے جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو (ایام اخیرہ) میں درمیان نماز رکوع کے وقت رفع یدین (کے عمل) کو چھوڑ دیا اور نماز کے شروع میں رفع الیدین (کے عمل) پر قائم رہے

{سند کی تحقیق}

اس سند کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

محمد بن حارث الخشنی 360ھ	حافظ امام	(سیر اعلام النبلاء رقم:120)
عثمان بن محمد القبری 320ھ	حافظاً للمسائل	(تاریخ العلماء والرواۃ:893)
عبید اللہ بن یحییٰ قرطبی 298ھ	الفقیہ الامام (ثقہ)	(سیر اعلام النبلاء رقم:264)
عثمان بن سوادۃ 235ھ	ثقہ مقبولاً	(تاریخ العلماء والرواۃ 890)
حفص بن میسرۃ 181ھ	ثقہ	(الکاشف رقم:1167)
زید بن اسلم 136ھ	ثقہ	(تقریب التہذیب:2117)
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	جلیل القدر صحابی	(الکاشف:2871)

اس سند کے تمام راوی ثقہ اور مضبوط ہیں

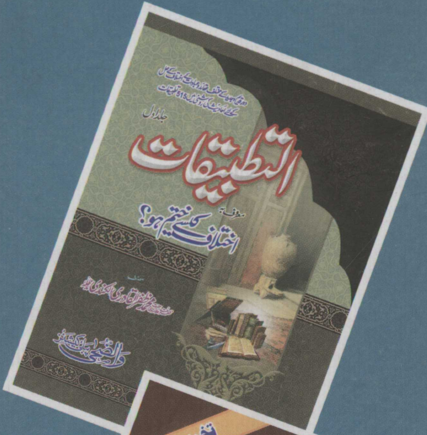
نتیجہ بحث: ان احادیث صحیحہ صریحہ سے سجدوں، تیسری رکعت کو کھڑے ہوتے وقت، قبل الرکوع وبعد الرکوع رفع یدین کا ترک ثابت ہے جو ان تمام حالتوں کے رفع یدین کے عمل کا ترک ونسخ ہے افتتاح نماز کی رفع یدین کا ترک ونسخ کسی کتاب میں نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنے میں اجماع ہے لہٰذا یہی رفع یدین سنت ثابتہ وغیر منسوخہ وغیر متروکہ ہے اس تحقیق کے دوران مجھ ناچیز سے کوئی علمی غلطی ہوئی ہو تو اہل علم سے گزارش ہے کہ وہ اس سے مطلع فرمائیں بندہ ناچیز کو فوراً رجوع کرتا پائیں گے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ میری غلطیوں کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور اس کتاب کو تمام مسلمانوں کے لئے فائدہ مند بنائے اللہ تعالیٰ حق واضح ہوجانے کے بعد اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے

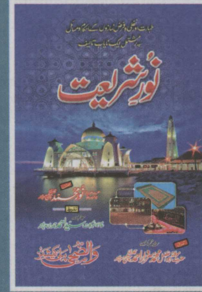
وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

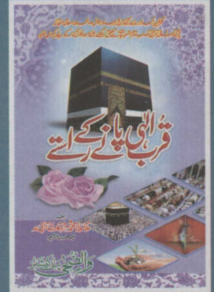
ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی

رابطہ نمبر 03447519992

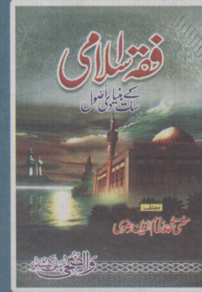
 

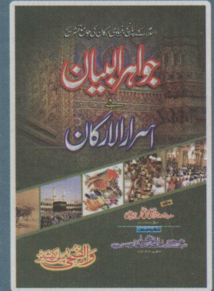

التطبیقات
اختلاف کیسے ختم ہو؟

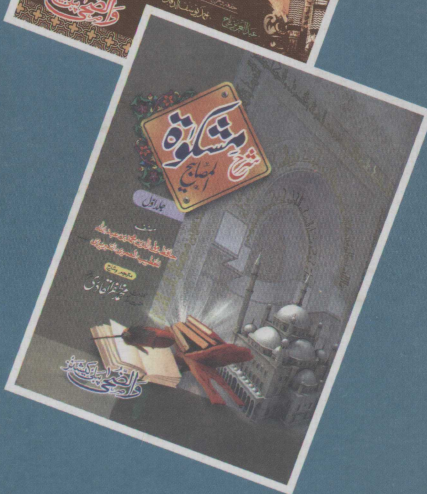

نورِ شریعت

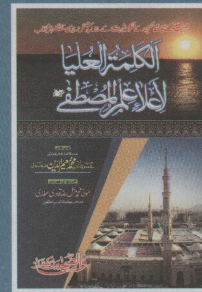

قربِ الٰہی پانے کے راستے

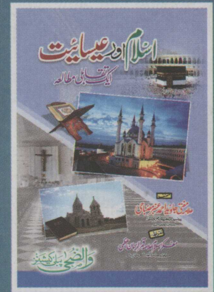

تخریج شدہ
ریاض الصالحین


فقہ اسلامی
کے سات بنیادی اصول


جواہر البیان
اسرار الارکان


شرح مشکوٰۃ المصابیح
جلد اول


الکلمۃ العلیا
لاعلاء علم المصطفیٰ


اسلام اور عیسائیت
ایک تقابلی مطالعہ